

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

جلے کرنے والے اور حبشیوں لگانے والے بدعتی
جلسہ و جلوس کا متفقہ کرنا، مثلاً حبشیوں سے اور حبشیوں

ایسے امورات جائز ہیں یا ناجائز؟۔

الجواب ہے۔ حاجت مشاطہ نیست رد سے دل آرام را۔

(رافعات الیومہ قاضی، ج ۵ صفحہ ۲۶۵، سطر ۶)

میلاد شریف منانا کرشن کے کرتے ہیں۔
بروز راعادہ ولادت کا تو مثل، بنور کے سانگ کنیا کی ولادت کا سر سال

سانگ سے بھی بدتر ہے

(برہان قاطع، ج ۴، صفحہ ۱۳۲، سطر ۱۴)

میلاد منانے والے کافروں سے بھی بُرے ہیں | بلکہ لوگ اس قوم (گنہگار سے) بھی بدتر کر چکے۔
برہان قاطع، ج ۴، صفحہ ۱۳۲، سطر ۱۴

یوم عید میلاد شریف منانے والے بدعتی
(۱) دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کتنا کیسا ہے میں نے
جواب میں لکھ دیا کہ کیا خیر معزوں میں اس کی کوئی نظر پڑی

جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا کہ اگر بدعت لکھ دینا تو بدعت کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہیں، اب اس سے جواب
بھی ہو گیا۔ (رافعات الیومہ قاضی، ج ۵ صفحہ ۵۳، سطر ۱)

(۲) اتفاقاً مجلس تولد بر حال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ صفحہ ۱۵۵، سطر ۴)

(۳) یہ مجلس بدعت ضلالتہ گزشتہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ صفحہ ۱۵۵، سطر ۴)

کسی چیز کو بدعت یا سنت بنانا دیوبندیوں و لایوں کی مرضی پر موقوف ہے
جیسے چاہا بدعت کہہ دیا ہے چاہا سنت کہہ دیا کوئی میاں ہی نہیں۔

(رافعات الیومہ قاضی، ج ۵ صفحہ ۲۶۵، سطر ۶)

نوٹ ہے :- یہ تو ہے دیوبندی مذہب، اب آج کل کے چنچہ پرست دیوبندی دلیوں کا لفاظی تو
دیکھو کہ اپنی گندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے خود بھی بدعتی بن رہے ہیں اور لوگوں کو بھی بدعتی کہہ رہے ہیں جب
مجلس میلاد بر حال ناجائز ہے تو خود دیوبندیوں کو پاکستان سے کوچ کر جانا چاہیے کہ نہ یہ تو میلاد دیوں کا
لکھ ہے۔

خود وہابی اور دیوبندی بھی بدعتی ہیں

آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہو گا کہ دیوبندیوں اور غیر متقدموں کے پاس مسلمانوں کو بدنام کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ لفظ بدعت ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ دیوبندی وہابی خود بھی اہل اجداد بتائیں کرتے ہیں اور وہ بنتوٹے خود مسلمانوں سے بھی زیادہ بدعتی ہیں۔ پھر قرنی عرفہ اتنا ہے کہ اپنی باری منڈا منڈا اور مسلمانوں کی باری اہل کھڑی، خود وہابیوں اور دیوبندیوں کی زبانی ان کے بدعتی ہونے کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

محققانوی صاحب بدعتی

ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گٹھے پٹھے دیکھا کہ تمنا والہ اضیاء اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ غیر العتہ دن میں

(واقعات الیومیہ تقاضی نامہ ص ۱۵۱ سطر ۱)

نہیں پایا جاتا۔

محققانوی صاحب کے ماموں صاحب بدعتی

ماں صاحب میں یہ بات خاص بدعتی کہ تارک الدنیا سے ان کو عشق کا درجہ ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کے

(واقعات الیومیہ تقاضی نامہ ص ۱۵۱ سطر ۲)

بدعتوں کی حالت تھی۔

مختار کی رسموں میں شرکت

قصد رام پور میں ایک رئیس مولوی صاحب کے لڑکے کی تختہ تختی اور اس تقریب میں مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا خلیل

صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں قاضی انصام الحق صاحب کے مکان پر بٹھرا۔۔۔ خیال ہوا کہ تو صلاح فرمادے گا۔ چکا ہے اگر شرکت کی تو کتب کا خاک اثر نہ رہے گا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو اس تقریب میں شرکت کی اور خلافت شخص رشتی میں تھے، شرکت نہیں کی۔ یہ کیا بات ہے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو یہ نہیں فہم ہے پر کل اس نے فقہ سے پر۔

(واقعات الیومیہ تقاضی نامہ ص ۱۵۱ سطر ۱۱۵)

نور علی احمد محمود الحسن بدعتی ہوئے یا نہیں۔ جب عقد کے وقت دعوت دی جا رہی بدعت ہے۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۱۲۵) اور محققانوی صاحب بھی دعوت پر گئے تو کیا بدعتی نہ بنے؟

موس کا التزام کسے یا نہ کسے بدعت اور نام درست ہے۔ تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے۔

(رفاوی رشیدیہ ص ۱۳۱ سطر ۲)

قبروں کی زیارت کو تازیخ محض
کو کے جانا بدعت مگناہ ہے

مٹاؤنی صاحب اور ان کے
 ماموں غیر ہٹنے یہ بدعت کی
 ایک بار جب کہ ماموں صاحب کا جیدر آباد کو کسی میں قیام تھا۔ خواجہ محبوب
 علی خاں صاحب نے ایک تارک مقرر کی کہ آج ہم سب مرارات
 کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ مراد پر گئے۔ وہاں کے خدام نے ہر خوش
 استقبال کیا۔ المیزان

مٹاؤنی صاحب عرس پر جا کر بدعتی بنے
 حاضر ہوا۔ اس وقت کان پور میں تھا۔ ان سے ملنے دہلی آیا تھا۔ یہ بھی لکھا گیا کہ وہ عرس میں ملیں گے۔
 (افغانیات الیوم مٹاؤنی، ۲۷ مئی ۱۸۵۷ء، سطر ۱)

نوشہ۔ زمانہ پور میں مٹاؤنی صاحب میلاد ادا کیا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ عرس میں بھی گئے۔ مگر
 جب مٹاؤن بھون اگر گنگوی صاحب کے جیدر آباد میں رہتے تھے تو پھر قیام، میلاد عرس سب کو بدعت و
 گفرتا بناتے تھے۔ تو پھر کہ مٹاؤنی صاحب بھی پہلے بدعتی نہ رہے۔

میلاد شریف کا جلسہ جلوس بننا بدعت کفر ہے
 جاہل قریں بھی اپنی تارک کے بڑے بڑے داعیات
 کی یاد میں ملوں ٹھیلوں اور جلوسوں سے مٹاتی ہیں۔
 اگر تم بھی (میلاد میں) ان میلوں اور تھولوں کی نقل آتاری تو جیسے وہ ہیں جیسے ہی تم بن کر رہ جاؤ گے
 (راغب الدینا سورہی مذہب سیرت منہج ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۵ء، ص ۱۸۵، عنوان عید میلاد النبی)

عید میلاد کے جلسے و جلوسوں کے اعلان کے مودودی جانتی بدعتی بنی

لاہور ۱۹ اکتوبر آج ملک کے طول و عرض میں مسلمانوں نے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یوم میلاد بڑی شہید کی مناسبت اور تزک و احتفان سے منایا۔ جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے جلوس نکالے
 گئے اور امداد کے وقت چراغاں کیا گیا۔ ایک ایک شہر میں کوئی کوئی امت مانت پرندہ خوان کی مجلس منعقد کی
 تھیں اور اجماع بازاروں کو چھ دیوں سے آراستہ کیا گیا۔ المیزان ۱۹ اکتوبر ۱۸۵۵ء کا پورہ، سطر ۱۸۵، عنوان عید میلاد
 مودودی صاحب نے جلوس کو جاہلیت و کفر کی علامت قرار دیا اور کہا کہ یہ بدعتی کا فتنہ ہے۔ یہ بدعتی بدعتی
 فتنہ ہے۔ یہ بدعتی جناب اب وہ آپ کے گڑبگڑی و مٹاؤنی صاحب کا فتنہ ہے عید میلاد بدعت ہے اور
 مجلس ہر حال ناجائز ہے۔ (دیکھو افغانیات الیوم ۵۵۳۔ فتاویٰ مستقیمہ پر ۲۷ مئی ۱۸۵۷ء، ص ۱۸۵، عنوان عید میلاد
 گئے اور بدعت کی فہرست میں لکھ کر کے کیا تم بھی بدعت کے حصہ دار بننے یا چندہ کے طعنے میں سب کچھ درست

یہ غیر مقلدین۔۔۔۔۔ یہ فرقہ بھی بدعتی ہوا۔

تمام غیر مقلد بھی بدعتی ہیں

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

آپ نے خود طریقہ بدعت سے کتب میں ختم کی ہیں کیونکہ مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے غرضتے اور غیر الغرض میں جستے۔

تمام دیوبندی مولوی بدعتی ہیں

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

کسی میں بدعت ہونے کے لیے بدعتی عموماً ایسے کہ اس میں ماری ہی باتیں بدعت کی ہوں جیسے کھڑکی تیلے ایک بات بھی کافی ہے۔

بدعت کی ایک بات سے

کی کھڑکی ایک بات بھی کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک بات بھی بدعت کی کرنے سے بدعتی ہوگا۔

بھی بدعتی ہو جائے گا

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ جو شخص صرف ایک بدعت بھی کر دیتے۔ دیوبندی علماء کے نزدیک وہ بدعتی ہو جاتا ہے اور مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ دیوبندیوں کے پیشواؤں نے بھی بدعتیں کی۔ لہذا دیوبندی بھی بدعتی بدعتی ہوئے۔ اب دیوبندی کی بدعت بازی کے اس کیل کار نوٹ تیسرے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بدعت نہایت ہی مذموم چیز ہے۔

بدعت نہایت ہی بُری چیز ہے

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

میں نے کانپور کے برعینوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ (میلاد شریف منائے کی وجہ سے) ایسے بدعتی تھے جیسے ایک شخص کا گدھا۔ الخ۔

تمام بدعتی گدھے ہیں

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ :- تبھی تو کچھ نہاد متنازعی صاحب بھی ان کے ساتھ شریک ہو کر ان گدھوں کے گھنٹے بٹے۔ ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ ہندو بدعتی۔

بدعتی و ہندو

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

اہل بدعت کی۔۔۔۔۔ ایسی مثال ہے۔ جیسے شیطان کی۔

تمام بدعتی شیطان

(مذہب ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ :- تو یہ تمام دیوبندی علماء اور مولوی وغیرہ مقلد سب کچھ شیطان ہونے کو کہہ انہوں نے بھی بدعت کی۔

بدعتی تو ایسے ہیں۔۔۔ مگر غلط تعلق نا ایسا ہی فرق ہے
جیسے آریہ اور سنان دھرمی ہیں۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، سطر ۱۱)

تمام بدعتی کافر ہیں
۱۔ سوال :- قہرین پر چارویں چڑھنا ہوادر بدریگوں سے مانع
ہو۔ یا بدعتی مثلاً جوار عرس و سوئم ذخیرہ ہوادریہ جانتا ہو کہ یہ افعال اسچے
ہیں، تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فسق ہے اور احتمال کفر کا ہے اور

دفعہ فی رشیدین تا ۲ ص ۱۸۱، سطر ۱۱

۲۔ چنانچہ کافر و کفر نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔۔۔ ایسے عقائد اسے لوگ بالکل یکے کافر
ہیں۔ ادا ان کا کوئی نکاح نہیں۔ (چراہ القرآن صفحہ ۱۳)

اگر بریل میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو کفر تمام بریل مسلمان ہوتا۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، ص ۱۸۵، سطر ۱۱)

تمام مسلمان کافر ہیں
نوٹ :- معلوم ہوتا ہے کہ بقول خود تھانوی صاحب بھی مسلمان
نہیں تھے کیونکہ خود تھانہ بھون میں بھی ہندو وجود تھے۔

بدعتی کے معنی ہیں، باادب، سبے ایمان۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، ص ۱۶۳، سطر ۱۱)

تمام بدعتی کافر بھی برے ہیں
کافر کی عداوت میں توفیق نہیں، بدعتی کی عداوت میں توفیق ہے۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، ص ۱۸۵، سطر ۱۱)

نوٹ :- مگر آن کل تو سب دیوبند کے برے برے علماء و نادریہ شیخ الحدیث کہلاتے واسے
مولوی صاحبان لڑ کر کھڑے والوں اور ملا کر کھڑے والوں اہل فتنہ پرستے واسے تمام کی بھی چاندی کھڑے ہوتے
ہیں کیونکہ ان کی خاطر یہ عداوت کی عداوت، اب جائز ہو گئی ہے !

تمام دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے ہیں

سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا روتو
مقرر ہو گا جب تک اللہ چلے گا
پھر اللہ آپ ایسی بار بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے
دل میں عقیدہ سائمان ہو گا وہ مر جائیں گے اور دبی لوگ

اجازت ہے، اپنی قوت اور وسعت کے موافق مقابلہ کیجئے۔ بلکہ اب تو اس جہاد کیجئے۔

نقہ ۱۔ اب تو ہر مسلمان کو دیوبندیوں کی تحریکوں اور مجاہدین دیوبند کے جہاد کی کاراز پور معلوم ہو گیا کہ ان صحرائے جنگ کے نزدیک جہاد کا سب سے بڑا سبب چند ہے۔ جو ان کو چند دسے وہ ایک مسلمان رہتا ہے اور جو ان کو چند نہ دسے وہ ایک کافر ہو جاتا ہے اور اس سے جہاد کر کے اس پر حق مشرک کا فرق قتل کر دینا حکیم الامت کی ذمہ داری اور دیوبندی لاء دفاعن اسے فرض ہو جاتا ہے۔ میرے معزز احباب انصاف فرمائیں کہ ہر مسلمان کو کافر کہنا دیوبندی علماء کی فطرت ثابت ہوئی یا مستی علماء کی۔

خود بخود ہو گیا فیصلہ دل کا

سلطان المشائخ حضرت قبلہ عالم گوٹروی کے متعلق

دیوبندیت کے امیر شریعت کا ناپاک فتویٰ

جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب ساکن محلہ قصاباں سیالکوٹ قریب دیوبند سے امین متقبل بارگشت گوشت نے ہندو سے خود بیان کیا، کہ تحریک خلافت کے ایام میں ایک جہد بھقاہ و ڈنگ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات منصفہ ہوا۔ میں خود اس میں موجود تھا، تو دیوبندی دین کے امیر شریعت مولوی محمد ادریش شاہ نے حضرت قبلہ عالم خاں بڑا جگن پشنت اہل بہشت مرشدنا و مولانا حضرت پیر علی شہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لیشان میں یہ ناپاک کلمات کہے کہ:-

”میں حضرت پیر علی شہ صاحب کا غلام تھا، مگر چنانچہ آپ جہاد سے سادہ نہیں لے اور تحریک خلافت میں نہ لگا کر رہے۔ اس لیے میں نے سویت توڑ لی ہے۔“
چنانچہ حضرت قبلہ عالم کو اس ناپاک جرأت کا علم ہوا تو آپ کو اڑھ صد روپے دیے۔ فرمایا کہ اس کا خاتمہ خراب ہوگا۔ (اس صفحہ کی ذمہ داری حافظ صاحب نے لی ہے)

(نمودار اللہ) اجمیر شریعت جانے جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا لاہور مسجد کی قریب یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں، وہ انہماک کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے۔
(مجموعہ دیوانے دین مستطیہ مہرستان کوٹ)

بزرگان دین کے وجد سماج
کو لذت زنا سے تشبیہ

سوال ۔۔۔۔۔ مولانا محمد حسین عاصی صاحب مرحوم کو بغیر سراج
چین نہ تھا۔ اس میں کیا اسرار تھا اور غائبہ وجہ اختلال جناب
مولانا محمد حسین عاصی صاحب مرحوم حضور نے بھی سماعت فرمائی
ہوگی۔ اس واقعہ سے مجوزان سماج کے واسطے ایک بہت بڑا موقع اس کے جواز کامل ہو گیا۔ الخ۔

الجواب ۔۔۔۔۔ بعض لوگوں کو عین معصیت میں موت آگئی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ سال
ہوئے کہ سہارن پور میں ایک بوڑھا آدمی ایک بازار سی گورت سے عین مستحالی کی حالت میں مر گیا۔ الخ۔

(لوہار والا اور دھڑاوی مثلاً)

نوٹ ۔۔۔ ناظرین مولوی اشرف علی صاحب کی ششہ نکلائی دیشیریں جانی ملاحظہ فرما لیں کہ جن کے
باد سے یہ ارشاد ہوا ہے۔ یہ مولانا محمد حسین مرحوم حاجی اداوار اللہ صاحب جہا جہا رحمۃ اللہ علیہ کے
خلیفہ عظم تھے۔

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے والوں پر بھی دیوبندی فتوائے کفر

تعمیم ملک کے بعد جب مرزائی پاکستان میں فتنہ اترتا دیکھ لائے میں مصروف ہوئے اور منتر حفظ
وزیر خارجہ پاکستان نے اپنے مقدمہ سے تاجانز خانہ کے متعارف ہو کر ملک میں مرزائیت کی تبلیغ کا حال پھیلایا تو لاہور
میں مختلف مکاتب و فکر کے علماء کی میٹنگ ہوئی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا
ابوالحسنات مدظلہ العالی احمد رضا صاحب مدظلہ العالی پاکستان لائبریری اور رئیس المدین حضرت مولانا صاحبزادہ سید
فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آوہ مار شریف حال متعین گزراؤ اللہ اور دیوبندی و بابریوں کی طرف سے
مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی محمد علی جالندھری مولوی داؤد غزنوی مولوی فضلہ قاضی احسان احمد
شجاع آبادی اور وافض کی طرف سے مظفر علی شریک پور کے سطرے یہ پایا کہ گورنر حکومت پاکستان
ملک غلام محمد اور وزیر اعلیٰ خواجہ ناظم الدین اور سر بابی وزیر محمد مشاؤ خان دولتانہ سے مطالبہ کیا جائے کہ
منبر :۔۔۔ مرزائیوں کو پاکستان میں قانونی فتنہ مسلط آعلیت قرار دیا جائے۔

منبر :۔۔۔ مشرک خداؤں کو زرات حارجہ کے ہمد سے برطرف کیا جائے و نیز وہ مقامات پیش ہوئے
میں منظور نہ ہوئے دو بارہ جنگ ہو کر پانچ شیشوں کے ذریعہ مختلف مقامات کے دشمن کاروں کے
قتلے کو بھی پہنچی اور گورنر ہاؤس کے سامنے مظاہرے کر میں اور مطالبات خواہیں۔ اس کے لیے

ایک مجلس علی بنی صدر مولانا ابوالحسنات مرحوم ادمدر رضا کاران حضرت قیلہ صاحبہ اور سیکرٹری مجلس علی داؤد فزونی منتخب ہوئے۔ دیوبندی چندہ خوری کے لیے از خود منتخب ہو گئے حضور قلم انبیس اصل اللہ علیہ وسلم کی خیر موت کے تحفظ اور مطالبات مذکورہ سے تمام فرقوں کے علماء کو اتفاق مختار ہو گئی یعنی رسول تافرائنی کے جیلوں میں جانے کے سلسلہ میں دیوبندی اور سی اور پڑ مقدم فرقہ کے اکثر علماء کو اس کے شرعی جوازیں اختلاف تھا اور وہ کا خریک بیچ گئی کے لیے اپنے آپ کو مجبور کرانے کو لا تعلق و باسید یکو الخ المستہلکہ کا مصداق قرار دیتے تھے۔ جبکہ ان اخافت الیریس میں مولوی اشرف علی تھا تو یہ بھی اسے حرام قرار دے چکے تھے۔ اس لیے رضا کار خریک میں اُمید سے ہمت کم لوگ شریک ہو کر مارچ ۱۹۵۲ء کو خریک شروع ہو گئی۔ سب سے اول رئیس اہل سنت حضرت مولانا صاحبہ صاحبہ رضا کار لے کر گراچہ روانہ ہوئے اور گرفتار کر لیے گئے۔ بعد ازاں شہروں سے رضا کار مظاہرے کرتے اور روانہ ہوتے رہے اور اس میں گرفتار کر لیے جاتے رہے۔ پھر کچے بعد دیگرے مولانا ابوالحسنات، مولوی عطار اللہ شاہ، مولوی محمد علی جانہری کو گرفتار کر کے مہو صاحبہ صاحبہ مدظلہ سب کو سیکر جیل میں جبراً کر دیا گیا۔ قاضی امان احمد شجاع آبادی گرفتاری سے بچنے کے لیے پہلے شجاع آباد سے بھاگ کر کہیں پہنچا ہو گئے۔ مبینہ طور پر سب سے پہلے مولوی محمد علی جانہری جیل میں بدل گئے اور حکومت سے عرض معروض کر کے بیرون میں بالفاظ دیو خریک سے معافی پر جیل سے نکل گئے۔ خریک کمزور چلی گئی اس نے رضا کاروں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور مجبور رضا کاروں نے حکومت سے بائیس ہونے مختلف ذرائع سے جیلوں سے باہر آنا شروع کر دیا مگر رضا کاروں کے اس انفرادی اقدام دناخ سے مطالبات کی قاضی پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اور کوام کی نظریں مرکب کے قادیان پر مرکوز ہو چکے تھے اور مولانا ابوالحسنات مرحوم دھما جڑا دھما صاحب ابھی سیکر جیل میں عزم مصمم لیے مطالبات پر قائم تھے کہ دیوبندی مولوی عطار اللہ شاہ بخاری، محمد علی جانہری، داؤد فزونی نے ۱۵ مئی ۱۹۵۲ء مطابق ۵ شعبان ۱۴۳۲ھ کو خریک سے محض استفادہ کا اعلان کر کے تمام خریک اور مطالبات کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا یہ عجیب اور بے سرو پائیان جنگ گراچی میں شائع ہوا۔ مولوی داؤد کے بیان کے چند الفاظ یہ ہیں :-

”ہم سب بشمول عطا اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جانہری اس بات پر متفق ہیں کہ مگر اور مصوبہ ملی لائق تبدیلی کے بعد ہم کو ہر قسم کی رسول تافرائنی بند گردینی چاہیے۔“

(روزنامہ جنگ گراچی، ۱۱ مئی ۱۹۵۲ء)

دیوبندی مولویوں کا یہ بیان غبیہہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اور اس سے ان کے کسی مخفی دنیادی پروگرام کے خدشات پیدا ہو گئے۔ کیونکہ مطالبات مذکورہ واجبی اور دائمی تھے صرف ذرات کی تبدیلی پر مقصد برآباد

کا اظہار اور مطالبات سے دست برداری بعید از فہم تھی۔ ایک تحریک کا مقصد وزارت کی تبدیلی تھی اور بس، مہرجن سال مطالبات پر سے نہ ہو مسلم قوم کی بد قسمتی تھی اور شاید یہ تحریک میں بد عقیدہ لوگوں کی شرکت اور ان کے عدم اخلاص کا نتیجہ تھا۔ اگر مطالبات پر سے جو جاستے نو قادیانی دشمن مزید خدمت ندادندہ کے دامن نہ پھینکا جاتا۔ خیر کچھ ہوا ہوگی۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جس مسلمان نے جتنا بھی کام کیا اس کا مزدور جو پائے گا۔ مگر قابل تعجب بات یہ ہے کہ حکومت نے تو ہزاروں کو کا فر قرار دیا۔ البتہ دیوبندیوں نے اس تحریک ختم نہوت کے رخصت کاروں کو کا فر قرار دیا۔ چنانچہ مولوی محمد اکبر نے ۱۹۶۷ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ کو دیوبندیوں کی مسجد میں چمک بزم السنہ کی چیتیں شریف کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انہیں مولوی محمد علی صاحب نے ایک جاہل نالیگا کے اشارے پر براہ جرت و خطا کے اضافہ کے لائحہ میں یہ الفاظ کہہ ڈالے کہ جن لوگوں نے تحریک میں معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان نہیں رہتے، ان کے چمکے نماز نہ جائز ہے الہ۔

مولوی صاحب کو شاید یہ الفاظ کہتے خیال نہیں آیا کہ وہ خود اور ان کی ساری برادری اس گھر کی زد میں آگئی کہ وہ خود ہرول معافی پر جیل سے نکلے اور انکو دیوبندی بھی مختلف طریقوں سے قبل از مباحہ سزا یا فیصلہ تحریک جیلوں میں لگا کر نکلے چنانچہ مولوی صاحب کے اس معاندانہ فتوے کے بعد بعض لوگوں نے دیوبندی فرقہ کے معتد مقبول سے جو فتوے طلب کئے اور انہوں نے اصل جواب دے کر جلالہ دھری صاحب اور دیوبندیوں کی مکاری کا مجازہ اچھڑا۔ کہ مختصراً الفاظ ملاحظہ ہو۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین درمیں مسئلہ کہ مجلس کے امام مسجد صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں کہ وہ تحریک خلافت مرزاہیت ۱۹۵۳ء میں رخصت کاروں کے ساتھ جیل میں لگے تھے پھر وہ معافی مانگ کر باہر نکلے تھے والی قولہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان رہے یا نہیں اور ان کی امامت نماز شریف جائز ہے یا نہیں۔ (مختصر)

الجواب :- ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء امام موصوف کی اقتدار میں نماز درست ہے۔ رہندہ عبد الشارعی نے نائب مفتی خیر العادس مٹان۔ اس تحریک کے اختتام پر کافی حضرات نے معافی مانگ کر باہر آئی حاصل کی۔ لہذا اس وجہ سے ان پر امامت نہیں کی جاسکتی۔ فقط وال جواب صحیح۔

محمد سرور خاں دارس
مٹان

عبد اللہ رضا اللہ عن مفتی خیر العادس مٹان۔ ۱۵ اپریل
سوال :- (مذکور)

الجواب :- اگر امام مذکور میں اور کوئی خلافت شرع باقی نہ ہوں تو اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے۔ فقط والسلام۔ رہندہ احمد رضا اللہ عن نائب مفتی مدرستہ قائم العلوم مٹان۔

محمد سرور

ان دونوں فتووں کو پڑھ لیجئے اور مولوی عبدالرشید صاحب کے الفاظ ”کافی حضرات“ بھی بخیر پڑھ لیجئے۔ یہ کافی حضرات کون تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی فرقہ کے ہی تھے، ہم ان کی طویل فہرست یہاں دینا فضول سمجھتے ہیں کیونکہ وقت گزر گیا اور وہ سن شہ مدرسے کے پھر تائبہ فائدہ کام ہے اور پھر یہ ذاتیات پر اثر آئے گا معاذ اللہ سے کسی اختلافات سے باہر ہے۔ یہ تو دیوبندیوں کا ہی شیوہ ہے کہ جب وہ ملائے اہل سنت پر کوئی اختلاف دی گرفت نہیں کر سکتے تو ذاتیات کو موضوع بحث بنا کر اپنی امت کو خوش کیا کرتے ہیں۔ لڑائی صرف یہ کرنا ہے کہ مسلمان کو کا ذکر کتنا خوب و کفر سے سبب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفیق آپس میں پیٹ لیں کہ ان میں کون مسلمان ہے اور کون نہیں اور انہیں نہیں پڑھتے ہیں کہ ان سے پہلے اپنے گھر کی پڑتال بھی کر لینا چاہیے۔

اتنی ذبح کیا گئی دامن کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھو ذرا بند قبا دیکھو

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد

صول مربعہ جاست زمین ○ آڑھت کی دکائیں

دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم ہی تحفظ ختم نبوت کے عہدیدار ہیں۔ واقعی سنی بریلویوں نے اس کو پیٹ پرستی کا کارڈ بنا کر ختم نبوت کے دوہرے سے کارڈ باندھی نہیں چلایا۔ البتہ سنی علماء کی مختلف تبلیغی سرگرمیاں محتاج تعارف نہیں اور اعظم اہل سنت کی تالیفات مثلاً امام العلماء الراغبین قدوة المحققین حضور قبلہ عالم سیدنا خواجہ پیر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمائے گوئیہ شریف کی تصنیفات ”سلیقہ شیدائیں“ ”جاست مسیح“ ”وہابیہ“ اور محمد المصلحت امام اہل سنت الشیخ فخرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ”الغائب علی السیلة النکاح“ ”دیگر کتب مثلاً افادۃ الافہام وغیرہ اس باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ نہ جاسے پڑ گیا ختم نبوت ۱۹۵۰ء میں ہی عطا اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری اہل سنت کے مقتدر علماء حضرت کا پیر اعظم مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور صدر مجلس عمل اور شریعہ قطابت حضرت مولانا صاحب زادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ کی جرتیاں چائا کرتے تھے اور انہیں کے نام پر دیوبندی دولاکھ روپیہ لوگوں سے بڑھ کر ڈاڑھ داریں سے مشرف ہوئے۔

خود دزد و خود پاسبان

اہل فہم کو یہ دیکھ کر واقعی جزائی ہو گئی کہ غلط فہم نموت کے نام پر زہنیوں کی ملکیت اور ارادت کی دکانوں کے اجنبیل سے مشرف ہونے والے اس بدیہندی گردہ بننے کی پورے ۱۳ سو سال بعد سب سے اول حضور کو مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہم نموت کو جس قدر نقصان پہنچا کر جو غصہ زہنیوں کی مدد کیے کسی بے تیران سے بددیہان کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی حضور رسالت مآب صائم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ارشاد رہا ہی لیکن سر رسول اللہ و خاتم النبیین کے لفظ خاتم النبیین کے متفق پورے ۱۳ سو سال تک تمام عالم امت کا قطعی و حتمی اجماع رہا کہ لفظ خاتم النبیین صرح آخر نبی کے معنی میں حضور اور نہ سب اس کا مرکز کوئی اور معنی نہیں اور اس معنی کے علاوہ کوئی اور تاویل کیسے ممکن کرے وہ منکر اجماع کا کفر و منہ ہے۔

آنگریزوں کی شہزادست

مکرم و نیکو انگریز ہندوستان میں فتنہ پیداکرنے کے لیے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف بدایہ ایک
جھوٹا نبی بنانا چاہتے تھے اس لیے فریڈرکسن کی عبدالبطن مولوی سے قاتم النبیین کے معنی میں اجراء امت
کے خلاف ترسیم کرنا چاہتا تھا اور سادہ ہندوستان میں مصلحوں کے دشمن اور انگریزوں کے ذریعہ غلام صرف
دیوبندی مولوی تھے۔ چنانچہ ۱۸۵۶ء جنگ دلاوی میں بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید گنجی اور
ان کا دلاوی انگریزوں کی حمایت میں عہدین اسلام سے جنگ کرتا رہا بلکہ کئی دیوبندی مولوی تو اپنے سفید آقا کے
ناموس پر شہید بھی ہو گئے۔ دیکھو کتب دیوبندیوں کی تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۰۱ یاد رہی اس کتاب دیوبندی
مذہب کے محدث پیر محمد خالد سے چکے ہیں۔ اس لیے اس موقع پر بھی بانی دیوبند سے ہی انگریزی نبی کے لیے راستہ
صاف کرنے کے لیے اجماع امت کا منکر ہو کر خاتم النبیین کا معنی نکالا۔ ”ذاتی“ اور مرتبی خاتم اور اجتماعی معنی
”آخر الزمان نبی“ اور ”خاتم زمانی“ کو بے فضیلت بنا کر اس کے ساتھ ہی گھر کر انگریزی نبی کے لیے گنجائش
تکامل دی۔ پھر سب کی پانچوں گلیں دیوبندیوں میں دی گئیں۔ بانی دیوبند پر اس کا گورادانا واقعی ہو۔ اور غلام احمد نے یہ تمام نبیین
کے ذاتی عارضی اصل معنی گھر کرے کا میدان صاف ہو گیا اور بانی دیوبند کے حلیہ متبعین کے لیے متحدہ ختم نبوت کے
لیے قربانی کی کھالیں اور زندہ اندوڑی کا مستند و حشد اکھل گیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی اسلامی خدمات

دیوبندیوں کے ہر کام میں زراعت و زراعی کامی مقصد رہا ہے۔ چنانچہ تحفظ ختم نبوت کا صد مشہور قصہ خزانہ مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری قصہ اور مبلغ بھی اپنے ساتھ لے کر نکلتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ بنی کی ناموس کے نام پر بیچ کر کسکے زمین کے مرے اور آڑھت کی دوکانوں سے شریف ہو کر انجم داریں داجر جیل سے شواب عظیم حاصل فرما چکے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ کے سرشدائے عظیم جناب غشی عبدالملک و مولانا شمس شہیری اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید و مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق لکھتا ہے۔

وہ مولوی محمد علی جالندھری (جاسے بیلے اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے، لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات دوسری چیز ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت دوسری چیز ہے۔ اس مجلس کے نام پر بیچ کر وہ روپیہ لگے۔ اس کے چند سطور بعد پر مشورہ صاحب لکھتے ہیں، مولانا محمد علی جالندھری ہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں۔ اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کے لیے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ان کے مشاہدہ میں صرف ہو یا اس سے اور اتنی خریدی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا وہ پہرہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز بحجرجہ ہو رہے تو جہاد گرم خیابانی نہیں بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و مؤثر ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا۔ تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت (سہت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۱۳۷۲ء صفحہ ۱۲)

ناظرین کو فرمایں کہ یہ سب وہ ان کے گھر سے رویا جا رہا ہے اور اس سے واضح ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا دیوبندی مقصد کیا ہے اور وہ یہ ان کے تقوے کا کس طرح دیوالہ نکال رہا ہے۔

ختم نبوت کے نام پر دو لاکھ روپیہ کی بند بانیٹ

حکومت سے مرزا یوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے مارچ ۱۹۵۳ء میں عظیم عالم اہلسنت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد زبرخانی لاہور کی صدارت

میں ایک تحریک پہل۔ دیوبندی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری نے بھی تحریک میں شمولیت حاصل کی ہے اسی تحریک کے نام پر ملک کے مختلف شہروں سے دو لاکھ روپے جمع کر لیا کہ یہ روپیہ رفاکاروں اور تحریک کے خزانہ کی مصروفیت پر خرچ کیا جائے گا حکومت پاکستان اس تحریک کے خلاف بھی اس لیے اس نے اس تحریک کے مشورہ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی صاحب مدظلہ اور مولوی عطاء اللہ شاہ و محمد علی کو گرفتار کر کے سکھر جیل بھیج دیا۔ مدینہ علویہ پر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری گرفتاری کے وقت یہ دو لاکھ روپے اپنے بیٹے کے سپرد کر گئے کہ اس کو اب دہلی کی پوری ٹکائی کرنا۔ بخاری پشتو کے لیے کافی ہو گا مگر جیل میں محمد علی جالندھری کو پتہ چلا کہ اس روپیہ پر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کتنے گئے کہ تحریک کو گرم کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر جانا ضروری ہے بخاری صاحب بھی معاملہ سمجھ گئے یہ عزت محض اس روپیہ سے پٹ گرم کرنے کے لیے کی جارہی ہے۔ انہوں نے پتہ لگایا کہ جالندھری صاحب بالآخر پیر ول صفات و معانی پر جیل سے نکل آئے عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے اپنے خزانہ احمد کو پیٹیا بھیجی کہ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر نکلا ہے۔ جزو دار ہو جاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے مافی السحاب ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکا کہ خرسن کو روپیہ لے کر ملنگر گزرا تھا گیا۔ احمد جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جا رہے تھے کہ تحریک ختم ہو گئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو براہ کمال احمد دے کر باہمی ہمد بابت کر کے رقم روپیہ ختم کر گئے۔ احمد مجلس مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا صاحب مانگا۔ چنانچہ جمعیت العلماء نے پاکستان کے دارالامان السوا الا عظیم کو جو مولانا ابوالحسنات کی موت پر جیسا محتسب کے ایڈمنسٹریٹو لانا معین الدین نے بذریعہ رسالہ تدارک اس دو لاکھ روپیہ کے صاحب کا مطالبہ کیا چنانچہ اسی مطالبہ کو سوا الا عظیم مجریہ نومبر مظاہرہ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ میں دہلی لیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا سا پیسہ گنگا گیا کہ آج تک صد اسٹے باز گشت نہ آئی اور قبول شدہ شہر میں گھیر کر زمینیں اور آدھت کی دکانیں بنائی گئیں۔

محمد عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کا روپیہ خزانہ احمد کو پیٹیا بھیجی کہ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر نکلا ہے۔ جزو دار ہو جاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے مافی السحاب ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکا کہ خرسن کو روپیہ لے کر ملنگر گزرا تھا گیا۔ احمد جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جا رہے تھے کہ تحریک ختم ہو گئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو براہ کمال احمد دے کر باہمی ہمد بابت کر کے رقم روپیہ ختم کر گئے۔ احمد مجلس مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا صاحب مانگا۔ چنانچہ جمعیت العلماء نے پاکستان کے دارالامان السوا الا عظیم کو جو مولانا ابوالحسنات کی موت پر جیسا محتسب کے ایڈمنسٹریٹو لانا معین الدین نے بذریعہ رسالہ تدارک اس دو لاکھ روپیہ کے صاحب کا مطالبہ کیا چنانچہ اسی مطالبہ کو سوا الا عظیم مجریہ نومبر مظاہرہ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ میں دہلی لیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا سا پیسہ گنگا گیا کہ آج تک صد اسٹے باز گشت نہ آئی اور قبول شدہ شہر میں گھیر کر زمینیں اور آدھت کی دکانیں بنائی گئیں۔

کیا دیوبندیوں کو ایموں کے نزدیک پاکستان کے تمام مسلمان مشرک ہیں
حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و اولیائے عظام کی روحانی ادا دین اور ۱۲۵۰ھ کی
جنگ میں نغہ یار رسول اللہ و نغہ یار علی کی جلالست و کرامت کا تصور
دیوبندی کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ یا علی کا نغہ و کفر ہے اور کوئی مسلمان یا رسول اللہ یا علی کا نغہ

لکھتے تو دیوبندیوں کے قروطنہ کا درجہ حرارت ۱۲۵ ڈگری سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جسے کارنگ ویدانت اور قلب و نظر کے لحاظ سے دیکھنا اور دیکھنا ہی کی حالت قابل دیدہ ہوتی ہے۔ گراس نعرہ مبارک کی عظمت و جلالت اور تصرفات و کرامات پاک و ہند کی ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان اسلام نے جو میدان کارزار میں مشاہدہ کئے اور علی الرغم انفت المنکرین تمام پاکستانی اخبارات نے شائع کئے۔ دو روزہ جنگ کراچی اشاعت مشکل ہو کر اکتوبر ۱۹۶۵ء رجمادی اثنا فی ۱۳۵۵ھ کی سب سے اوپر کی موٹی مرشیاں اور عبارت بلغظہ ملا مظہر ہوں لافظہ دیکھیں۔

پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ کا نعرہ لگا کر بھارت کی ٹٹی دل فوج کا صفایا کر دیا۔
بھاری سے پہلے ایک بڑے رگ سیا کوٹ شہر خالی کر دیا۔ کتے رتے
سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک رویش کو جھولی میں ہم لیے دیکھا گیا۔

راویہ دیوبندی مہارکتیر (غافلہ جنگ) پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی مدد کے نعرے لگائے جو بھارتی ٹٹی دل فوج کو بری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں اپنی آخر الزمان اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سرور پر موجود تھے۔ یا رسول اللہ جیسے بڑے سپر گروں والے مجاہد بغیر لباس میں ایک بڑے اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چوندہ کے نزدیک ایک لڑائی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ یا رسول اللہ مدد کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بڑے رگ سیا کوٹ میں ہم لیے ہوئے دیکھے گئے۔ لاہور افواج چونکہ اوریا کوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی اور جن مقامات پر یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے سنے گئے۔ سیا کوٹ شہر میں گورباری سے پیشتر ایک بڑے شہر کو خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور ہوا دہلند کا ہر ایک پرہتے رہے مختلف محاذوں سے ان غیر العقول اور ایمان افروز کرامات کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرامات اور لڑائی اعداد کے واقعات کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے کے لیے ایک مذہبی انجمن محاذ کے جوانوں اور گروہوں کے ملاقاتوں سے ایسے افراد کے ذریعہ تقریب کام شروع کر رہی ہے۔ ان کرامات اور غیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جتنی تہذیبوں نے بھی کیا۔

(اخبار جنگ کراچی منگل ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء رجمادی اثنا فی ۱۳۵۵ھ)

فحوت ہے پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی کا نعرہ لگا کر میوان جیتا۔ اخبار نے یہ خبریں شائع کیں پاکستان کے تمام مسلمان پڑھ کر خوش ہوئے۔ دیوبندی جنابیں کو کیہ رساری دینا مشرک ہو گئی۔

باب شانزدهم

باب شانزدہم

چاہا کہ کئے جا چاہا کہ ہمیشہ
دیوبندیوں کے کفریاست

اُن کے طواغیت اور بے کھلا کفر

کافر ہوئے جو آپ کو میرا تصور رکھ
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

اصول :- جس مسلمان کا بنیادی عقیدہ خراب ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تائید :- [مشامۃ الف تکفیر و الفساد اعتقاد]

یعنی عقیدہ خراب ہو جانے کی وجہ سے کفر کا ضروری ہوجانا ہے۔

[الکفر بالمعنی مصنف مولوی نور شاہ، صدر دیوبند، ص ۱۱۷، مسئلہ ۱۶]

اصول :- جو مسلمان دین کی ضروری بات (جیسے عورت، خدا اور رسول) کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تائید :- جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے، بہر صورت کافر ہے۔ مرتبہ ہے پہلو
جو اسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

[اشد العذاب مصنف مولوی مرتضیٰ حسن (رحمہم اللہ) ناظم دیوبند، ص ۱۷۷، مسئلہ ۱۶]

تمہید

خدا تعالیٰ جل شانہ کا یہ اہل قانون سے کہ جو شخص کسی انسان کو بلا وجہ کسی گناہ سے ملوث کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ نے خود اسی شخص کو اسی گناہ کے اندر مبتلا کر دیتا ہے، دیوبندی مذہب کے اکابرین و بانی مولویوں نے جب تمام عالم اسلام پر مشایخ گرام و اولیاء اللہ پر بدعتی، مشرک اور کافر ہونے کے فتوے چلائے و جمہور اُمت مسلمہ کی تحریک و میلان تک کہ سوائے چند ایک دیوبندی ملاؤں کے کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے مقبولوں کے گستاخ دیوبندی و بانی مولویوں پر غضب فرمایا اور ان کے بڑے بڑے شیخ، محدث اور

حکیم الامت کھلاسنے والے چہار مولوی مرفوظیاست دین کا انکار کر کے خدا تعالیٰ جل شفا اور اس کے حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کر کے خود کو شرارت کا شکار پر گئے۔ خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے مستحق کیا۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں، چرناؤں، ایسا بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اعلیٰ عین سے بھی
کم بتایا۔ تو دیوبندیوں کے جن چہار پیشواؤں، محسود قاسم، نافوئی، ارشدیہ احمد گنگوہی، علی احمد مہارو پوری، انصاف
علی نقوی نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول متوال صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک کلمے کر کے اسلام کی مژدہری بات، ختم نبوت
والیمان یا لہو ایمان یا لہو یا لہو کے مژدہریات کا انکار کیا ہے۔ وہ یقیناً مرتکب کفر ہیں اور تمام امت مجاہدہ و مجہور
علمائے اسلام جو یہ اس بات پر مستحق ہیں اور ان کے اذنا ب دیوبندی دریت میں جو شخص ان کے کفر پر مطلع
ہو کر رضا یا کفر ظاہر کرے ان کے کفر میں شک کرے اور خدا تعالیٰ جل شفا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی توہین پر راضی ہو کر اپنے پیشوا کے کفر پر پردہ ڈالے۔ وہ بھی کافر مرتکب ہے۔ یہ سب تمام امت مجاہدہ کا متفق ہے۔

دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کے کھلے کفریات

کفریہ عبارت نمبر اول

بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی کا کھلا کفر، ختم نبوت کے معنی پر اجماع سے مکمل انکار

خاتم النبیین کے معنی اجماعی | عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا یہ معنی ہے
کہ آپ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور آپ منسوب ہیں آخری
نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ
فیضیت نہیں پھر مقام مدح میں ولیکن رسول اللہ و خاتم النبیین قرآن اس صورت میں ہو کہ جو
صحیح ہو سکتا ہے۔ (تذکرہ انیسر مسند محمد قاسم نانوتوی ص ۱۷)

خوف :- جس طرح قرآن مجید کے الفاظ منقول متقل تو ان کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے
معنی اجماعی و منقول متقل تو ان کا انکار بھی کفر ہے اور قرآن مجید کے ارشاد و خاتم النبیین کا معنی لاحق
بعدی منقول متقل تو ان کے اور خاتم النبیین کے اسی معنی فرمودہ سرکار دوام صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعیت امت
محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں زمانہ آخری نبی ہیں۔ اور
بعد اسی ہی معنی کا حامل ہے۔ اور محمد قاسم نے اسی معنی اجماعی منقول متقل متواتر کو بلا توجہ عیانہ خیالی بنا کر

فرمان نبوی لاتیجی بعد ہی اور خاتم النبیین کے معنی اجماعی منقول منقول متواتر کا صاف انکار کر دیا ہے جو کھوکھلے اور پھر منکر اجماع کا کافر بنا سب کے نزدیک مسلم ہے خود صدر دیوبند بھی لکھتا ہے۔
 "حقل مسئلہ لقطع فیہا بالاجماع الی قولہ ومخالف هذا لاجماع یفرک ایک فرقت مخالف النص البین۔"

(اکفار المحدثین مصنف مولوی انور شاہ ص ۱۷۱ سطر ۱)

(۱) سوا ہی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت

کو تصور کر لیتے یعنی آپ موصوف بوضع نبوت، بالذات

ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوضع نبوت

بالعرض اور دل کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے
 (تخذیر الناس ص ۱۷۱)

(۲) ایک مراد تو شاہان شان آپ کے خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ (تخذیر الناس ص ۱۷۱)

اسی اگر اختتام ہاں معنی تجزیکر گیا جائے جس میں نہ عرض کیا تو آپ کا خاتم النبیین ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص ہو گا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا۔

(تخذیر الناس ص ۱۷۱)

(۳) اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوضع نبوت لیتے۔ جیسے اس پیغمبر ان سے عرض کیا ہے تو پھر سوائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد متصور و با ممکن ہیں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس

صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد متعدد بھی آپ کی افضلیت

ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت ٹھکری میں کچھ فرق نہ

آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور میں میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجزیکر گیا ہے۔ الہ۔

(تخذیر الناس ص ۱۷۱)

نوف۔ مولوی نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو جابلا نہ خیال بنا کر ختم نبوت کے خود بخود

گھڑے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ہاں معنی ہیں کہ آپ میں وضع نبوت بالذات ہے اور دیگر انبیاء کے کہ ام میں بالعرض

جیسا کہ مراد خدائی بھی ہو سکتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ آؤ اور اسلی نبی کے ہیں۔ دیگر ازالہ

ادہام تو نانوتوی کے تراشیدہ معنی کے لحاظ سے حضور کے بعد ہمیشہ کے لیے نبوت کا روزہ کھل جاتا ہے۔

اور افراد متعدد کے اغراض سے واضح ہے کہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اشراذ نبوت تقدیر الہی

میں موجود ہے۔ و ہذا کہہ رہا لاجتماع برائت "ہر اہل سنت" فرماویں کہ کیا ہم نے بھی ایک ہی لفظ نطق لکھا ہے مجھے امید ہے کہ اگر دیوبندیوں کی بھی تحقیق و محنت "جاری رہی تو چند دنوں کے بعد ساری محکمہ برائت ایک حرف بھی نہیں سکے گا لڑکھ قاسم کا برائت کے افراد مقتدر متاحصاف بتا رہا ہے کہ اس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی برائت کے کچھ افراد تشریف لے گئے ہیں اور یہاں مقتدرہ کا معنی مفروضہ لینا باطل ہے کیونکہ وہ خود اس سے آگے بلکہ بالعرض کہہ رہا ہے۔ بل اعتراض کے نیسے ہے اور اعتراض الشیء عن نفسه قطعاً باطل ہے یعنی یوں کہنا کہ افراد مفروضہ بلکہ بالعرض یہ تو کلام ہی باطل ہے یا کوئی یوں کہے کہ آپ آئیں بلکہ آپ آئیں۔ یہ تو کلام ہی باطل ہے۔ ہاں کلام تب درست ہوگا کہ کوئی شخص کسی شخص سے یوں کہے کہ آپ خط لکھیں بلکہ آپ آج آئیں۔ تو معلوم ہوا کہ بل کے ماقبل اور مابعد کا مفروضہ ضروری ہے۔ ورنہ کلام باطل ہو تب سے تو زمانا ناثر سے لگا کہ اس کے نزدیک مقتدرہ سے مراد مفروضہ نہیں بلکہ تقدیر الہی میں مقتدرہ افراد مراد ہیں اور حضور کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبیوں کے مقتدر ماننا دیوبندیت کا ہی کرشمہ ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۲

رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد شینھوی کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلم المخلوق ہونے کا انکار !!

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابلیس الٰہی مل خود کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا ہے بھی کہ علو ہونے کا صاف اقرار اس حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نص صلی علیہ کے بلا دلیل محض قیاس نامہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہونی فخر نام کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نفوس کو رو کر کہ ایک شرک ثابت کرتا ہے الہ۔

(ابراہیم قاطع مصنفہ شفیق احمد علیہ مد و دیوبند مراد سطر ۱)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوشتہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے برگزنا بت ملک الموت سے کم علو ہونے کا صاف اقرار نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چکا کیونکہ زیادہ۔ (ابراہیم قاطع مذکور، صفحہ ۵، سطر ۱)

نوش: حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق الہی سے وسیع العلم انسانہ و ریات و بن سے ہے اور ملک الموت اور دیوبندیوں کا صاحب نہایت اہلس بھی حضرت آدم علیہ السلام کے علمی مقابلہ میں ہی خدا تعالیٰ سے لاعلم لانا لامہ علمتنا عوض کر چکے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح برتر ہو سکیں۔ اور مولوی خلیل احمد دوشیدراحد نے شیطان اور ملک الموت کو صاف لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم اور وسیع العلم بھی ہے اور یہ صاف کفر ہے کیوں کہ یہ متفقہ شدہ ہے کہ جو شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے یہ کھلا ہے:

"جو شخص یہ کہے، کہ فلاں مخلوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتی ہے، وہ کافر ہے۔"

(ترجمہ بھارت شرقی المہند، مصنفہ و محدثہ مسیح مولویان دیوبند، صفحہ ۱۲)

کفریہ عبارت نمبر ۳

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو پاگلوں، حیوانوں سے تشبیہ
اشرف علیٰ مخلوق کے کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب مبہم کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریاہفت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد

بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبہ ہوں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر کسی و ممکن بلکہ جمیع حیوانات و مہیاؤں کے بیٹے بھی حاصل ہے الخ۔

(مفتی الامان مصنفہ اشرف علی مظہر دیوبند صفحہ ۱۲)

نوش: یہ خاصہ اور عدم خاصہ کا معنی ہر شخص جانتا ہے، خاصہ الشئ ما لا یوجد فی غیرہ اور عدم خاصہ اس کو کہتے ہیں کہ وہی صفت جو ایک فرد میں پائی جائے وہی صفت دوسرے فرد میں پائی جاتی جائے مثلاً اگر کوئی بچہ کہ واحد لا شریک ہے، بڑے میں خدا تعالیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے تو اس کے اس مرد و دول سے معلوم ہو گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت خاصہ کا منکر ہے اور اسی صفت کو اسی حیثیت سے وہ غیر خدا کے لیے بھی مانتا ہے، لہذا وہ کافر ہے اب دیکھئے ہمارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

اپنی برصغرت میں مختل دھماڑیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برصغرت حضور کا ہی خاصہ ہے کسی غیر میں نہیں پائی جاتی مگر مولوی اشرف علی صاحب صاحب کے لفظ سے وہ حضور کے ہی خاصہ علم کو پاگلوں جو انوں کے لیے ثابت کرتا ہے اور حضور ہی کی یہ تخصیص ہے کے بعد تھا تو یہ گائیہ کہ اگر اس علم تو پاگلوں، جو انوں کے لیے بھی حاصل ہے صاف بتا رہا ہے کہ وہ پاگلوں اور جمیع حیوانات گیدڑ، گتے وغیرہ کے علم قییب کو حضور کے بالکل برابر کہہ رہا ہے اس میں صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور یہ کھلا کفر ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے بھی لکھ دیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و ہائم و یحییٰ کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

(المذمت، مسئلہ ۱۱)

خود دیوبندیوں کا اقرار کہ واقعی

یہ عبارات کفریہ ہیں

مولوی محمد ادریس دیوبندی کا ندھلوی لاہوری کا اقرار کہ ان عبارات میں یقیناً رسول

میں صراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، وسائل الایمان اور شریعت محمدائیں نامی کتابوں کے مصنفین اور علمائے دیوبند کا عقیدت مند ہوں لیکن ان کی عبارت میرے دل کو نہیں لگ سکی ہیں۔

(دیوبند مولوی ادریس مندرجہ ماہنامہ تبلی دیوبند اگست، ستمبر ۱۹۵۵ء)

نوٹ:- دیکھئے مولوی ادریس صاحب اقرار کر رہا ہے کہ دیوبندیوں کی قناعت کفریہ عبارات مستحقہ میں اسی لیے تو اس کے دل کو نہیں لگتی مگر پراہم شخصیت پرستی کا اور اندھنی حقیقت کا دل تو ان گنت خارجیات پر ظن نہیں مگر ان کا عقیدت مند ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ کے ساتھ حقیقت کو باطل سے عوام دیوبندیوں کے لیے قابل فخر چیز ہے۔ لاجل ولا حوالہ الا باللہ العلی العظیم۔

مولوی مابر القادری دیوبندی کا اقرار کہ ان عبارات میں حضور کے لیے غلط الفاظ استعمال ہوئے ہیں

ہاں یہ سزا ہے کہ بعض موصدین دیوبندی و بانی علماء سے لفظوں میں ہے احتیاطی مژدہ ہو گئی ہے۔ بات قرینہ اور خوبصورتی کے ساتھ غلط انداز میں کہی چاہیے تھی۔ ہمیں اعتراض ہے کہ لفظوں کی بے احتیاطی اور

اور بیکہ لکھ کے باعث خود ان کے مشن کو نقصان پہنچا ہے۔

(ماہنامہ قاریان کراچی بابت پورے ۱۹۵۵ء)

مولوی عامر عثمانی دیوبندی کا اقرار کہ ان کفریہ عبارات میں حضور کے شان کے متعلق یہ احتیاطی لکھی ہے (۱) ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مذکورہ الشب ابش قب (مستحقہ صلیں احمد دیوبندی) کا انداز تحریر واقعی غیر محمود لائق اعتناء ہے بلکہ ہم دیکھیں گے، اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں اندازہ بشریتہ الفاظ و انداز کی ایسی لغزشیں ہو گئی ہیں کہ انہیں قابل اصلاح کہنا چاہیے۔ (نکل دیوبند فروری ۱۹۵۶ء ص ۵۷)

(۲) میں صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے دیوبند کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز اور درحقیقت افراطی و تحریروں میں بھی مذکور ہے کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی محبت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرقہ پرستوں کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق تحذرت کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ معنوی اعتبار سے بھی ٹکڑے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔ (نکل دیوبند اگست و ستمبر ۱۹۵۶ء ص ۵۷)

(۳) حضرت مولانا لدنی ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے بڑے بڑے ائمہ حق کی بیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے؟ اور ان کا دیوبند و اشرف علی عثمانوی و قاسم نانوتوی و غلیل احمد و رشید احمد گنگوہی کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک قلوب و لبیبیت سے کام لیا ہے۔

(نکل دیوبند فروری ۱۹۵۷ء ص ۵۷)

مولوی غلام نبی دیوبندی فورٹ جاس کا اقرار کہ عبارت گمراہ کن ہیں۔

پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے کھوج دیکھئے تاکہ مسلمان گمراہ مذہبوں (رائی قلم) دنیا والوں کو تاویلوں اور تفسیروں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا فیروہ وانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ نسیم پورہ ۱۹۵۸ء اگست ۱۹ء) مفصل عبارت باب سوم میں ملاحظہ کریجیے

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند پر اس کی کفریہ عبارت کی وجہ سے خود علمائے دیوبند کا فتوائے کفر

مولوی نانوتوی نے اپنی کتاب تصفیۃ العقائد میں لکھا کہ نبی ہر قسم کے گناہ جھوٹ سے معصوم نہیں ہوتا

اس کی عبادت ہماری اس کتاب میں بحث " حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقائد " میں
ملاحظہ فرمائیے کسی شخص نے تاتاری کی یہ کفریہ عبادت لکھ کر علما نے دیوبند سے فتویٰ مانگا تو عامر عثمانی صاحب
لکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص نے مولانا تاتاری کی کتاب تصدیق العقائد میں سے دو عبارتیں و مختلف صفوں سے بزرگ تفسیر بدل
کے ہیں اور مفتیان دارالعلوم کی خدمت میں بذریعہ مصنف کا نام لکھے بھیج دیں مفتیان دارالعلوم نے اذنیانہ تاؤ۔
کھٹ سے فتویٰ چڑھایا کہ ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا رکاز غاصد ہوا۔ دوبارہ نکاح کرے۔ گویا
دوبارہ نکاح دیا گیا تو اسے سے مسلط نسب غاصد الخ۔

انجی دیوبندی (۱۵۹۵ء)

مولوی اشرف علی کی کفریہ عبادت دیوبندیوں کی دھینک گشتی

ہر ایک نے دوسرے کو کافر بنا دیا

تتالوی نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صلے کے متعلق جب یہ گناہ عبادت لکھی کہ۔
اگر بعض علوم غیبیہ مراد میں تو اس میں حضور کی ہر ایک تخصیص سے ایسا علم غیب تو زیہ و تبرک ہر صلی و جنوں کی جمیع
بیانات و ہائے کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان تتالوی ص ۳)
علما نے اہلسنت نے اعتراض کیا کہ اس عبادت میں لفظ "ایسا" سے معلوم ہوتا ہے کہ تتالوی کے نزدیک
پاکوں حیوانوں کا علم حضور کے برابر اور حضور کا علم معاذ اللہ حیوانوں پاکوں "ایسا" ہے۔ ایسا کہنا یقیناً کفر ہے۔ یہ عبادت
شان رسول میں از حد گشتی اور کفر ہے۔ تتالوی کو چاہیے کہ یہ عبادت واپس لے کر تو یہ کرے۔ مگر تتالوی
کفر پر اڑا رہا۔ دوسرے علماء دیوبند فرائض کی معقولیت کو پا گئے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ تتالوی خواہ مخواہ خدا کو را
ہے۔ حقیقت میں یہ عبادت یقیناً کفر ہے۔ کیونکہ اس میں لفظ "ایسا" تاجز معنی بھی کریں کفر ہے عبادت نہیں نکل
سکتی۔ امتوں نے بھی احتجاج کیا مگر تتالوی پھر بھی عبادت واپس لینے کو تیار نہ ہوا۔

الہی کیوں نہیں اٹھتی قیامت مارجا کیا ہے

بالآخر اس گندہ ایمان سوز عبادت کو واپس لینے کے بجائے گنہوار، عقائد بھون، دیوبند، سہارن پور کے
سب اصناف اکابر دیوبند جمع ہوئے اور اس عبادت کو خطہ الایمان سے خارج کر کے یا اس میں ماسب ترین کہنے
کے لیے چار آدمیوں کی ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کے ارکان مولوی حسین احمد دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن درہیلگی

مولوی عبد الشکور بھٹائی مولوی شمس الدین احمد صاحب مصلیٰ مقرر ہوئے۔ ان ارکان نے اس کفری عبادت پر جو حاشیہ لکھا تھا اس کا منقہ نقشبلا حفظ ہو۔

مولوی رفیع الدین نے بڑے ہریرے سے لکھا کہ لفظ "ایسا" کبھی تشبیہ کے لیے آتا ہے جس کے معنی مانند اور مثل کے ہوتے ہیں اور کبھی اندازہ بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے ہوتے ہیں۔ مثلاً تو واقعی عبادت میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی یہ عبادت کفری نہ ہوتی کیوں کہ حضور کے علم کو پاگلوں جیوانوں کے علم سے تشبیہ کفر ہے۔ مگر یہاں ایسا اندازہ کے لیے ہے۔ یعنی "اتنے" اور "اس قدر" کے معنی میں ہے۔ چنانچہ رقم لکھنے میں لکھا ہے۔

(۱) واضح ہو کہ ایسا لفظ مانند اور مثل ہی کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متین ہیں۔

توضیح البیان فی حفظ الایمان مصنف مرتبہ حسن ص ۱

(۲) عبادت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا لکھا ہے۔ اس قدر اتنا ہے پھر تشبیہ کیسے کر (توضیح البیان ص ۱) مولوی حسین احمد دیوبندی نے اس عبادت کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ لفظ ایسا اگر یہاں "اتنا" کے معنی میں ہوتا تو عبادت بدعتاً کفری نہ ہوتی مگر یہاں تو ایسا تشبیہ کے لیے ہے اس کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت مولانا (رحمۃ اللہ علیہ) عبادت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ محاذاً حضور علیہ السلام کے علم کو اور چاندی کے برابر کر دیا۔

(اشتاب اثاب ص ۱۱)

(۲) اس سے بھی اگر قیاس نظر کریں تو لفظ ایسا تو کفر تشبیہ کا ہے۔

(اشتاب اثاب ص ۱۱) نفس معصیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے۔ (اشتاب اثاب ص ۱۱)

اب ناظرین خود سنا رہیں مصلیٰ حسن نے کہا کہ لفظ "ایسا" اس عبادت میں اتنا کے معنی میں ہے یہ تشبیہ کے لیے اگر تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی مثلاً فوی پر کفر عائد ہوتا، مگر حسین احمد کہتا ہے کہ لفظ ایسا اس عبادت میں تشبیہ کے لیے ہے اگر اتنا کے معنی میں ہوتا تو واقعی مثلاً فوی پر کفر لازم آتا۔ اب بتائیے کہ ان دونوں میں سے کون صحیح اور کون غلط کہہ رہا ہے۔ مرتبے حسن کی تاویل پر مثلاً فوی اور حسین احمد پر کفر لازم اور حسین احمد کی تاویل پر مثلاً فوی اور مرتبے حسن پر کفر لازم ہے۔

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل
مگر تخریب نظم گلستاں تک بات چاہی تھی

فریضہ ایسا کا جو معنی بھی کیا جاوے اس عبارت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھانوی نے سخت توہین کی ہے۔

خود مولوی تھنوی حسن ناظم دیوبند کا فیصلہ کہ واقعی مذکورہ بالا عبارتیں لکھنے والے

چاروں اشخاص کا فرہو چکے ہیں

ان دیوبندیوں کو کافر کہنا فرض ہو گیا کیونکہ وہ عیسائی کافر ہیں، جو انہیں کافر نہ

کہے وہ خود کافر ہو جائے گا

ان چاروں علما نے دیوبند کو کافر ان چاروں صاحب کے نزدیک بعض علما نے دیوبند کو کافر قرار دیا ہے، صدر ذیل کے طرح

مستفید احمد و خلیل احمد و اشرف علی و واقعی ایسے ہی تھے جس کے بعد انہوں نے

دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علما نے اسلام نے جب مرزا

صاحب کے ساتھ کفر پر معلوم کر لیا اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے، تو اب علما نے اسلام پر مرزا صاحب اور

مرزا بھوں کو کافر اور مرزا کافر فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزا بھوں کو کافر نہ کہیں۔ چاہے وہ لاہوری ہوں یا

قدنی وغیرہ وغیرہ، تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

اللہ العذاب مصدق تھنوی حسن دیوبندی، مسٹر، مسٹر

نوٹ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس طرح مرزا بھوں کو کافر نہ کہنا فرض ہے اسی طرح ان دیوبندی

پیشواؤں کو بھی کافر نہ کہنا فرض ہے جو انہیں کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے تو تمام اہل اسلام

ان دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہیں تاکہ انہیں خود کافر نہ ہو جائیں۔

جو اے مدعی کا فیصلہ میرے حق میں

نہیجانے کیا خود پاک و امن ماہ کھان کا

دیوبندی اماموں کی کفریہ عیارتوں کی عام فہم تشریح بعض عربی الفاظ کی وضاحت کیساتھ

(۱) مولوی اشرف علی صاحب خانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص ۷ پر حضور پیر اسلام علیہ وآلہ
الصلوٰۃ والسلام کے لیے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو حضور کے لیے ثابت کیا۔
اور اس کے ساتھ ہی لکھ دیا کہ:
اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زہد و عجز پر مبنی و مجنونانہ جمیع حیوانات و نباتات کے لیے
بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۷ پر پیر)

شریعت اسلامی میں علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور
اپنے خواص سے معلوم نہ کر سکیں۔ زیادہ تر قرآنی نام ہیں۔ جیسے ہندوستانی زبان میں کوتو، مہتو، ایتھو، گہا کرتے ہیں۔ مہی
کے معنی بچہ، مجنون کے معنی پاگل، جبر کے معنی سب جہوان کے معنی جانور، حیوان کی جمیع حیوانات، ہر پیر کے معنی
چار پارہ، ہر پیر کی جمیع پارہ، یہ فقہ کو کیا تفسیر ہے، الفاظ میں سوال ہے، لیکن انکار کے معنی میں ہیں۔ یعنی کفر و عصیت
نہیں۔ ایسے سوال کو استعمال انکار ہی کہتے ہیں۔ تو اس بات کا صاف و صریح واضح مطلب عربت ہی ہوگا کہ بعض
علم غیب جو پیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو کھواجہ
نقوی کو بھی ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ مولوی خانوی صاحب
نے اپنے ان کلمات میں حضور پیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو شخص خاص و عام
بیکر ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چارپائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ و تکریم سخت توہین
کی ہے۔ مولوی شبیل احمد صاحب ابنہ نقوی نے اپنی کتاب براہین خاطوہ کے ص ۱۷ پر لکھا۔
(۲) سفیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی ذیلی
ہے کہ جس سے تمام نصوص کو روکر کے ایک شرکت ثابت کرنا ہے۔

براہین خاطوہ ص ۱۷ پر پیر

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ ناپاک، سب سے زیادہ بُری شے کا نام سفیطان ہے،
ملک الموت کے معنی موت کا فرشتہ، وصحت کے معنی وسعت اور زیادہ ہونا۔ وصحت حکم کے معنی علم کا زیادہ

ہونا۔ اُن کے معنی قرآن مجید کی آیت یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، جس کے معنی واضح و روشن ہیں۔ اور وہ آیت یا حدیث اسی معنی کے لئے ارشاد فرمائی گی کہ جو قطعی کے معنی وہ قول جس کے معنی میں شک و شبہ نہ ہو، فخر عالم کے معنی وہ جی جس کی وجہ سے سارے جہان کو فخر حاصل ہوا جو حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب فخر و عالم بھی ہے۔ اُن کی جینے نعوس، شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی اور کو شریک کرے۔ ۵۵

شریعت اسلام میں شرک ہے۔

اسلامی شریعت کے حکم سے شرک بھی کفر ہے۔ یعنی مسلمان نہیں۔ کافر کے معنی غیر مسلم ہیں تو اس بات کا صاف اور صریح واضح مطلب صرف یہ ہے جو اگر شیطان کے لئے اور موت کے فرشتے کے لئے علم کا زیادہ ہو ناگزیر و حدیث کے لئے ہوئے ارشادوں سے ثابت ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا زیادہ ترہا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ موت کے فرشتے کے لئے اور شیطان کے لئے جو شخص و بیعت اور قائد علم ہائے وہ تو مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا شرک اور کفر ہے۔ ایمان ہے۔ مولوی ایضاً صریحاً صاحب نے اپنے ان الفاظ میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاک اور مبارک علم کو موت کے فرشتے اور شیطان کے علم سے بھی کم بنا کر سخت شدید گناہی کی ہے۔

مولوی قاسم صاحب نا تو ہی نے اپنی کتاب تنذیر اناس کے صفحہ ۱۲۲ لکھا ہے:

”وہ“ عام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا ہی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں۔ مگر اہل فہم پرکوشن جو گا کر تقدم پانا خزانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں۔ لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین و آں سے موت میں کچھ کچھ برکت ہے۔“

(تنذیر اناس مقبولہ دیوبند)

اچانک کے معنی عام لوگ، اہل فہم کے معنی مجتہد اور لوگ، جس وقت اہل فہم کے مفصلے میں کام کا لفظ بولا جائے گا۔ اس وقت لوگ ام کے معنی بنے سمجھ لوگ ہوں گے۔ تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا، تاخیر کے معنی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زانی کے معنی زمانے کے اعتبار سے بالذات کے معنی اپنی ذات کے اندر فضیلت کے معنی حق اور بزرگی۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقعیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مسند بنا ہے

ماکان محمد اباً احد من رجا لکھ و لکن رسول اللہ و خاتم

النَّبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے بچھلے ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور سائنس سے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ پیشتر سے اب تک لگنے پھٹنے والی ہر دوام و علما دہلی اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ میں حقائقہ النبیین کے صرف عملی ہی ہیں کہ حضور سب سے بچھلے ہی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی نکالے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شریعت اسلام کے حکم سے کافر و مرتد اور بے دین ہے۔ لیکن مولوی نانوئی صاحب کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے معنی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بچھلے ہی ہیں۔ یہ تو کتنے لوگوں کا خیال ہے جس قدر لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پچھلے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور بزرگی نہیں بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنی سب سے پچھلے ہی مردوں کو چوکے کہ آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف میں ہے۔ لہذا اس تشریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانبردار سے غلط ہو جائے گا۔ یہی مولوی نانوئی صاحب اپنی کتاب تہجد برائے اس کے حکم پر ایک مثال دیتے ہیں کہ دیکھو زمین پہاڑ، درو دیوار، چاند، آئینہ، آفتاب ہیں سب میں نور کی صفت موجود ہے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ زمین پہاڑ کو درو دیوار سے اور درو دیوار کو نور کی صفت کہاں سے حاصل ہوئی۔ تو پتہ چلتا ہے کہ آئینہ ان چیزوں کے مقابل رکھا ہوا ہے۔ اس آئینے کے واسطے ان چیزوں کو نور کی صفت حاصل ہوئی۔ پھر ہم دریافت کرتے ہیں کہ آئینے کو نور کی صفت کس چیز سے حاصل ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابلے میں چاند ہے۔ چاند کا نور آئینے کو بھی نور کی صفت دے رہا ہے۔ پھر ہم تجسس کرتے ہیں کہ چاند کو نور کی صفت کس سے ملی تو یہ سبیت ظنی و نظامی کسی سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کو بھی نور کی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ چاند کے مقابلے میں آفتاب ہے۔ آفتاب کا ہی نور چاند کو صفت سے موصوف کر رہا ہے۔ آفتاب تک پہنچ کر یہ تجسس جتنی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب صفت نور کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے موصوف ہے اور آفتاب کے سوا چاند، آئینہ، دیوار، دروازہ، پہاڑ، زمین سب سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ اسی آفتاب ہی کے واسطے سے نور کی صفت کے موصوف ہیں۔

پھر اسی کتاب کے ص ۸ پر لکھتے ہیں:-

در سوا سی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خائیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف ہر صفت نور

یا کلمات ہیں اور سو آپ کے اور بنی وصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا جہنم ہے۔ پر آپ کی نبوت اور کسی کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت قائم ہو جاتا ہے۔

وصف کے معنی صفت، نبوت کے معنی پیغمبری، خاقیت کے معنی خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہے جس کو خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے کوئی صفت حاصل ہوئی ہو۔ خاتم کے معنی ختم ہو جانے والا۔

تو مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف مزید دافع مطلب یہی چاہیے کہ یہ میں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین منسب کیا گیا ہے۔ اس کے عرف یہ معنی تصور کرنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے نبوت حاصل ہوئی یعنی یوں کہ رسولوں سے نبوت حاصل ہوئی اور رسولوں کو سکرین اولو العزم سے نبوت حاصل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی اور کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے تو جیسے آفتاب پر نقش و بیجو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تجس و فلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اس معنی کا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے بنی ہیں۔ جو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کی ضروریات ایمانیہ میں داخل ہے، ختم زمانی اور خاقیت زمانی نام لکھا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنی لکھے ہیں کہ حضور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کے واسطے خود اپنی ذات سے بنی ہیں۔ کتب تفسیر و حدیث و کلام اور اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز گزرتا نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ و حاشیہ معنی کا نام ختم ذاتی اور خاقیت مہتری لکھا ہے اور اپنی اسی کتاب تنذیر الناس کے حصہ پر لکھتے ہیں کہ:-

”سنا بان شان محمدی خاقیت مہتری ہے نہ زمانی“

اس عبارت کا صاف مزید دافع مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے عرف یہی معنی ہیں کہ حضور بغیر کسی دوسرے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی ہیں۔ لیکن خاتم یعنی آخر الزمان آپ کے شان کے لائق نہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تنذیر الناس کے حصہ پر لکھتے ہیں:-

۱۰۔ اعتقاد اگر باہر معنی جو بر کیا جائے جو میں نے عرض کیا، تو آپ کا خاتم ہونا انیسویں صدی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا درست رہتا ہے۔“

اس عبارت کا صاف مزاج واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لیے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں تو یہ خرافی ہوگی کہ حضور اس صورت میں مرحمت انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں تشریف لائے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر کی دوسرے کے واسطے کہ اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خرابی ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ہی خاتم النبیین ہیں گے۔ یعنی حضور کے زمانے میں جو در نبی ہوں گے وہ سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے۔ لیکن حضور پیغمبر کی اور نبی کے واسطے کہ خود اپنی ہی ذات سے نبی رہیں گے۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اس کتاب تہذیب النہس کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ:-

”اگر غایت نبوت یعنی انصاف ذاتی بوضوح ثبوت یہ لکھتے ہیں کہ اس بعد ان سے عرض کیا ہے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو اقرار مقصودہ بالخلق میں سے حامل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے اقرار خارج رہا ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی اقرار مقدرہ پر بھی آپ کی اعلیٰ ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی ثابت نہ ہوگی کہ آپ کی ذات سے خود بخود نبی ہونا، حامل نبوی کے معنی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم، اقرار مقصودہ بالخلق کے معنی وہ لوگ، جن کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے، انبیاء کے افراد خارج ہیں۔ مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لائے۔ انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں تو پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیر الہی میں لکھا ہوا ہے۔

اس عبارت کا صاف مزاج واضح مطلب یہی ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی مراد ہوں جو خود میں سے بیان کئے کہ حضور پیغمبر کی دوسرے نبی کے واسطے کہ اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خرابی ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ تقدیر الہی میں ان کا پیدا ہونا مقدر ہے۔ ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور جو دنیا میں پیدا ہو چکے اور جو نبی پیدا نہیں ہوئے ان سب میں سے کسی کا بھی حضور کے مثل نہ

ہونا ثابت ہوگا بلکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور بنی پیدا ہوں گے تو بھی حضور کے قائم الایثار ہونے میں کچھ فرق نہ پڑے گا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو بنی پیدا ہوں گے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے بنی ہوں گے۔ اور حضور اسی طرح بنی کر کے دوسرے بنی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی رہیں گے۔ مولوی ناولہ قوی صاحب نے اپنی جہادوں میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے بنی ہونے کی جو قضاۃ ضروریہ دینیہ سے ہے۔ سخت شدید تکذیب کی اور خود اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید عیسائیوں نے پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ مولوی ناولہ قوی صاحب سے یہ کہہ کر ہر شخص معاذ اللہ کہہ سکتا ہے کہ میں بنی پیغمبر ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے بنی و پیغمبر ہونے کا دعوے کیا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالے ایک غلطی کا اقرار اور فراموشی یا نکلنا عینستہ اسی طرح اپنے بنی و رسول پیغمبر ہونے کا دعوے کیا ہے۔ جن کی عبارات اس کی تمام کتب میں صاف موجود ہے۔ دیکھو دعوت الایمان کا مرزا قادیانی نے بھی قائم الیسین کے یہی معنی لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مرتب نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ پیغمبر کا بنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی راستہ نہیں۔ ایک یہ بات بھی گزارش کرنی ہے کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بنی ہیں، اس لئے تیرہ سو برس سے بھی بیشتر سے اب تک عوام و خواص تمام اہل اسلام ہنستے چلے آئے ہیں یعنی یہی معنی تمام علماء کرام و صوفیائے عظام و متکلمین فہام و فہمین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تابعین کو تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم نے تبع تابعین کو تابعین تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے بعد والوں کو سمجھائے، بلکہ یہی معنی خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم و اکابر و مسلمہ سیکڑوں حدیثوں میں ارشاد فرمائے بلکہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیسیوں آیات مبارکہ میں متعدد طریقوں سے قائم الیسین کے صرف یہی معنی سکھائے ہیں اور اس امر کا اقرار قادیانی مرزا بنوں کے مقابلہ میں خود دیوبندی مولویوں کو بھی بار بار کرنا ہی پڑا۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبندی کی کتاب ختم النبوة فی القرآن و ختم النبوة فی الحدیث و ختم النبوة فی الآثار سے اسی مضمون کے منہجہ حوالے ہم اپنی اس کتاب کی بحث ۱۱ دیوبندیوں کی فربہ کاریوں کے عنوان میں لائے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب ناولہ قوی اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے ص ۲۱ پر لکھتے ہیں:-

”باقی رہی یہ بات کہ ہر دین کی تاویل کو زمانے توان کی تفسیر خود بائبل لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو ہر دین کی بات فقط ازراہ سبب ادبی نہیں ماما کرتے۔ ایسے لوگ

اگر ایسا کہیں تو بجا ہے۔ المرء لقیس علی نفسه اچنا یہ طریق نہیں نقصان شان اور
چیز ہے اور خطا و نقصان اور چیز اگر وجہ کہ انتفاعی بڑوں کا فہم کسی معنوں تک نہ پہنچا تو ان کی شان
میں کتنا نقص آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان
ہو گیا ہے

گاہ باشد کہ کودک نادانست

یہ غلط برداشت زندہ تیر سے

اس عبارت کا صاف مراد یہ مطلب ہے کہ اس وقت سے پہلے جو سو برس سے بھی پیشتر سے ایک کسی مولوی کسی
عالم کسی متکلم کسی مفسر کسی صوفی کسی ولی کسی تابعی تابعین کے کسی تابع کسی صحابی سے حتیٰ کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اہل بیت کریم میں قائم ابنیہ کے وہ مدعی ہو کر جو نہیں بن سکے جو مولوی یا قوی صاحب نے تعریف
کئے ہیں کہ حضور نبی کریم اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی ہیں اور قائم ابنیہ کے یہ مدعی گھڑنے کی یہ مشقیں تو
صرف مولوی یا قوی صاحب نے فرمائیں اور نا قوی صاحب نے ہی سب حضرات کے بتائے ہوئے کھلے
ہوئے ارشاد فرمائے ہوئے مدعی ہیں غریباں غریباں غلط بیان تائیں کہ مولوی یا قوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ
مادہ سے تیرہ سو برس پیشتر سے اب تک کے تمام اکابر شیوخ ایمان اسلام کے بتائے ہوئے مدعی کو غلط سمجھنے اور ان
کے مقابلہ میں میرے تعریف کئے ہوئے مدعی کو صحیح سمجھنے سے ان اکابر اسلام کی کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ قائم ابنیہ
کے مدعی سمجھنے میں ان حضرات کا اکابر اسلام سے بھول چوک تو ضرور ہو گئی لیکن اس بھول چوک سے ان کی شان میں
کچھ کمی نہیں آئی۔ ان تمام حضرات اکابر اسلام اولین و آخرین میں سے کسی نے اس مسئلہ ضروریہ کی طرف زیادہ توجہ
نہیں کی۔ اس لیے ان میں سے کوئی بھی قائم ابنیہ کے صحیح مدعی نہیں سمجھ سکا۔ اس سے ان کا مرتبہ کچھ گھٹ نہیں
گیا اور میں نے یاد دہان کیا کہ ان کے ہونے کے غفلت کے کی بات کہہ دی۔ قائم ابنیہ کے صحیح مدعی یہاں سے
اس سے میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نا سمجھ لڑکا غلطی سے صحیح نشانے پر تیرا دیسکے۔ مولوی
یا قوی صاحب نے ان باتوں میں تمام اکابر اسلام اولین و آخرین کو بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غلام غلامی بے
سمجھ لوگوں میں شامل کر کے سخت شدید بات کی ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک مہری دستخطی فتوے ہے جس کے فوٹو اکثر حضرات مناظرین
اہلسنت کے پاس ہیں اور اس کا عکس اسی ”دوبندی مذہب“ میں بھی ہم پیش کر رہے ہیں اس کے سوال کا
خلاصہ یہ ہے کہ:-

”دو شخص کذب باری میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے

شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں دوزخ کذاب کا قائل نہیں ہوں، یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو یہ بھی مثال یا ایست و جانت با وجہ قبول کرنے کے دوزخ کذاب باری تعالیٰ کے ہے۔

مولوی گنگوہی صاحب نے جو اس سوال کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ،

اس کو کافر کہنا یا باقی مثال کہن نہیں چاہیے کیونکہ دوزخ خلعت و عید کو جانت کثیر علماء سلف کی قبول کرتے ہیں۔ خلعت و عید خاص ہے اور کذاب مام ہے کیونکہ کذاب بولتے ہیں قول خلعت و واقع کو سودہ گاہ و عید ہوتا ہے، گاہ و عید گاہ خیر اور سب کذاب کے اذاع ہیں اور جو دوزخ کا دوزخ جس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر سوا تو حیران بالغ و مروجہ ہو دوسرے گناہ دوزخ کذاب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کسی فرد کے جو اس بناد علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں نیکی کے سلف کی لازم آتی ہے۔ برعینہ قول ضعیف ہی ہے، مگر تاہم صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ حقیقی منافق پر اور بیکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تشنیع نہیں کر سکتا، اس ثالث کو تفصیل و ضیق سے ساموں کو ناچاہیے۔ البتہ ہر ذی انکشاف ہوتا ہے۔ اس عبارت کا صاف معنی واضح مطلب یہی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں دوزخ کذاب باری تعالیٰ کا قائل نہیں ہوں۔ یعنی وہ اس بات کا قائل ہے کہ معاذ اللہ خدا جہوت بول چکا خدا جہوت ہے ایسا کہنے والا بھی نہ کافر ہے نہ گمراہ نہ گنگنا رہ بلکہ شیعہ صالح مسلمان ہے، اس کو کوئی سختی نہ دیکھنی چاہیے۔ خدا کے سچے پیروں نے ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی دیکھے دوسرے کا اختلافی ہے جسے حقیقی منافق کے اختلافی مسائل حقیقی نے کہا نماز میں پاتھ ناف سے نیچے باندھو منافق نے کہا کہ پاتھ ناف سے اوپر باندھو اسی طرح کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جہوت ہے۔ خدا کو جہوت مانگنے والے کے کافر کہنے سے انکے زمانے کے علماء اسلام کو کافر کہنا لازم آجاتا ہے۔ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ خدا جہوت ہے پھر مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے نزدیک ایک دلیل سے ثابت بھی کر دیا کہ دوزخ کذاب باری تعالیٰ کے معنی درست ہو گئے۔ یعنی یہ بات شکیب ہے کہ خدا جہوت ہے۔

میل مناسبت معلوم ہوتا ہے کہ مولوی گنگوہی صاحب نے جس دلیل سے معاذ اللہ خدا کو جہوت مانا ہے کیا ہے۔ اس دلیل کی حقیقت بھی مختصر الفاظ سے واضح کر دی جائے۔ جس کلام کے کہنے والے کو سچا اور جہوت کہا جاسکے۔ اس کو خبر رکھتے ہیں جس کلام کے کہنے والے کو سچا جہوت مانا جاسکے، اس کو انشاء کہتے ہیں۔ خبر کا واقعہ کے مطابق ہوتا ہے صدق اور سچائی ہے جو خرواق کے مطابق ہو۔ ۵۰ سچی خبر اور خرواق ہے۔ خبر کا واقعہ کے مطابق نہ ہونا کذاب اور جہوت ہے۔ جو خرواق کے مطابق

نہ جوہ جہوئی تیرا دیر کا ذب سے کلام انشا نہ سچا ہو سکتا ہے نہ جہونا ہو سکتا ہے۔ بچیا جہونا ہو نامرت خبری کے ساتھ خاص ہے کسی جرم پر کسی مزا کا مقرر نہ کیا ہے۔ کسی اطاعت گزار کی، فرمانبرواری، وفا شکاری پر کسی انعام کا اعلان کرنا وعدہ ہے۔ وعدے اور وعید سے کبھی کسی واقعہ کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وعید کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ جرم کرنا چاہتے ہیں ان کو ڈرایا جائے، دھمکیا جائے جرم کرنے سے باز رکھا جائے۔ وعدے کا مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمانبرواری کا لوگوں کو شوق دلایا جائے۔ ان کو خدمت گزار کی و اطاعت شکاری کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ان کے دلوں میں خدمت و اطاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے جس کا رخصت ہر کوئی انعام مقرر کیا جائے۔ اس کے بجائے دوسلے کو انعام نہ دینا عیب ہے۔ وفات و خیریت کیٹی و رواالت ہے۔ لہذا خلعت و عدہ یا وعدہ خلافی عیب و نقصان ہے۔ اور امتداد رک و تنانی اس عیب و نقصان سے وجہ پاک و منزه ہے۔ لیکن کسی جرم کرنے والے کو کسی وجہ سے اس جرم پر مقرر کردہ سزا دینا، معاف کر دینا، چھوڑ دینا ہرگز عیب نہیں بلکہ اس کو جو دو کرم بخشش و رحم کہتے ہیں ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جہان بازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور ایک سپاہی اس جان بازی کو چورے طور پر ادا کر دے پھر بھی بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو وعدہ خلاف کہا جائے گا۔ اس کو بدنام کیا جائے گا۔ اگر تھک لوگ زبان سے داس کے ہاتھ نہیں آئیں گے تو کم از کم دلوں میں تو ضرور ہی تمہیں گے کہ بادشاہ نے محبت کر لی۔ وعدہ خلافی کر کے دغا بازی اور غریب کاری سے کام لیا۔ لیکن اگر وہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں جان بچا کر بھاگ آنے والے کی سزا یہ ہے کہ اسے کوئی سے اڑایا جائے گا۔ پھر اسی کی رعایا میں سے کچھ ایسے سپاہی اس کے سامنے پیش ہوں گے جو دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں اور وہ بادشاہ ان کو چھوڑ دے، معاف کر دے تو کوئی عقل مند ہرگز یہ نہیں سمجھے گا کہ بادشاہ نے اپنے قانون کو اپنے اعلان کو چھوڑ کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ بادشاہ نے بے جا سے سپاہیوں پر اور ان کے بال بچوں پر رحم فرما کر ترس کھا کر معاف فرمایا یا بخش دیا۔ لہذا یہ خلعت و عید جرم کو بخش دینا، معاف کر دینا ہرگز عیب نہیں، نقصان نہیں، بلکہ خوبی و کمال ہے۔ اس کو رحم و کرم کہتے ہیں۔ اس کو ہر جھوٹ اور کذب نہیں کہہ سکتے۔

اس مضمون کو علامہ ابن عابدین شامی شامی اپنی کتاب رد المحتار کی اس جہاں میں جس کو مولوی غفر اللہ صاحب انیسویں نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے حصہ پر نقل کیا ہے یہ یوں لکھتے ہیں:۔

صلی یجوز الخلف فی الوعیب فضا ہر ما فی المواقف والمقاصد
ان الاشاعرة قالون بجوانہ لانہ لا یعید نقصا بل جود و کرم،

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے گنہگار بندوں کے لئے جن مزاؤں کا اعلان فرمایا ہے۔ ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ان گنہگاروں کو بخشا جا سکتا ہے یا نہیں، تو کتاب مواہت و کتاب مناقہ کی جہازوں سے ظاہر ہے۔ کہ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وحید کے خلاف ہو سکتا ہے۔ گنہگاروں کے لیے جو وحید میں فریائی گئی ہیں۔ ان کو ان سے معافی دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا عیب نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کو بخشش اور مہربانی گمانا ہے۔ اس تحریر سے ظاہر ہو گیا کہ خلعت و حید ہرگز کذب نہیں، عیب نہیں، نقصان نہیں، خلعت و حید کو کذب یعنی جھوٹ سے قطعاً کوئی ملالت نہیں۔ لیکن مولوی ابی نعیمی صاحب نے براہین قاطعہ کے ص ۲۷ پر کذب کو اصل اور خلعت و حید کو اس کی فرع بنا کر یہ لکھ دیا کہ خدا جھوٹ بولی سکتا ہے۔ اور مولوی شیخ علی صاحب نے اپنے صوری دستخطی فتوے میں کذب کو حش اور عام اور خلعت و حید کو اس کی فرع اور خاص بنا کر لکھ دیا کہ:

۱۱۔ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے ہیں

یعنی بیانات شکسہ ہو گئی کہ خدا جھوٹ بولی چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے کیونکہ وقوع نہیں زوال کو شامل ہے۔ کسی چیز کا زمانہ گذشتہ میں یا زمانہ موجود میں یا زمانہ آئندہ میں واقع ہونا سب وقوع میں داخل ہے۔ مولوی شیخ علی صاحب نے اپنے اس ہمراہ دستخطی فتوے میں اللہ عزوجل کی سخت شدید تکذیب کی، اور مندرجہ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کو جھٹلایا بنا بریں یہ چاروں اشخاص تکذیب باری تعالیٰ و توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و انکار نعمتِ نبوت کرنے کی وجہ سے مبتلائے کفر ہوئے اور دیوبندیہ کے مابین امام کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ

یعنی علماء مولانا احمد رضا خان صاحب، پرانے علماء دیوبندی کی کفر فرما رہی تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ

خود کافر ہو جاتے۔ الخ۔

۱۲۔ اللہ العذاب مصنف مولوی مرتضیٰ حسن جانا پوری ص ۱۸

اور آج سے چار سو سال پیشتر عرب و عجم کے صحیح دوساے ملت و اکابرین علماء اور تمام ممالک اسلامیہ کے مقبول شریعت محمدیہ مطہرہ سے ان چاروں مولویوں کو صاف لغفلوں میں متکب کفر ہے دین فرمایا جن کے صورت مستحطلوں کے فتوے عربی زبان سے اردو میں منتقل کر کے آئندہ صفحات میں آ رہے ہیں اور ہم نے ازحد فرقہ کے شرعی صاحب کے فتوے کا اصل تو فوجا صل کر کے اس کا علی تردید ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمادیں، اور خود قصہ کریں کہ گھوڑی کے اس فیصلہ کے بعد کہ وقوع کے معنی درست ہو گئے یا انہیں نہیں سے بھی نئی اگر صلی اللہ علیہ وسلم کے مہابک علم کو کم نہ تھے نہ صرف مندرجہ براہین قاطعہ پر تصدیق کے بعد کہ کوئی مسلمان ایسے شخص کو مسلمان تصور کر سکتا ہے۔ اب گنہگاروں کے ایسے قسم سے اٹھا ہوا فتوے ملاحظہ کر دیجئے جس میں وہ خدا تعالیٰ کو بی ایمان جھوٹا کہتا ہے۔ پھر اس اصل فتوے کو کافی عرصہ گزر چکا ہے، اس لئے اس کے فتوے ریاک، اوتوہنے میں پریس سے گوبعض

حروف اور مہر کے حروف ضائع ہو گئے ہیں۔ تاہم سوال وجواب اور گفتگوئی کے یہ ناپاک الفاظ و قریع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ کجی پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر تمام حروف و الفاظ و معنی صبر والا محکم و قنوسے ملاحظہ کرنا ہو تو ہندوستانی حضرات، حضرت شیریشیہ اہل سنت مولانا حضرت علی خان صاحب دامت برکاتہم بلی بصیرت و پاکسانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تفسیر لہف سے جا کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

خدا پر یہ جو دھبہ جھوٹ کا بھڑپا

یکس نصیب کی غلامی کا داغ لے کے پلے

دیوبندیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کے

قلمی دستخطی و مہری قوے کی عبارت جس میں

اس نے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہا جس کے اصل کا

عکس سامنے والے صفحہ پر موجود ہے۔

اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

سوال

بسم الله الرحمن الرحيم

ما تو علم رسمک الله و شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرحت واری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الله لا يقضون ان يشرك به ويفترجا دون ذلك الله اعلم بما هم في شغل ہے مصیبت قتل مومن کو۔ پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار حضرت مومن قاتل یا بعد بھی فرماوے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے ومن يفتل مؤمنا فقتله فجذله جحيم خالداً في النار۔ لفظ مؤمن مام ہے شامل مومن قاتل یا بعد کو اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن یا بعد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قاتل کے قصہ سننے کا کہ آپ کے استدلال سے دعوے کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں ویفتل ہے نہ ویسکب۔ ان یفتلوا یہ سن کر اس قاتل نے جواب دیا۔ میں نے کب کذاب بنے کہ میں دعوے کذب کا قاتل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قاتل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح یعنی منافی لطیف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع میں جانور کذاب ہے اور تو یہ وعین کذب بیضے مواضع میں دھول ادلی میں نہ فقط تو یہ آیا ہے قاتل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو یہی مثال یا اہل سنت و جماعت یا وجود قبول کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے۔ بیشواً ولقد جردوا۔ **الجواب :-** اگرچہ شخص ثنائی نے تاویل آیات میں غلطی کی مگر تاہم اس کو کافر کہتا یا بعد بھی قاتل نہیں کہنا چاہیے کیونکہ دوقین خلف وجود کو حیا علت کثیرہ علما و ملت کی قبول کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تفسیر الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں۔ بقول علامہ اس کے مجوزین خلف وجود و جرد و خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قائلو لا لا لیس یقتضی بل ہو کہانی۔ البتہ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علما خلف و جرد کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف و جرد خاص ہے اور کذب عام ہے۔ کیونکہ کذب کہتے ہیں قول خلاف واقع کو۔ سو وہ گناہ عید ہو کہ ہے گناہ عید گناہ خیر۔ اور سب کذب کے انواع میں اور وجود و جرد کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرر و موجود ہو جسے گا۔ لہذا دعوے کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کسی فرد کے جو میں بنا علی اس شان کو کوئی تحت ملے نہ کہنا ہے کہ اس میں ٹیکر ملد اسلحت کی لازم آتی ہے۔ ہر شے یہ قولی ضعیف ہے۔ مگر تاہم مقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل کا تفصیل صاحب دلیل ضعیف ہے۔ مگر تاہم مقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ کچھ دفعہ شافعی یا ورنیس پر دعوے دلیل ایسی کے ملن تفصیل نہیں کر سکتا۔ نا محین انشاء اللہ کہ اس کتب عقائد میں دیکھتے ہیں انہا اس شان کہ تفصیل و تعیین سے امون کرنا چاہیے۔ البتہ بڑی اگر خفا نشہ ہو بہتر ہے۔ البتہ قدس علی الکذب ہم اعتقاد القوم مسند اتفاق ہے اس میں کسی اختلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کا عقائد بھی ہو گیا ہے۔ قال الله ولو شئنا لعل نفس هذا ولكن حق القبول هو لا لعل من جہنم من الجنة والنا امر اجتمع۔ الآية فقہ و اللہ تعالیٰ علم کبر ہاتھ رشید اور کثرتی حق عنہ۔

فشان مہر

دیوبندیوں کا مشہور اعتراض

تمام علماء دین دیندہ کہتے ہیں کہ یہ فتوے ہمارے نہیں ہے بلکہ افتراء ہے۔ اس لیے اس کو گلوہی صاحب کی طرف سے منسوب کرنا درست نہیں۔

فیصلہ کن جواب

دیوبند کا ایک مشہور علماء فرقہ ہے فیض آباد میں حضرت شیرینہ اہل سنت مولانا شمس علی خان صاحب اور لاہور میں حضرت شیخ الحدیث پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب دامت برکاتہما دیوبندیوں کی جتنی مقدمہ باز اور عہد دیوبندیوں ہی کی شکستیں دلائل کسی سے مخفی نہیں ایسے فتویٰ گلوہی کی زندگی میں ہی تردید ہو کر کہیں نہ چھپا۔ گلوہی صاحب انگریزی آدمی تھے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں انگریزوں کا گلوہی جو اگر یہ فتوے افتراء برتا تو وہ اپنے ان دانا انگریز سے سنی علماء پر سیٹھوں جرم عائد کروا دیتے۔ نیز فتوے دے دیتے کہ بعد اس سے منکر ہو جانا دیوبندی مولویوں کی پرانی عادت ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم صرف دو نظریں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ نالوثی پردیوبندی مفتوں نے حال ہی میں باجربے خرمی کے گلوہی کا فتویٰ دیا اور جب شورش ہوئی تو پھر اس فتویٰ کو نہیں ختم ختم کئے ہر پھر کئے گئے۔ خود دیوبندیوں کو ہی اس بددیانتی پر یہ شکتا ہر کہ:

”اگر بعد میں یہ ثابت نہ ہو جانا کہ یہ عمارتیں اور یہ قیدہ خود اپنے ہی گلوہی کا ہے تو ہزار برس بھی اس فتویٰ کو غلط نہیں کہا جاتا۔“ دیکھ تفصیل کے لیے تجلی دیوبندی ۱۹۵۶ء۔

۲۔ دیوبند کے عابد ہتھم محمد شیب نے ایک خط میں کسی شخص کو لکھا کہ۔

”حضرت صاحب اکرام معیار حق نہیں ہو سکتے۔“

مودودی باپٹی نے اس پر شور مچا کر کے اخبار دعوت دہلی میں ہتھم صاحب کی خوب خرابی ہتھم صاحب کو پتہ نہ گئے اور کذب بیانی پر انگریز شائع کروا کر کہ۔

”اخبار دعوت و ضروری ۱۹۵۶ء میں میری طرف منسوب کر کے ایک خط شائع کیا گیا۔ جسے مضمون

میرے ملک کے بالکل خلاف اور منافق۔“ (الجمیعت ۲۵، فروری ۱۹۵۶ء)

مودودی باپٹی نے جب ہتھم صاحب کی یہ دیانت دیکھی تو انہوں نے اس کے خط کا فتوہ شائع کرنے کا اعلان کر دیا اب ہتھم صاحب کو اپنا کذب داپس لینے کے سوا کوئی چارہ کار نظر آیا تو مودودیوں کے ملنے سے

جھکا کر ان کے گمراہ۔

”یہ خط میرا ہی ہے جو آپ نے شائع فرمایا ہے۔ ردت ۲۵، ۲۵۶، ۱۹۵۶ء
تاخیر کرام کے سامنے ہم نے دیوبندیوں کی کذب بیانی اور اسے غلط فتوؤں سے منکر ہو جانے کی یہ ایسی
دشمنیں پیش کر دی ہیں جن کی تفصیل مولوی شبیر احمد عثمانی کے اختلاف مسلمہ دیوبندی مولویوں
کے رسالہ ”مغنی دیوبند“ ماہ مئی ۱۹۵۶ء میں موجود ہے جس سے یقیناً ثابت ہو گا کہ گنگوہی کے فتوے سے
دیوبندیوں کا منکر ہو جانا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسے پائے پیلے کے یہ پرانے عادی ہیں نیز دیوبندیوں نے بھی گنگوہی کی
دستی تحریر کا نوٹواچی کتاب نکالنا تب رشیدیہ کے منکر پر وہی ہے دینا کے کسی بھی سپلیٹ کے سامنے پیش
کر کے انصاف کا وہ اوردہ کشکشا جا سکتا ہے۔ معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں تحریریں ایک ہی ہاتھ کی کھجی ہوئی ہیں۔
کچھ فرق نہیں ہے۔

دیوبندیوں کی ان کفریہ عبارات کے متعلق دیوبندیوں کی مکاریوں

کا صفایا

فتاویٰ حامیہ بین و فیہ کے متعلق ملاں سنبھلی کے معرکہ اقلیم فیصلہ کن منظرہ کی
خصوصی فریب کاریوں کا دفعیہ

(عبارت تخذیر الناس کے متعلق)

فریب: مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس جگہ تخذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک
تحریر سے کام لیا ہے۔ الخ۔ یہ عبارت تخذیر الناس کے متن مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر لیا گیا ہے۔ الخ۔ خات
صاحب موصوف نے فقرہ کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے وہ فقرہ لکھا ہے۔ اس کے
بعد ۲۵۷ کا فقرہ ۲۵۸ الخ۔ (فیصلہ کن منظرہ صفحہ ۴۲ پر اربع سنت و قیوم)

الجواب :- مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تخذیر الناس کی عبارت کا مفہوم عربی عبارت

میں بیان فرمایا ہے۔ عبارت میں تحریر کا سوال تو نہ پیدا ہوتا کہ اعلیٰ حضرت مرحوم تخذیر الناس کی اردو عبارت
نقل فرماتے اور پھر اس کے الفاظ ترک کر دیتے یا علمائے عرب کے سامنے پیش کرتے کے لئے اردو عبارت

عہ - بخوبی پائی گئی ہوگی لیکن ان عبارتوں پر دیا گیا ہے جن میں اس فقرہ کو کھیرت سے غیر مفہوم مانا ہے دیکھو اس کی تصدیق القیام
۲۵۸ اور دیکھو ہماری اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کے حضور کے متعلق ناپاک فتاویٰ۔ (مؤلف)

کاغذی میں مفہوم پیش کرتے ہیں تہذیبی معنوی کہتے، حالانکہ اعلیٰ حضرت نے لفظ دیوبندی دیا سنت سے پیش فرمایا ہے لہذا یہ تحریک کا دھوکہ منبغی صاحب کی عقل و فہم کی کوتاہی یا کھٹ جسد و تعصب کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ نظام ہیکل کی اردو کتاب کی اردو عبارت کو کج و کس طرح بھی دوسری زبان میں نقل نہیں کیا جاسکتا۔ یا اس کا معنی بیان کیا جاسکتا ہے جو کہ کسی طور پر دیا متدرج سے ایلیٹ حضرت نے بیان فرمایا ہے۔ ترتیب بدل دینے کا دھوکہ بھی ہے۔ معنی ہے کہ جو سوال میں ساری کتاب کا پیش کرنا ہی ممکن تھا۔ اس ضروری تھا کہ اس کے مختلف مقامات کی قابل اعتراض عبارت کو پیش کیا جاتا۔ ایلیٹ حضرت نے قیام فقرے نہیں نقل فرمائے بلکہ تحذیر انداز کی مختلف مقامات کی کفریہ عبارت کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ مسلمان جب قادیانی عبارت پیش کرتے ہیں تو کیا قادیانیوں کو بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ تم مختلف فقرے نقل کرتے ہو۔ حالانکہ مولانا احمد رضا خان صاحب موم نے جن فقروں کا مفہوم نقل فرمایا ہے۔ وہ متعلق فقرے ہیں اور کلام نام ہے جن کے متعلق مفاہیم ہیں۔ لہذا ان کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیوبندی ملا صاحب کسی قدر لالچا لکے سے متعلق عبارات کو یونان فقر کا نام دے کر کلام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ایلیٹ حضرت نے ترتیب ہرگز نہیں بدلی۔ بلکہ پہلے مسلمانچہرہ کی عبارت کا بالترتیب مفہوم بیان فرما کر پھر جب ملا کی عبارت کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ تو عبارت کی علیحدگی کا یہ (مسموم) دیا ہے جو کہ واضعاً بیخیل کے لفظ پر اسباب بھی موجود ہے۔ دن و یا رشتہ اسادھوکہ دیتے ہوئے دیوبندیوں کو لکھ کر خوف خدا بھی کرنا چاہیے اور پھر ترتیب کوئی فرض بھی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کے کوئی کا ہی کلام ہے۔ خود کلام الہی کی ترتیب بحالت غائر بھی بدل دینے کے متعلق آپ کے فتاویٰ صاحب مجددہ سو بھی لازم نہیں ہونے دیتے چنانچہ دیکھتے ہیں کہ درمختار میں ہے۔

و یکرد الفصل بسورة قصیرة وان یقر معن کو سنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غار بھی اور

سجدہ سہو لازم نہیں اور اذ القادسی حصہ ۱۲۲۲ اب فرمائیے کہ آپ کے امام کے کلام مقدس کے بحث میں کرن سنی ضرورت لگتی ہیں؟

فربیب: تحذیر الناس کی عبارت میں بالذات کا لفظ تھا اور اس عبارت میں صرف بالذات فضیلت کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو متکرم ہے۔ الخ
(خلاصہ الامراض فی حدیث کن مناہرہ ص ۲۳)

الحجوا صاحب :- اذ تو دیوبندیہ کا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے لفظ بالذات اور ایسا ہے کیونکہ آپ نے تو توہیدی کی جس عبارت کا ترجمہ فرمایا ہے۔ اس میں جملہ الافعال فیہ اصل اصناف موجود ہے اور یہ لفظ اصل ہی لفظ بالذات کا ترجمہ ہے۔ لفظ اصل ذات کے معنی ہیں آتا ہے یا نہیں اس کے متعلق ہے شراعتی استنباطات پیش کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں ہم اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ خصوصاً اسی کتاب محمد بن الحنفیہ میں تو لفظ ذات اور لفظ اصل ہر جگہ ایک ہی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ نا تو توہیدی صاحب لکھتے ہیں :-

”یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصفت ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مؤمنین میں بالعرض آپ اس امر میں مؤمنین کے معنی میں والد معنوی میں۔ یعنی اوروں کا ایمان آپ کے ایمان سے پیدا ہوا ہے اور آپ کا ایمان اوروں کے ایمان کی اصل ہے۔“ الخ۔

(تقدیر اناس ص ۱۱۱)

تو یہاں ذات کا بدل اصل اور اصل کا بدل ذات موجود ہے۔ افسوس کہ اگر سنبھل صاحب ہمارے سامنے ہوتے تو ہم ضرور عرض کر دیتے کہ یا تو دیوبندی علیحدت کا یہی دوا ایسا ہے اور یا پھر ایمان داری کا نظام ہی نہیں۔ یہ فرق دیوبندیوں کے جابلانہ اعراض کا اصل جواب تھا۔ اب ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ملان صاحب کا لفظ بالذات سے مفاد اٹھانا ہی اسے کاربہ۔ کیونکہ اگر اسے قید احترازی تصور کر کے بقول سنبھل صاحب یہاں بطور مضمون بخلاف بالعرض بھی ملحوظ ہوتی تو تقدیر اناس کی یہ عبارت کا یہ حصہ کہ :-

”پھر مقام حد میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔“

یہ عبارت بالکل بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ ختم زمانہ کی فعلیت، بالعرض کی صورت میں بھی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مقام حد میں فرمانا تو پھر بھی صحیح ہو جائے گا چونکہ نا توہیدی بالکل ہی ختم زمانہ کی صورت میں آیت مذکورہ کو مقام حد میں صحیح سمجھتا ہے۔ اس لیے واضح ہے کہ اس کے نزدیک نہ بالذات نہ بالعرض کوئی بھی فعلیت تو نہیں اور اس کے ثبوت کے لیے اس کی دوسری سبب شمار عبادتوں میں سے بطور توبہ یہ حدت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ :-

”بر تقدیر عاقبت زمانہ انکار اذ مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ اعتراض نہیں۔“ الخ۔

(تقدیر اناس ص ۱۱۲)

یہاں نہ بالذات نہ بالعرض ہر قسم کی اعتراضات (فعلیت) اسے انکار ہے۔ وہ یہ تو منظور صاحب جو دل

چاہے یا نہیں مگر کا۔

کیسے بات جہاں بات بٹا نہ بنے

رسالہ چراغِ نسنت کا فریب گر ٹھہ

صاحب، چراغِ نسنت، نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بلکہ اپنے کدِ آبِ پیشا سنبھلی کی دروغ گوئیوں کی تصانیف فرماتے ہیں:-
 یہ عبارت جو بیویوں کے بزرگ نے یہاں لکھی ہے۔ یہ عبارت اس کتاب میں سرسے موجود ہی نہیں۔
 البتہ یہ لفظ موجود ہے ۱۱۰/۱ (چراغِ نسنت ص ۱۳۴)
 پھر فرماتے ہیں:-

ایک لفظ جہاں سے اٹھاؤ دوسرا پاں سے الگ۔ (ص ۱۳۴)

میں تو لغت، چراغِ نسنت، کی یہ حودِ بنیت پر مابین و جزو و تعجب ہے کہ جس شخص کی عبارت اور لفظ کے معنی کا یہی پتہ نہیں، وہ امت و مذہب کا مصنف سمجھتا ہے۔

اعوذ باللہ انت اکون من المجاہلین۔ کیوں حضرت؟ لفظ تو محمد پر ان میں اسی طرح موجود ہیں۔ تو فتحِ عبارت کیا مسجدِ شید گج کے بدلے وصول شدہ سبز نوٹوں کا نام ہے یا پاکستان کی مخالفت میں انگریزوں اور ہندوؤں کے چندوں کا نام ہے۔ یاں تو فرمائیے کہ یہ عبارت "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا نہیں مٹتی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں" انہی تحذیرات میں سے کیا دوبندی حساب سے ابھی تک ایک لفظ ہوا ہے۔ کیا دوبندی سب کے سب ایسے جاہل ہیں کہ آپ ایسے جھوٹ بول کر بھی ان کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ قرآنِ حمایت میں اتنے پائے ملتے دقت کچھ بھی خوب خدا نے کیا۔ زندگی چار روز ہے۔ آخر کار با خدا۔

چوتھے خان صاحب نے اس موقع پر نقل کئے ہیں۔ ان کا اسبق والی خدعت کروا بیٹے

(فیصد کن مناظرہ ص ۵۵)

الجواب :- اگر دس میر و دھ کی کہنے منہ داسے دیگے ہیں ڈال دیا جائے اور اس دیگے کے منہ پر لکھی دھک کر ایک تاگرین خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس ٹکڑی میں یا ندھ کرو دھ میں شکلا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب

حرام ہو گیا۔ چنانچہ والا کہنے لگا بھائی اس سیر و دھرم کے آٹھ سو توڑے ہوتے ہیں۔ آپ فخط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہو۔ دیکھو اس بوٹی کے آگے دیچھے دائیں بائیں اور نیچے چارائیں گہرائی میں دو دھری دو دھری ہے۔ وہ مسلمان بھی کہے گا کہ یہ سارا دو دھری خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہو گیا۔

(حق پرست علماء کی موروث سے ناراضگی۔ مصنف احمد علی دیوبندی لاہوری ص ۱۸)

بالکل یہی قصہ محمد قاسم صاحب کے ماسبق والحق کا ہے کہ قرآن اُن کے ماسبق والحق میں کس قدر ہی اچھائی کیوں نہ ہو اس سورت کی بوٹی نے ان کے سارے الحق و ماسبق کو خواب کر دیا ہے۔

فریب ۱۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی دوسری عبادت میں ختم نبوت زمانی کا اقرار ہے تو پھر اب یہ بہتان کیوں لگاتے ہو کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ چنانچہ آپ کی اسی کتاب اور دوسری کتب کی دوسری تقریحات سے یہ امر ثابت ہے۔

(خداوند اعز از جن جنہد کن مناظرہ ص ۱۰۶ فر ۱)

الجواب ۱۔ مولوی صاحب خواہ کچھ ہی تصریح کرتے رہیں۔ جس کو ان کی ان قابل اعتراض کفریہ عبارات پر اعتراض ہے۔ اس کو مزید کی عبارت کی صفائی میں اس کی دوسری عبارات میں کرنا تو ایسا ہے۔ جیسا کہ مراد صاحب کے واسطے نبوت والی عبارات کی صفائی میں اس کی ”ہر نبوت را برود شد اتمام“ والی عبارت پیش کر کے مراد علی کے وہ چاہتے ہیں۔ جہ حال وہ عبارت سورت کی بوٹی ہے۔ جس سے سارا دو دھری حرام ہے۔ اپنے ہی شیوا احمد علی صاحب کا مندرجہ بالا دو دھری اور سورت کی بوٹی والا فیصلہ دیکھ لیجئے اور یہ تو بالکل ایسا ہے کہ جیسے کوئی بد مذہب کہہ دے کہیں نماز کو فرض مانتا ہوں۔ لیکن اقموا الصلوٰۃ سے صرف نماز کی فرضیت کو نہیں مانتا بلکہ ایک عام مضمون مولانا نے جو کہ ہر قسم کی عبادات نماز روزہ وغیرہ پر شامل ہو ایسے ہی نانوتوی صاحب خاتم النبیین سے صرف ختم زمانی کے منکر ہیں۔ تو جیسے اقموا الصلوٰۃ سے صرف فرضیت نماز کے منکر کا جھال ہے وہی نانوتوی صاحب کا ہے اور خود مولوی حسین احمد دیوبندی اس امر کا اقرار کرتا ہوا نکلتا ہے۔

”معلوم کہ ناچلیہ کے آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مضمون اس طرف سے ہے کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرقی نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس چہرے کا گھر مار رہے ہیں۔“

(اشراق آفتاب ص ۱۸)

فریب ۲۔ صاحب تحذیر ان سے خاتم سے خاتم زمانی مراد لینے کو عام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ صرف خاتم زمانی میں ہرگز نہ کو عام کا خیال بتایا ہے۔۔۔ الخ۔ (ذیحد کن مناظرہ ص ۱۰۶)

الجواب ۲۔ استغفر اللہ من الکذابین۔ انسان کو رجوت بولتے ہوئے کچھ تو خوف خدا

گرتا چاہیے۔ کیا تخریر اناس کی اس کفر پر جہاں رست میں کوئی ایک بھی لفظ دکھا سکتے ہو کہ جس میں صحر کرنے کے معنی ہو۔ وہ تو صاف نکلا ہوا ہے کہ تمام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہو تا یاں یعنی ہے البتہ کہ اس میں کوئی لفظ صحر وغیرہ ہے جس سے صحر کی نفی کی ولادت ہو۔ نیز یقیناً صحر کی خاقیت ذاتی توبہ شمار دوسرے دلائل سے ثابت ہے جس پر سب کا ایمان ہے۔ مگر اس آیت خاتم النبیین سے خاقیت زمانی کے علاوہ کوئی اور خاقیت نکالنا آپ کے مولوی علمائے دیوبند بھی کفر تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند تصریح کرتے ہیں،
 آپ نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر اجماع کا اعلان ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ عقلی اور ایمانی حقیقہ ہے۔
 (فتح الباقی فی الاشارة علی دیوبندی ص ۱۷، مصنف محمد شفیع دیوبندی)

مولوی محمد شفیع کی اس تصریح سے بالکل حیاں ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے فرض ہے اور اس کا ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا مفہوم ظاہری وہی ہے جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاینبی بعدی سے ارشاد فرمایا۔ کیا کوئی ناعاقبت اندیش کہہ سکتا ہے کہ صاف اللہ کے خاقیت ذاتی بھی اس آیت کا ظاہری مفہوم تھا۔ مگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کریمہ سالہ ظاہری زندگی میں یہ ظاہری مفہوم سمجھنے سے ہی قاصر رہے معلوم ہوا کہ اس کا ظاہری مفہوم صرف خاقیت زمانی ہے اور یہ آیت اسی میں مختصر ہے اور اس صحر کو تو ذکر اس کے ظاہری معنی میں تاویل کرنا جس طرح کفر و کفرانے کی ہے یہ صحر کفر ہے اور لطف یہ کہ خود مولوی محمد قاسم نے تسلیم کیا کہ یہ معنی جو اس نے کئے ہیں۔ نیز سو سال میں کبھی کسی نے بھی نہیں کئے۔ لکھا ہے۔

گاہ باشند کہ کوک ناداں

بشلف برہوت بن نہ تیرے

یعنی اجماعی حقیقہ اور اجماعی معنی کا منکر صرف یہی کوک ناداں ہے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار مفتی کی اس تصریح کے بعد خاتم النبیین کے اس معنی پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے اور آخری نبی ہیں اور اس کے اس معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر و کفرانے والا ہے تا تو ہی کے کفر و کفرانہ اور کسی اور تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو یہ کہ پاکستانی دیوبندیوں کے ایک سب سے مشہور مولوی کی صاف تصریح است ملاحظہ کیجئے۔ مولوی اوریں کا نہ صحر فی الحال مدرسہ اشرفیہ لاہور اپنی

کتاب مسک الحکم فی غم النبوة علی سید الانام میں آیت خاتم النبیین کے معنی کے مستثنیٰ آخری فیصلہ کرنا ہوا نکلتا ہے۔

(۱) قرآن وحدیث سنہ یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں الخ۔

(ملک الخاتم النبیین ص ۱۳۱)

(۲) لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا۔ تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کہنے والے کے ہوں گے۔ لہذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی مضافیت نبیین کی طرف ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوں گے۔ (ص ۱۳۱)

(۳) خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے ہیں آخر النبیین کے تمام ائمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب ہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتبہ تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ لے گا۔ (۲۰)

(۴) ہم مزید توضیح کے لیے اس آیت کی دوسری قرائت پیش کرتے ہیں۔ وہ قرائت یہ ہے و لکن نبیاً ختم النبیین۔ یہ قرائت حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہے جو خاتم تفسیر پر تیرہ میں منقول ہے۔ اس قرائت سے وہ تمام تاویلات اور تحلیلات بھی ختم ہو جاتی ہیں جو زمائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کی ہیں (ص ۱۳۱) (۵) واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ (ص ۱۳۱)

(۶) ناخاتم النبیین کے بعد لاجب تعبدی کا اضافہ اس امر کی طرح دلیل ہے کہ خاتم کے معنی مہر نہیں بلکہ آخر کے ہیں (ص ۱۳۱)

(۷) خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں، جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کے ہی معنی سمجھے اور کہا اے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر سنی انہوں نے بھی ہی معنی سمجھے۔ فمن شارق فلیؤمر ومن شارق فلیکفر (ص ۱۳۱)

(۸) خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی۔ (ص ۱۳۱)

(۹) خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی وہی حقیقت خاتم النبیین کی ہی تفسیر ہیں اور بہت سی ہیں۔ (ص ۱۳۱)

(۱۰) اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری کہا گیا ہے، چھ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا نہ محضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا نیات اور اصول دین سے انکار ہے۔

(۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصولی دین کا انکار ہے اور خاص ہے کہ اصول دین کا

(۱۲) اب سوال یہ ہے کہ.... غوث صاحب فوت کے بعد گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری بیٹے جو نے کے منکر تھے۔ قرآن
صاحب اس اصول و ہی کے انکار کی بنا پر کافر بن گئے تھے۔ اور اگر آپس کو تو باوجود اصول و ہی کے انکار کے کیوں کافر نہیں
اور اگر وہیں تو ان کی تکفیر کا اعتراف خود ہی ہے۔ تاکہ کو نام کو اشتباہ نہ رہے۔ (۲۹۵)

۱۱۳) لغت اور محاورہ کا عرب کے اقتدار سے خاتم النبیین کے معنی آخر انبیین کے ہیں۔ (صفحہ ۴۵)

دوسرا لائحہ بندی اور خاتمہ النیبین کے سقوط اور بدلہ لینے کو نئی فرق نہیں اور نیا نتیجہ بدکار
 یسعیہ بھی مطلب ہے۔ جو خاتمہ النیبین کا ہے۔ اختتام ہوسکتا ہو وہی نفع نہیں اس طور پر ولایت کرسکتی ہو۔
 (۲) مظلوم جو کہ کفر و فسق امت محمدیہ کا اجمالی عقیدہ ہے۔۔۔۔۔ کہ جو نیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فہم نہ ہو
 اور آپ آخری نبی ہیں۔ (۳)

صاحب مسک الخاتم کی ایسی بے شمار فیصلہ کن تقریحات میں سے صرف یہ بندہ خوشہ حاضر نہیں۔ آپ ان خداداد خصوصیات کا دوبارہ نظر فرمائیں تو یہ حال آپ کو نہیں بہر جائے گا کہ دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار صنعت کو کسافت اور کرا کر چاہے کہ آیت حاتمہ النبیخین میں لفظ خاقلانین کا معنی حرفت آفرانین ہے اور یہ آیت حرفت اس میں خاتم زمانی منصوص ہے۔ چنانچہ تخریج مآ و مشکے الفاخر (حرف) اور (کی) اس امر کا واضح اثر ہے۔ نوٹ ہیں اس ان تقریحات سے

نتیجہ یہ نکلا کہ :-

۱۔ اس اہانت و کفر رسول اللہ و خاتۃ النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور یہ آیت صرف اسی معنی فقر زمانی میں ہی سمجھو رہے۔

۲۔ جو شخص خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کوکام کا خیال بنائے اور انکار کر کے خاتم النبیین کا معنی ذاتی یا عام نبی یا افضل بن کر کے اس کے معرفت اس حق تعالیٰ کا اوجھائی معنی آخر زمان نبی سے انحراف کرے یا اسے یہ فضیلت بنائے تو یقیناً کافر ہے، ام تو سب سے بڑا ایمان ہے، عقیق ہے۔

۳۔ مرفاعلام مسند بھی اس وجہ سے مرقوم ہوا تھا کہ اس نے خاتم النبیین کے معنی انہی ہی کو علامہ غیبیت پر محمول کر کے خاتم النبیین کے معنی ذاتی و مرتبہ نبی کے ٹکڑے تھے، ایسے شخص بھی اس آیت کے اس معنی سے متخلف ہو کر کوئی اور تعظیم یا ناول کرے گا وہ غیب کا خزانہ مرقوم ہو گا۔ اب یہ

مکھونا خدا سے کہ ننگرا کھادے
میں طوقاں کی ضد دیکھنا چاہیے ہوں

مولوی کا نہ صولی کی تصریحات کو ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیے اور

اب دیوبندیہ کے اہم نانوتوی کی یہ ناپاک عبارات پڑھیے

۱۔ سو تو اہم کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ تمام دنیا رسالت کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل جہم پر رو سخن ہو گا کہ تقدم یا تاخر تائیں بالذات کچھ حیثیت نہیں۔ پھر مقام مدین میں ولادت مرسل اللہ وخاتم النبیین فرما اس صورت میں کہ کچھ صحیح ہو سکتا ہے (تجدید اناس مس)

۲۔ اگر حقیقت یعنی انصاف ذاتی بوجہ نبوت لیجئے، جیسا اس مجددان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی اور مقصودہ بالخلق، الہ۔ (تجدید اناس مس)

مولوی نانوتوی باقی دیوبندی کی ایسی بے شمار تصریحات سے جن میں اس نے خاتم النبیین کے حتیٰ آخر النبیین سے انحراف کر کے ذاتی اور مرتبی نبی کے گھڑے میں معرفت یہ دو تو نے حاضر خدمت میں بیان عبارات کو اور اس کی عبارات خصوصاً فیہم، الاستعداد کر کے پڑھے اگر آپ بھی کوئی بد بخت انسان کیسے نکال کر نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی سے انحراف نہیں کیا یا مرزا غلام احمد کی طرح نانوتوی کو نہیں تو پھر اس کی اس اکابر پرستی پر ہم انسانیت کی شرافت اور ایمان و خیال سے اپیل کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں اسلام کا بدترین دشمن کوئی بھی نہ ہو گا۔ زمانہ اور ضد کرتا یہ تو دیوبندیوں کے میں کی بات ہے مگر ہم اپنے خریفانہ ادعا پرستی سے سبکدوش ہو چکے ہیں اور گو ہم سراسر ماضی و خطا کا ہیں مگر انشاء اللہ اس مسئلہ میں اہل اسلام اور دیوبندی کا فیصلہ ہم محشر خدا تعالیٰ جل شانہ کی یہ لگت عدالت اور اس کے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے حضور ہو گا۔ اللہم اعفوا لنا واسخرنا شفاعتہ بجزمتہ الشیخ السید المرشد مہر علی رحمۃ اللہ علیہ ایداً ایداً۔

گنگوہی کے فتوے تکذیب باری تعالیٰ کے متعلق

قریب ۱۔ حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افتراء و بہتان ہے الخ۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں

(خلاصہ فیصلہ کن مشاعرہ از ص ۱۵۹ تا ۱۶۱)

الجواب :- آپ کو ٹنگوئی کے صرف قلمی قوت سے ہی انکار فرما ہے۔ ہم پیشہ فلام احقاقیانی سے تو اپنی طبع شدہ کتابوں کے مضامین سے بھی انکار کر رہے تھے۔ کہیں نہ ختم ہوت کہ ملکر ہوں اور وہی میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وجہ وغیرہ ملکر جس طرح ایسے غلط بیانیوں سے مرزا صاحب کی جان پر تھوڑی، اسی طرح جناب کے ٹنگوئی صاحب کی جان پر تھوڑی بھی خلل ہے۔ آپ کے ٹنگوئی کا وہ اصل مری قوت سے آج تک بریلی کے دارالعلوم میں محفوظ ہے اور اس کا کلمی خود آج بھی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں موجود ہے اور اس کا کتاب میں بھی اس کا عکس پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کو اعلیٰان ہوجائے۔ وجہ مدعی کے پاس رہی ہے، ثبوت ہوجو ہے تو ملکر کی تحسین و صفائی کا اس الی مدعا نہیں ہوتا۔

باقی رہا یہ کہ گنگوہی کے مصلوبہ غازی رشتہ بدیل اس کے خلاف فتوے موجود ہیں تو اس کا جواب دی ہے جو کہ سربراہی کوئی دوسرے جناب کے پیشوا احمد علی صاحب لاہوری نے آپ کے دل و دماغ کو غمزدگ کیا ہے۔ ایسے غلط فتوے دے کر منکر ہو جانا بونہدی کی برائی عادت ہے۔ دیکھو اسی کتاب کا صفحہ ۴۱۹۔

عجارت پر ایمین قاطعہ کے متعلق

فتویٰ نمبر :- شیخ طحطاہ کو بُری چیز کا نہیں معلوم ہے تو وہ حضور کو وہ علم کیسے ہو گا۔ ایسے علم جنہاں اس اور ان کا خدا اس وغیرہ۔
(عام اعزاز میں فقط کن مناظرہ وغیرہ)

الجواب :- علم ہر چیز کا گماں ہے، مگر یہ چیزوں کا گونا گونا ہے، علم بڑا نہیں، کیجئے سحرین فرعون کو کھڑکے علم
تقدیر انہوں نے حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ، عصا دیکھا تو ان کو کھڑا و معجزہ میں فرق معلوم ہو گیا اور وہ
ایمان لائے گویا علم قرآن کے لئے ذریعہ نجات بنا اور فرعون کھڑکے عالم رہتا، اسی لئے کھڑا و معجزہ میں فرق
معلوم نہ کر سکا اور کاغذی رہا، اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان چیزوں کے علم کو برا کہا جائے تو خدا تعالیٰ
کو بھی مہارواں اللہ ان چیزوں کے علم سے جاہل رہتا ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ

ان محل ما كان وصف نقص في حق العبادة فالإيماء تعالى منزلة عنه

وهو محال عليه تعالى (مسامحة ١٠٤ ج ٢ ص ٦٧)

یعنی جو چیز بندوں کے لئے وصف نقص قرار پائے گی وہ لازماً اللہ تعالیٰ کے لئے بھی نقص ہوگی اور ذات باری کے لئے محال بنائی پڑے گی اور اس کو رب عزوجل کا حکم تو سب کو مسلم ہے۔ یا کہ اس کو ربی چیزوں کا

علم نہیں۔ (معاذ اللہ) اسی طرح اگر علم جتنا اس و غیرہ کمال نہیں تو بتاؤ یہ علوم خدا تعالیٰ کو ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر کیا خدا کو بھی معرفت عدم کمال سے منقصہ نافذ کئے اور اگر ہیں علوم خدا کے لیے کمال ہیں۔ تو حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کمال ہیں گئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات الہیہ کے منظر قائم ہیں۔

قریب :- مولوی خلیل احمد نے شیطان کو حضور سے وسیع العلم نہیں کہا۔

(فیصل کن مناظرہ)

الجواب :- مولوی خلیل احمد کے الفاظ یہ ہیں۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ مگر عالم کی وسعت علم کی کوئی نفس قطعی ہے۔

یہاں تو وسعت کا لفظ موجود ہے اور تم کہتے ہو کہ وسیع العلم کہا ہی نہیں۔ ابیہا قبول ہے مولوی خلیل احمد نے صاف لفظوں میں شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع العلم مانا ہے۔ اب اپنا یہ فیصلہ خود پروردگار کے ۱۔ ان دو سروں کو اکثریت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا امتحانی بلاغت اور اعلیٰ درجے کی حماقت اور ضلالت ہے۔ (فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱، سطر ۱۱)

۲۔ کون امتحان اور شیطان کا کون سا امتحانی ہو گا جو ان علوم غیبیہ کی وجہ سے شیطان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم کہہ دے۔

(فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱، سطر ۱۱)

اب جناب ہی فیصلہ فرما دیں کہ جناب کے پیشوا اس کے امتحانی ہو گئے۔

قریب :- مولوی محمد السبیح صاحب بھی نایاب مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائے کا ذکر نہیں کرتے۔ (فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱)

الجواب :- علم اور حاضر ہونے میں فرق ہے۔ کیونکہ حضور سے مراد حضور صمائی بھی ہوتا ہے اور یہی مولوی السبیح صاحب مرحوم کی مراد ہے۔ نیز کیا چیز کا عدم ادعا اس کے عدم علم مستلزم ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انوار اسلام کی عبارت میں صحت و ثبوت کے نفی ہے۔ اس سے دیوبندیت کو یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

قریب :- شیطان کے لئے صرف علم عطا فرمایا گیا ہے اور خیر علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔

(فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱)

الجواب :- مولوی خلیل احمد کی اس کفریہ عبارت میں قطعاً ذاتی و عطا فرمایا کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ جناب

کا سرا اترتا ہے۔ مولوی عبد السمیع صاحب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطا فرمایا کا ہی اثبات فرمایا ہے۔ جس کے جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب اسی وسعت عطا فرمائیے منکر ہو کر ایمان برباد کر بیٹھے۔

فریب و غریبی کا علم بھی کسی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ انعام رازی فرماتے ہیں: ویسجن ان یکوت
عبداللہ بنی فوق اللہ فی علوم۔ الخ۔ (فیصل کن مناظرہ ص ۴۸)

الزامی جواب :- یہ بھی بالظاہر قریب ہے۔ چونکہ دوبندی کے شیخ احمد بن علی کے لئے ہی فریب ہے۔ یہ عبارت
یا اس قسم کی دوسری عبارات جن میں یحییٰ بن یحییٰ کا لفظ آتا ہے۔ (قطع نظر اس کے کہ ہمارے نزدیک
ایسے مجوز یا یحییٰ کا کیا حال ہے اور ایسے مجوز یا یحییٰ کسے دئے کون ہیں) مگر ہمارے لئے تو یہ مجوز بھی مفید نہیں۔
کیونکہ یہاں صرف ارکان مراد ہے اور ہمارا اعتراض تسلیم و قریب ہے۔ یعنی ہمارے مولوی شلیل احمد صاحب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کی وسعت علمی کا وقوع مان چکے ہیں اور اس کے جواب میں ہم ارکان کی عبارات
پیش کر کے جان چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اگر ہمارے نزدیک ارکان اور حق ایک ہی چیز ہیں جیسا کہ ہمارے اس رویہ
سے ظاہر ہے۔ تو یہ کہ وہ تمام دوبندیوں و بانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نبی کا پیدا ہوتا ممکن
ہے۔ چنانچہ آپ کے مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:-

”اس شخصہ کی پریشان ہے کہ ایک آن میں ایک علم کن سے چلبے تو کہوں نبی اور ولی اور
جن و فرشتہ جبرائیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کر دئے۔“
(تقریب الامانیہ ص ۳۳، مسئلہ ۱۶)

اور پھر اس کی وضاحت کرتا ہوا صاف لکھتا ہے:-

”پس وجودش بنی علی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الہیہ و ہر المطلوب و ثانیاً آنکہ وجودش نہ کہو
مشی ممکن است و ہر شے ممکن بالذات داخل است قدرت الہیہ۔ الخ۔“

(زبدی مصنف مولوی اسماعیل صاحب ص ۱۳، مسئلہ ۱۶)

ان ہر دو عبارات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دوبندیوں کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی
جیسا کہ احمد و محمد پیدا ہونا ہر طرح ممکن ہے۔ اب دیکھئے مرزا غلام احمد دلائے گرتا ہے کہ میں جی محمد و احمد ہوں۔ ۵

ہو م نیز احمد حضرت
در ہم حساب ابرار

(روشن دیوان قادانی ج ۱ ص ۱۲۰)

تو اب فرمائیے کہ مرزا غلام احمد مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع کا دعویٰ کرتا ہے اور آپ کے تمام دوبندی
مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارکان مان چکے ہیں۔ تو کیا مرزا کا دعویٰ محض دعوے مثل محمدیہ و وسعت مان لوگئے؟ ہمارے
قاعدے کے مطابق تو یہ دعویٰ ہر طرح درست ہو جائے گا۔ کیونکہ جس طرح وقوع و وسعت علمی کے ثبوت میں امام

راز و چوکی عبادت امکان پیش کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دے چکے ہو۔ اسی طرح مرزا بھی اپنے دھڑلے جھگڑا احمد
ہوئے کے ثبوت میں تمہارا احمقہ امکان نظرِ محضت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر کے اپنا اُلو سیدھا کر چکا ہے۔
یہ نہ کہ جو تم خود امکان جھوٹ کے خدا کے لئے مدعی ہو چنا پھر تم امکان کذب تمہارا مشہور مسئلہ ہے۔ تو اگر تمہاری
برادری کا کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں تو خدا تعالیٰ کے لئے جھوٹ کا وقوع مانتا ہوں اور اس کیواس کے ثبوت میں
تمہارے خداؤں رشیدین از علما اور براہین قاطعہ صحت اور جہدِ الحق و حق کی عبادت امکان کذب پیش کر کے اپنا مطلب
نکال پہنچے تو یہ علمائے دیوبند کی ہی عالمانہ فریب کا دیوں کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ نیز اس سے قولِ ازم آئے گا کہ واقعی تم وقوع
کذب بات کے قابل ہو کر یہ کہہ دو کہ اور امکان تمہارے نزدیک شیءِ دھار ہے اور امکان کے تم تصدق ملے ہو۔ بہر حال
تمہارے لئے امام رازی کی عبادت ہرگز مفید نہ ہوئی ورنہ تمہاری ہی خبر نہیں۔

الجواب ہے پاؤں یا رکاز لعل و درازیں
لو آپ اپنے دامنِ نصیحت و آگیا

تحقیق جواب

ہے کہ کہنے شیطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے اور
مرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لین کی فریقت ثابت کرنے کے لئے
امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تفسیر کو یہ کہنا کہ ہر امرِ ملک میں ملک کی ہے۔ کیونکہ امام رازی سنہ ۷۱۰ ہجری
یجوعہ میں استیکون غیور السببی یعنی طرف سے نہیں بلکہ ان بعض لوگوں کی طرف سے ظنی ہے۔ جو کہ فوجد
عبد امت عباد نامیں اس عبد کو بنی تسلیم نہیں کرتے اور لطف یہ کہ خود ان بعض لوگوں نے جب اس عبد کو
غیر بنی قرار دے کر یہ قول کیا: یجوعہ من استیکون غیور السببی انہ تو انہیں خود اپنے اس خطرناک اصول سے
خطر لاحق ہوا۔ تو خود انہیں بھی اپنے اس اصول کو بطل قرار دے کر بلا کر گناہ کر کے۔

ان موسیٰ ہذا غیور موسیٰ صاحب النور اجماع التفسیر کبریت آیت فوجد عبد امن عبادنا

(پارہ ۱۰ جلد ۱۰)

اب بتائیے کہ جب وہ عبد بھی بنی نہیں اور یہ موسیٰ بنی نہیں تو اب غیر بنی کی بنی پر مبنی و حقیقت کا سوال ہی نہ رہا
تو بتاؤ کہ کیا تم اس موسیٰ کو بھی بنی نہیں مانتے؟ تمہارے شیطان کو تمہارے بنی مصطلح صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں
برتر ثابت کرنے کے لئے مستحقِ ثبوت عبد کی وہ عبادت تو نقل کر دی مگر تمہیں کی دوسری عبادت نقل نہ کی گئی
تم نے یہ خیانت نہیں کی۔ انت۔ اللہ لایہدی کیسدا الخ لعلین۔

مصنف "فیصلہ کن مناظرہ" و مصنف "چراغِ سنت" کی بیک ٹارگیٹ

مصنف چراغِ سنت تصویر سے شیعہ طائفہ کو قوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کر کے خود اس پر ہی حاصل کرنے اور مصنف فیصلہ کن مناظرہ نے اسی شیعہ کی بارگاہ میں "منظور" ہونے کے لئے حضرت امام راہی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پیش کر کے جس دہانت کا پوتہ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیاس کے پٹے پٹے اٹھالی ہیر بھی دونوں حضرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھئے جس صفحہ سے ان دیوبندیوں نے بعض غیر معتبر لوگوں کے قول بجاوڑا لیا۔ عیون النبی والی بدگوہی و عارت نقل کر کے شیطان کی وسعت علمی کی گنجائش نکالی ہے۔ اسی صفحہ پر امام حضرت رازی نے اپنا مذہب یوں سامنے فرمایا ہے: فرماتے ہیں:

كُونِ الْخَضِرَا عَلِيَّ شَانَا مِنْ مَوْسَى عَنِي جَا نَزَلَانِ الْخَضِرَا اِمَامَانِ
يَقَالُ اِنَّهٗ كَانَ مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ اَوْ مَا كَانَ مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ قَانِ قُلْنَا
اِنَّهٗ كَانَ مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ كَانَ مِنْ اُمَّةِ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَوْلِهِ لَقَالَا
حَكَايَةً عَنْ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهٗ قَالَ لِفِرْعَوْنَ اِرْسِلْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ وَالْاُمَمَةَ
لَا تَكُونِ اَعْلَى حَالًا مِنْ النُّبِيِّ الْاِ-

(تفسیر کبر الام رازی ص ۵۰ تحت آیت فوجدا عبد امن عبادنا پانچ و آخر)

یعنی اُمت کسی حال میں بھی نبی سے برتر نہیں ہو سکتی۔

اب بتائیے کہ جس امام رازی کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی اُمت نبی سے کسی بھی صفت میں فوقیت نہیں رکھ سکتی۔ وہ عقیدہ خود اس امر کا کس طرح غافل ہو سکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ہی نبی سے کسی بھی علم میں برتر ہو جائے۔ دیوبندی صاحب شیطان لعین کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے کے لئے ایسی جانتیل کر رہے ہیں۔ رب عالمین کو محشر میں کیا جواب دیں گے خدا انہیں جہنم بھیجے۔ آمین۔

تاہم ان خوار مشرکین کے یہ بولوی منظور صاحب دیوبندیوں کے چوٹی کے عالم ہیں۔ مگر ان کے علم و فضل کا اندازہ لگانے کے سبب حکیم الامتوں کے شانِ ملکیت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔

قبہ صحر کن دنگستان من بہار مرا

برائین قاطعہ کی پاک جہاد است کے متعلق دیگر خریب کاریوں کے جوابات و اقوال وادع "دیوبندی مذہب" کی بحث میں لاحقہ فرمائیں یہاں خوفِ طوائف چھوڑ دے گئے ہیں۔

عہ اس اصول کے خود دیوبندی قائل ہیں کہ فیصلہ کن مناظرہ چراغِ مصنف و غیرہ۔ "قلنہ علی سبیل الاتزام۔" (تلفظ)

عبارت حفظ الایمان کے متعلق

فریب۔ تھانوی کی عبارت میں فقرہ "اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے" کے لفظ اس میں سے مراد مطلق بعض علم غیب ہے، حضور کا بعض علم غیب مراد نہیں، نیز "ایسا" کے لفظ سے بھی مطلق بعض غیب کا علم مراد تھا، ذکر سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، الجواب۔

(مشور فریب دیوبندہ فیصلہ کن مناظرہ ۱۳۵۷ھ)

الجواب۔ ۱۔ تھانوی صاحب کی اس ساری عبارت میں کسی جگہ بھی مطلق بعض علم غیب کا ذکر نہیں ہے۔ لفظ "اس" غیر متعین ہے جس کا مرجع یقیناً وہی بعض غیب ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے مذکور ہے، اور اس سے پہلے حضور کی علم علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب مذکور ہے۔ ذکر مطلق بعض علم غیب کیونکہ اول آپ کی ذات مقدسہ، دوم اس غیب سے مراد حضور ہیں جن کی چار کم کم تخصیص ہے۔ یہ تمام الفاظ اس امر پر مراد وال ہیں کہ اس تمام عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی بعض علم غیب کا ذکر ہے اور اسی کی کثرت مشروط ہے اگر یہاں حضور کا بعض علم غیب مراد ہی نہیں تو پھر تخصیص و عدم تخصیص کے لفظ کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہ سکتا، اس عبارت میں یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بعض علم غیب سے بحث ہے، چنانچہ جو انات کو تشبیہ و رسم کر یا ہے یہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی از حد تخصیص کی گئی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی صفت مبارک کو حیوانات کی صفت سے تشبیہ دینا کفر ہے اور خود دیوبندیوں نے تشبیہ کو کفر مانا ہے، چنانچہ دیوبندیوں کے معتبر رسالہ "چراغِ سنّت" مصنفہ دیوبندیوں تصور میں تقریباً ۱۰۰ ہے۔ کہہ۔

دیوبندیوں کے احراق کا خلاصہ ہے، کہ لفظ "ایسا" معرفت تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ اور یہاں معاذ اللہ حضرت تھانوی نے حضور کے علم کو جانوروں اور دیوانوں جیسا کہا ہے۔

(چراغِ سنّت ص ۷۸)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر تھانوی کی عبارت میں "ایسا" تشبیہ کے لئے مانا جائے تو کفر ہے۔ چنانچہ "معاذ اللہ" کا لفظ ثابت ہے۔ اور اسی عبارت کے بعد دیوبندیوں نے اس لفظ کے دوسرے معنی بھی اسی وجہ سے نکالی کہ جانِ حیرت کی کوشش کی ہے کہ "ایسا" کو یہاں تشبیہ کے لئے مانا کفر ہے "اب" کہنے دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی صاحب احرار کہ چہ کہے ہیں کہ لفظ "ایسا" یہاں تشبیہ کے لئے ہی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں

"لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ اور (اشاب الشقب ص ۷۸)

عروض سیاق عبارت اور سابق کلام ہر دونوں ہفت دلائل گوتے ہیں کہ نفس معینیت میں تشبیہ

واشباح ان شاق صلیب احمد مسکا

دنیا جا رہی ہے۔

تو مولوی صلیب احمد نے قحطی کی عیارت میں ایسا کوشیدہ کے لئے متعین کر دیا ہے اور دیوبندی ہی اقرار کر چکے ہیں کہ اگر ایسا یہاں متعین نہ لے ہو تو کفر ہے۔ اس پر چارعاہستہ "داسے نہایت خوش ہو کر اپنی مفت کے چارے سے قحطی کی آواز سنیں احمد وغیرہ سب دیوبندیوں کے فرس امید کو مذاقش کر چکے ہیں اور خود دیوبندی دیوبندیوں کے کفر سے کفر کا شکار ہوئے۔ "فردن المطرقام تخت المیزاب"

فہرست۔ حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد لازمی نتیجہ کے طور پر یہ فقرہ تھا کہ تو چاہے کہ سب کو عالم اغیب کہا جائے۔ خالصا جب نے اس کو بھی صاف اڑا دیا کیونکہ اس فقرے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے اور فیصلہ کن منازعہ صاف ہے۔

الجواب۔ یہ فقرہ کیا، اگر ایسے ہزاروں فقرے ہوں، تب بھی قحطی صاحب کی کفری عبارت کو کفر سے سنیں نکال دیتے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم اغیب کہنے یا نہ کہنے سے تو عین بیان بحث ہی نہیں بلکہ اس کی اس کفری عبارت پر اعتراض ہے جو کہ تمام نقل کر دی گئی ہے اور اس فقرہ کے ہوتے ہوئے بھی یقیناً یہ عبارت کفر سے لیریز ہے کیونکہ اگر کوئی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو عالم کہتے اور دوسرا شخص یہ کہہ دے کہ یہاں قحطی صاحب کو عالم نہ کہو کیونکہ

حفظ الایمان کی عبارت کا مثالی فنوٹو

قحطی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر قبول دیوبندیہ درست ہو تو دریافت طلب امر ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے۔ یا بعض علم وکل ہونا تو عقلاً و نقلاً محال ہے اور اگر اس سے بعض علم مراد ہے تو اس میں قحطی صاحب کی ہی کی تحقیق ہے۔ ایسا علم تو ہر کسے، خبر نہ کہ بھی حاصل ہے تو چاہے کہ سب کو عالم کہا جائے۔

اب بتائیے کہ یہاں "تو چاہے کہ سب کو عالم کہا جائے" ملا کر بھی کیا جناب کو یہ عبارت منظور ہے۔ حالانکہ یہ عبارت بعینہ اسی مذکورہ بالا عبارت کا مکمل مثالی فنوٹو ہے۔ یا کوئی بد نیت یوں کہہ دے کہ۔

دوسرا فنوٹو۔ خدا تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر قادر ہونے کا حکم کیا جانا اگر قبول اہل اسلام

صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت کے کل قیام پر قدرت مراد ہے یا بعض پر کل ہی پر تو قدرت تو عقلاً و نقلاً محال ہے کیونکہ ہر شے ایک باری اور اپنی موت و فنا وغیرہ محالات پر قدرت کا

تعلق ہی نہیں ہے، اگر بعض قدرت مراد ہے تو اس میں خدا تعالیٰ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو ہر جی و جنوں بلکہ جیسے حیوانات و جمادات کے لیے بھی حاصل ہے۔ جو چاہیے کہ سب کو خدا درگاہ و توفیق دہی ملانے دیو بند کو اس پر سخت کاری کر کے کیا تباہی سے نزدیک درست ہو گا اور تباہی سے نزدیک یہ عبارت کیسا بے غار کہلائے گی۔ تباہی سے نزدیک تو جس طرح اس عبارت میں خدا تعالیٰ کی توہین کا مرتکب ہو کر وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح مذکورہ عبارت میں بھی تقاضا ہی صاحب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو توہین کر کے مرتکب کفر ہوئے۔

فتریب بہ حفظ الایمان میں صلی اللہ علیہ وسلم چھاپا ہوا افتخار صاحب نے اس کو اڑا دیا۔
رفیصلہ کن منظرہ ۱۳۹۰ھ

الجواب دو۔ آخر ادا ہوا تو خیر دوبندی ملنا کا ایک محبوب مشفق ہی ہے مگر ایسا افتخار ہم نے کسی کی زبان پر نہیں سنا۔ مولوی منظور صاحب خدا کے لئے بنا جس کر کیا آخرت پر ان کا ذرہ برابر بھی ایمان نہیں اور عذاب الہی ایسے مذہم ہو گئے ہیں کہ ایسا عقیدہ جھوٹ بول کر اپنی دوبندی امت کو سنسن کرستے ہوئے انہیں ہی خیال نہیں آتا کہ غیر ہمارے دوبندی مشفقین کو ہماری طبیعت کا جنازہ نکلتا ہوا دیکھ کر بھی ضرور خوش ہوں گے مگر ہمارا حضرت ان کے بھی ضرور خوش ہیں۔ کیا وہ ہمارے اس جھوٹ پر مطلع ہو کر دوبندی مذہب کو چھوڑ کر نہ سمجھیں گے۔

ناظرین کرام کو دعوت فیصلہ !!

ملاں سنبھل صاحب۔ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگانے میں کہ انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت نقل کرنے میں خیانت کی ہے چنانچہ وہاں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ایمان صاحب نے اڑا دیا۔ اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پڑھ کر اپیل کرتے ہیں کہ بندہ کے پاس حفظ الایمان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کی طبع شدہ موجود ہے ناظرین کرام تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیں، اس کتاب میں ہرگز صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہیں ہے اور یہ دیوبندی کی طبع شدہ ہے تو ناظرین کرام ملاں سنبھل کے دجل و فتریب اور کذب و افتراء کی ساری حقیقت متکشف ہو جائے گی۔ یہ جھوٹ تو بالکل سامنے موجود ہے۔ ایسے ہی باقی جھوٹوں کا حال ہے۔ اور یہ فیصلہ کن منظرہ ہستانت فتریب و دجل اور مکر کا مجموعہ سمجھئے۔

اگر کوئی شخص ہمارے پاس موجودہ رسالہ حفظ الایمان میں اس جگہ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہوا دکھادے تو اس کو۔

مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام

دیاجائے گا۔ در ذہانت ہر گناہگار نے اہل سنت و جماعت نے ہر گناہگار کی، بلکہ دیوبندی لائسنس یافتہ خاں میں سنبھل کی کتاب فیصلہ کن مناظرہ کے پڑے پڑے اعتراضات کا صفایا کر دیا گیا۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کاروائی بالکل بے غبار ہے اور سنبھل کی بعض فریب کاریوں کو بالکل نظر انداز کر کے اس نے ذکر نہیں کیا۔ کہ بعض تفسیر ادقات سے اور یہاں اختصار بھی ملحوظ ہے۔ اس لیے کہنا ظہر کر ام دیوبندیوں کی فریب کاریوں اور ان کے کئے کئے سے مکمل طور پر مطلع ہو چکے ہوں گے۔

دیوبندی مذہب کے چار مولویوں کی تکفیر پتہ کئے جانے والے عام سوالات (جوابات دیوبندی کتب سے)

سوال ۱۔ دیوبندیوں کے یہ پشوا مسلمان تھے اور مسلمانوں کو کیسے مرتد و کافر کہہ سکتے ہیں؟

الجواب ۱۔ اب تو اگر آپ بھی پشوا ہے کہ مسلمان ہونے پھر مرتد ہو گئے۔

(افاضات البیویہ نقضی ص ۱۰۷، ص ۱۱۰، ص ۱۱۱)

۲۔ دوسرے یہ بات تمام ہر ایک ہے کہ کافر شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو پھر اگر وہ غلام میں ایمان کا دعویٰ ہو تو اس کو منافق کہیں گے اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہو جائے تو اس کا نام مرتد کہاجائے گا۔

(مکذومہ اسلام کی تہذیب، مہندہ مولوی محمد شفیع دیوبندی ص ۲۱)

۳۔ وان طرأ کفرہ بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام

(اکثار المحدثین، مہندہ مولوی انور شاہ دیوبندی ص ۱۷۷، ص ۱۷۸)

سوال ۲۔ وہ کس وجہ سے کافر و مرتد ہو گئے تھے؟

الجواب ۲۔ اشارہ الی تکفیرہ بقسا دا اعتقادہ۔ یعنی عقیدہ خراب ہونے سے تکفیر کرتی ہوئے گی۔

(اکثار المحدثین، ص ۱۷۸، ص ۱۷۹)

سوال ۳۔ دیوبندی علماء کی عبادت کو پیش کرتے وقت ان کے آگے پیچھے کو تو کچھ نہیں جانتا۔ بس مولوی سی جبارت پر

کمزور کا فقر سے لگا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ تب باقی کتاب کا مضمون اعلیٰ ہے تو اس مختصر کی وجہ سے کیا فرائض لازم آسکتے
ہے؟

الجواب :- اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگے کے منہ پر ایک ٹکڑی رکھ کر
ایک ناگرس خنزیر کی ایک بوتلی ایک تولہ کی اس ٹکڑی میں باندھ کر دودھ میں منکادی جاسے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں
سے پلا یا جلے۔ دھکے لگائیں اس دودھ سے برگزینیں بولیں گے کہ یہ سب حرام ہو گیا ہے۔ پلائے والا کھئے گا کہ بھائی
دس سیر دودھ کے آٹھ سو تو نے جوئے ہیں۔ آپ فقط اس بوتلی کو کیوں دیکھتے ہیں۔ دیکھئے اس بوتلی کے آگے دیکھئے اس
پائیس اور اس کے نیچے پارائش کی گرائی میں دودھ کی دودھ ہے۔ وہ مسلمان بھی کھے گا۔ یہ سارا دودھ خنزیر کی بوتلی کے
بافت حرام ہو گیا۔

اعلائے حق کی مودودت سے ناراضگی، مسند مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری علیہ السلام تا آخر،
یہی قصہ دیوبندی مولویوں کی ناپاک عبارات کا ہے کہ اگر یہ ان کی کتب میں کیا کچھ نہ لکھا ہو۔ مگر جب ان کی یہ خفیہ
عبارت درج ہے تو سارا دودھ حرام ہے اور دیکھئے اقل معل صاحب لکھتے ہیں:
"ایک شخص کسی خاندان کی بڑی تعریف کرے کہ آپ کا خاندان محبت ہی شریف ہے اور آپ کے والد صاحب
بزرگ آدمی ہیں اور آپ کے دادا صاحب، شاد اشراق، قابل زیارت ہیں۔ آخر میں یہ کہہ دے کہ میں نے بعض لوگوں سے
سنا ہے کہ آپ خمر ادا سے ہیں تو کیا اس آخری فقرے سے اس شخص کا دل قبل نہیں جلتا گا۔"

اعلائے حق کی دیوبندیت سے ناراضگی ص ۵۵، مسطر ۱۱

بغیر بھی حال ان نام نہاد خاندان اسلام ملائے دیوبند کا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں سب کچھ کہتے کے بعد
خدا کے تعالیٰ جل ش : اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایمان سوز توہین کر جاتے ہیں کہ جس سے ان کا
سارا یک دھرا ازداد کا شکار ہو گیا ہے۔

سوال :- دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو پھر مدنی اسلام کو آپ کا فریقوں کہتے ہیں؟
الجواب :- دوسری طرف تو بغیر یافتہ آزاد خیال جماعت ہے۔۔۔۔۔ وہ ہر مدنی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے
ہیں۔۔۔ جس طرح کسی مسلمان کو کا فر کہنا ایک سخت پرخطر معاملہ ہے اسی طرح کا فر کو بھی مسلمان کہنا اس سے کم
نہیں۔
دکھو اسلام کی حقیقت ص ۱۵، مسطر ۱۶

سوال :- کیا کسی شخص کو کا فر کہہ سکتے ہیں جو اسلام کا دعویٰ ہو؟
الجواب :- اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل و تخریج کرے
جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کرے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تاویل نہ کیا جائے۔ (دکھو اسلام

کی حقیقت صلاً سطر ۸

(۱) جیسا کہ حق اسم سے عالم انبیس کے لیے معنی کئے ہیں جو کہ اس اجماعی معنی کے خلاف ہیں۔

(۲) ضروریات دین کا انکار کر کے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کا فر ہے۔
راشد الغاب مولوی رفیع الحسن چاند پوری ناظم دیوبند

(۳) ولا نزاع فی الکفار منکر شی من ضروریات دین

راشد الغاب مولوی رفیع الحسن چاند پوری ناظم دیوبند

سوال :- دیوبندی تو کعبہ معطر کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں، کیا دین کرتے ہیں، خدا کو مانتے ہیں، رسول کو مانتے ہیں، الٰہی نبیؐ نمازیں پڑھتے ہیں اور خشوع و خضوع سے عبادت الٰہ نہیں مشغول رہتے ہیں، تو عیسے کے عاشق اور اسلام کے سچے خادم ہیں، ایسے لوگوں کو کافر کیسے کہا جاسکتا ہے؟

الجواب :- (۱) اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگرچہ تمام اہل طاعت و عبادت میں گزارے مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے۔ اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجب عتاب میں سے صادر ہو جائے۔
راشد الغاب مولوی رفیع الحسن چاند پوری ناظم دیوبند

(۲) لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان كان من اهل القبلة
المواظب طول عمره علی الطاعات۔

راشد الغاب مولوی رفیع الحسن چاند پوری ناظم دیوبند

سوال :- دیوبندی حضرات تو نماز روزہ کے پورے پابند اور دین اسلام کے سچے پرستار ہیں نماز پڑھتے روزہ رکھتے والے شخص کو کافر نہ کہتے ہیں تو اور کیا ہے؟

الجواب :- (۱) دعائے اسلام و صلوات و نماز و عیام (روزہ) و استقبال بیت الحرام، یہ سب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، جب تک کہ ان موجبات سے تائب نہ ہو جائے۔
راشد الغاب مولوی رفیع الحسن چاند پوری ناظم دیوبند

(۲) دعائے اسلام کی حقیقت صلاً سطر ۲۰
مسئلہ :- دیوبندی کفر کے ہوتے ہوئے محض دعائے اسلام و صلوات و عیام و استقبال بیت الحرام ترتیب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، الخ۔
(۱) یاد رہے انہوں نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی کہ جس سے قربانی لازم آئے۔ مگر ان کو کافر تو نہ کہا جاسکتا ہے؟

سوال :- دیوبندی خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔ تو اگرچہ انہوں نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی کہ جس سے قربانی لازم آئے۔ مگر ان کو کافر تو نہ کہا جاسکتا ہے؟
الجواب :- ومخالف هذا لا جرم یکفر کما یکفر مخالف النعم (البین)۔ راشد الغاب مولوی رفیع الحسن چاند پوری ناظم دیوبند

مسئلہ ۱۱

سوال :- دیوبندی علماء نے اسلام کی اس قدر خدمت کی ہے کہ ہر شہر پر گنگہ دیوبندی علماء کے فیض یافتہ علماء موجود ہیں پھر انہوں نے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث نبوی کی تشریح تحریر فرمائی ہیں۔ ساری عمر شافقت دین اسلام میں صرف کی، تمام دنیا ان کے فیض سے مستفیض ہے۔ تاہم رسالت کے میدان میں اکابرین دیوبند سب سے آگے آگے رہتے اور جس قدر علماء دیوبند نے کتب تصنیف فرما کر مذہب کی خدمت کی ہے۔ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ پھر ہر زمانہ میں بیوگ دینی و سیاسی خدمات کے سرور ہے ہیں ایسے مبلغین دین اسلام کو کارکنانہ کس قدر بے جا بات ہے۔

دعائے حق اور مشق رسول مسک و غیرہ

الجواب :- جو نماز روزہ بھی ادا کرتا ہو اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان میں جہتوں تمام یورپ کی خاک بھی چھاننا ہو۔ بلکہ فرض کرو کہ اس کی سنی سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ تعزیتی ایمان و اسلام بھی عنایت فرما دے مگر اس کو لائے اسلام ایمان اور سنی تبلیغ اور کوشش و سین کے ساتھ دنیا و علیہم اسلام کو گائیاں دیتا ہو اور ضروریات دین کا انکار کرے۔ وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کا فرض ہے۔

ارشاد العذاب مسئلہ ۱۱

سوال :- مان لیا کہ علماء دیوبند سے کوئی کفر نہ کرے تو ہوگا، مگر ایک بات کو ہی نے کفر کی دگر دی کر دینا کوئی انصاف کی بات ہے؟

الجواب :- کفر کے لئے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک بات کو نہ لے کے کفر نہ ہوگا۔

(انصاف الیومہ تھا تو ہی نہ ۱۱ مسئلہ ۱۱)

سوال :- ہم نے تو یہ ثابت کر لیا کہ اگر کسی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور صرف ایک بات بھی ایمان کی ہو تب بھی اُسے کافر نہیں سمجھنا چاہیے؟

الجواب :- اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ لیکن ننانوے باتیں کفر کی ہوں۔ تب بھی وہ مرید ایمان نہ ہوں گی۔ حالانکہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔

(انصاف الیومہ تھا تو ہی نہ ۱۱ مسئلہ ۱۱)

سوال :- علماء دیوبند اپنی جارات کی تادیل کرتے ہیں تو پھر خواہ مخواہ انہیں کافر بنانے میں ہمیں دست انداز کیا ہے۔

الجواب :- ۱) جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تادیل کرے یا نہ کرے بہر صورت کافر ہے، مرتد ہے پھر جو اُسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

ارشاد العذاب مسئلہ ۱۱

(۲) عز و دانت دین میں تاویل دانی کفر نہیں۔ (افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳۳ ج ۲، مسطر ۲۱)

(۳) اگر مرد کو شیخ سے سچی محبت ہو، تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل نہیں کر سکتا۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳۳ ج ۲، مسطر ۲۱)

سوال :- آپ لوگ تو لوگوں کو کافر بناتے رہتے ہیں۔

الجواب :- (۱) اعتراض المحاسبہ کے استے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے، میں نے لکھا ہے کہ بنایا نہیں جاتا، بنایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی کافر وہ خود بنے ہیں، حضرت بنلایا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳۳ ج ۲، مسطر ۲۱)

(۲) اگر کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ قہر ہے کہ کہہ دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور برہاد و توکل صبح ہو جائے وہ یہ کہ وہ کافر بناتے ہیں (بات) بنا رہے نہیں (بالتو) بناتے ہیں۔ یعنی کی تحقیق کر لو۔ وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو سکتے ہیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترقیب دی جائے کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کا تعلیم و ترقیب ہوں گے۔ تو کیا تم نے کسی مسلمان کو دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص ۔۔۔ خود کہہ کر کہے اس کو علماء کافر بتا دیتے ہیں، یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ کافر ہو گیا۔ (افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳۳ ج ۲، مسطر ۲۱)

سوال :- خیر وہ کافر ہوں یا مسلمان، اگر ان کو کافر کہتے ہیں، میں کیا فائدہ؟

الجواب :- (۱) ایسا کہنے والا شخص بھی کافر ہے۔ جو کفر کو کفر نہ کہے۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳۳ ج ۲، مسطر ۲۱)

(۲) کسی کافر کو قاتل نہ کہہ کر کہے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (اشع الہدایہ ص ۱۲۱، مسطر ۱۲)

(۳) فلاں صاحب کے ایک مغرب خاص نے وعظی میں بیان کیا برے فتنے کے ساتھ کہ اندوہ پر ہم نے کفر کا فتوہ دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتوہ دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتوہ دیا۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ جو چیز کسی کے پاس ہو سکتی ہے وہی تقیم کیا کرتا ہے۔ لیکن اگر ڈرانے و دھمکانے شرکی انتظام کے لئے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے، اس کا مضائقہ نہیں۔ اس میں انتظامی شان کا غور ہو گا۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳۳ ج ۲، مسطر ۲۱)

نوٹ :- یہ محکم تھانوی صاحب بر وقت دیوبندیوں کو کافر کفر نہیں کہنا چاہیے۔ لیکن اگر گاہے بگاہے اُن کو کافر کہا جائے تو مضائقہ نہیں۔

سوال :- ہمیں اپنا کام کرنا چاہیے۔ ہمیں ان دیوبندی مولویوں کو کافر کہنا کوئی فتنہ و جبب تھوڑا ہی ہے۔

الجواب :- اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء کے دیوبندہ اتنی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء کے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقاید پر مضمون معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتکبنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں یا جیسے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

راہنہ القادری حضرت مولانا محمد دیوبند صاحب سطر ۲ و ۳

(۲) ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی تشریف رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب اردو اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے۔۔۔۔۔ امیر شاہ خان صاحب نے مولوی احمد حسن صاحب سے کہا کہ کچھ عرصہ تک ایک بروج دال میچ میں جل کر پھیں گے۔ سننا سے یہاں امام صاحب قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ مولوی احمد حسن صاحب نے کہا کہ اسے پھان اچال (پیس) میں بے تکلفی بہت تھی، ہم اس کے نیچے خانہ نہ پڑھیں گے۔ وہ تو ہمارے مولانا محمد قاسم صاحب کی بیٹی کے ساتھ ہے۔ مولانا نے سن لیا اور دوسرے فرمایا۔۔۔۔۔ میں تو اس کی دینداری کا مقصد ہو گیا۔ اس نے میری کوئی ایسی بات ہی سنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب ہوگی، اور اہمیت غلط سمجھی ہو۔

راہنہ القادری مولانا محمد قاسم صاحب سطر ۳ و ۴

سوال :- علماء دیوبند نے جو عبارات کہی ہیں۔ آخر کوئی دیکھ کر منشا تو ان کا بھی ہوگا۔ وہ کوئی جاہل نہ تھے۔ وہ اتنے بڑے عالم فاضل محدث تھے۔

الجواب :- بے منشا سمجھے تو کوئی غلطی ہو ہی نہیں سکتی، کوئی منشا ہی کچھ کر غلطی ہوتی ہے۔ شیطان بھی کچھ سمجھا۔ خدا اور وہ یہ سمجھا تھا کہ میں براہوں اور چھینا۔ مگر وہ کچھ غلط ٹکلی معلوم ہو کہ شخص منشا کا ہونا بات کے لئے کافی نہیں۔

راہنہ القادری مولانا محمد قاسم صاحب سطر ۱

سوال :- دیوبندی مولوی صاحبان کی ان عبارات سے جو غلط معنی لکھتا ہے۔ وہ علماء ان غلط معانی سے ہمیشہ ہیزی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم صاحب پر الزام ہے کہ انہوں نے ختم نبوت زانی کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنی اسی کتاب تحذیر الناس اور دوسری کتب "مناظرہ عجیبہ" و "قلنا" میں تو صاف تصریحیں کر گئے کہ ختم نبوت زانی پر ہمارا مکمل ایمان ہے تو پھر ان کی طرف اسی منشا دلی عبارت کو سے کھڑاں پر یہ الزام لگا کہ وہ ختم نبوت زانی کے معنی میں یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ان کی دوسری تحریر کی بھی دیکھی چاہئیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنوی قبیل احمد صاحب پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے شیطان امین کو حضور سے وسیع اعظم مانا ہے۔ حالانکہ وہ حضرات تو فرماتے ہیں کہ ہم ہرگز ایسا عقیدہ نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم تو حضور کو تم خالق الہی سے وسیع العلم مانے میں تو صرف براہین قاطعہ کی عبارت کو لے کر ان سے

معلوم ہے کہ مسیحیوں نے کامیابی سے لکھا ہے اور دوسری تحریروں کو چھوڑ کر ان پر ایسا الزام لگایا بھی درست نہیں اور
تھا تو یہ صاحب پر تشکیہ علم عینان کا الزام بھی درست نہیں کیونکہ مسیحیوں نے انسان و طبع العنوان میں صحت انکار موجود ہے۔ تو
صرف انہیں قابل اعتراض عبادت کو ہی نہیں دیکھنا چاہیے۔ جب وہ عقیدہ اپنا اس الزام کے خلاف بار بار ظاہر فرماتے
ہیں تو پھر اس عبادت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟

الجواب :- کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یہی طور سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے
اگرچہ انکار میں دلیل ہی کرنا ہو اور اس انکار سے تفریق کرنا ہو۔ مسئلہ قرآن مجید کے محرف و ناقابل اعتبار ہونے
پر اگر کسی شخص کی ایسی صفت عبادت ہے کہ اس سے یہ عقیدہ ظاہر ہو کہ یہ منکر ہے پھر ماہ داس کے وہ ایسی عبادت کو
قطعی طور پر اس سے رجوع نظر نہیں کرتا مگر عقیدہ تحریف قرآن سے بری کرنا ہے تو اس تفریق کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ اتفاق و
اجماع کا فرم ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ نہ کرنا چاہئے نہ اس سے کسی مسلمان کا مذاق جائز الہی۔
مگر اسلام کی حقیقت سے نہ ملوئی محمد شیعہ مفتی دیوبند (۱۵۷) (۱۵۸)

سوال :- ممکن ہے کہ ان مولوی معاجان نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہو؟

الجواب :- ہم نے تو ان کے کسی کتاب و تحریر میں ان کی توبہ تحریر نہیں کی تھی۔ اور کتب

سوال :- لیکن ہے کہ انہوں نے دل میں توبہ کر لی ہو؟

الجواب :- جس درجہ کی غلطی ہے۔ اسی درجہ کی معذرت ہو تب اس کا مذاق ہو سکتا ہے وہ یہ کہ تحریری غلطی ہے

تحریری ہی معذرت ہو۔ (انفاذات الیومہ قسطنطنیہ ۱۳۵۷ھ، ۱۵۷)

سوال :- ممکن ہے کہ انہوں نے تحریری توبہ کی ہو مگر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔

الجواب :- چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے۔ لہذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہیے۔

(انفاذات الیومہ قسطنطنیہ ۱۳۵۷ھ، ۱۵۷)

سوال :- ان دیوبندیوں کو کافر کہنے کی منی علماء کو کیا ضرورت تھی؟

الجواب :- اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔

(اشاد العذاب تاظم دیوبند مطبوعہ دیوبند ۱۳۵۷ھ، ۱۵۷)

خدا تعالیٰ جل شانہ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے
دیوبندیہ کے اہل کفر یہ تحریریں تمام عالم اسلام کے علمائے اسلام کی فیصلہ کریں
عَلَمَائے عَرَبِ مَكَّةَ مُعَظَّمہ

المنقص لثان الالہیۃ والرسالۃ قاسم التانوقوی ورسید احمد الکنگھی
وخلیل احمد الانبیوتی و اشرف علی التانوقی ومن حذا حذوہم والی قولہ
یعنی علیہم السوال وسود الحال الخ۔

ترجمہ :- شان الہییت و رسالت گھٹانے والا قاسم تانوقی ورسید احمد کنگھی وخلیل احمد انبیوتی
و اشرف علی تانوقی اور جو ان کی چال پیلا ان پر وبال اور شرابی حال لافز ہو چکی الخ۔ (ص ۱۷۸)
لاشبہتہ فکفر ہمہ بلا مجال بل لا شبہتہ فیقت شک بل فیمین توقفت فی کفر ہمہ لا
ترجمہ :- ان کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی حال میں ان کو کافر
کہنے میں توقف کرے، اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ۔

(۱) محمد سعید بن محمد باخسار مفتی شافعیہ مکتبہ (۲) احمد ابو الخیر مراد خطیب سید خرام مکتبہ مظہر (۳) محمد
سابق مفتی مفتی مکتبہ مظہر (۴) علی ابن مسعود بن کمال مکتبہ مظہر (۵) محمد عبد الحق بن مولانا شیخ شاہ محمد آزاد آبادی مکتبہ مظہر
(۶) سید اسماعیل بن سید علیل حافظ کتب خرام مکتبہ مظہر (۷) محمد عزیزی سید خرام مکتبہ مظہر (۸) عزیز ابن محمد باخسار
مکتبہ مظہر (۹) محمد عابد بن شیخ حسین مفتی مکتبہ مظہر (۱۰) محمد علی مالکی مدرس مسجد خرام مفتی مکتبہ مظہر (۱۱) محمد جمال فیرہ شیخ حسین
مفتی مکتبہ مظہر (۱۲) اسد بن احمد الدبان مدرس مسجد خرام (۱۳) عبد الرحمن ابن المرعوم احمد الدبان (۱۴) محمد یوسف افغانی مدرس
مدارسہ مولانہ مکتبہ مظہر (۱۵) تھک کی قلیہ حاجی ادا اللہ صاحب مہاجر کی مکتبہ مظہر (۱۶) محمد یوسف تیار مکتبہ مظہر
(۱۷) محمد صالح بن محمد افضل مکتبہ مظہر (۱۸) عبد الکرم واعظی مکتبہ مظہر (۱۹) سعید بن محمد الیمانی مکتبہ مظہر (۲۰) محمد احمد جاد
البدادی مکتبہ مظہر

علمائے عرب و مدینہ طیبہ

۱۰۰ محمد تاج الدین ابن المرحوم مصطفیٰ الیاس خفی مفتی مدینہ منورہ (۲۲) عثمان بن عبد السلام دہلوی مفتی مدینہ منورہ (۲۳) سید احمد الخیر امری المذنی الاشعری الدہلی (۲۴) خلیل بن ابراہیم بن بکر بن خادوم العلم بالمسجد النبوی - (۲۵) محمد سعید ابن السید محمد المظفری (۲۶) شیخ الدہلوی محمد بن احمد المظفری احد طلبة العلم بالمحرم النبوی (۲۷) عباس رضوان خادوم العلم فی مسجد افضل الخوفاات (۲۸) لکھنوی احمد المظفری الدہلی مدرس مسجد نبوی محمد بن محمد الجلیب الدہلوی محمد بن محمد السوسی الخیر امری خادوم العلم الشریف السید احمد ابن السید اسماعیل الخدنی مفتی افتخار مدینہ منورہ (۲۹) عبد القادر توفیق المشبلی المدرس الخفی فی المسجد النبوی -

نوٹ :- ان سائن طبع کی منفصل تحریریں ہم ہر صفحہ کی کتاب تمام لوگوں میں قابل مطالعہ ہیں ہم نے بطور غور و معرفت دستخط زبان اردو اور دہلی محکمہ کے نقل کئے ہیں۔ گو یا مکر اسلام مکہ معظمہ مدینہ منورہ عالیہ کے عین متیقان شریعت محمدیہ میں صاحب اس تجسس و التماس و یونہی کے طوائف است ادیب کے کہ یہ جہار است مندرجہ (خلاۃ الايمان) تھانوی، و محمد بن الناصر ناسی (براین خاطر غلطی و انہضی) کو ملا حضرت شریعتی مقبول اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دیوبندی علماء جو توہین کرتے خدا و رسول کے مرتد ہو چکے ہیں۔ ان سے اور ان کے پیروں جاننا ان سے مسلمان الگ دیں۔

دیوبندیوں کے کفریات کے متعلق تمام علمائے اہلسنت و جماعت

ملک نجم مہندوستان کا فیصلہ کن بیان

مختصر خلاصہ کتاب الصوارم المنذریہ

الاستقصاء کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و یقینان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ شرکاً قادیانی نے سچا خدا دی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا و واقع البلاد مکہ کہ کہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور دیوبندیوں کے منشور (دشمنہ) احمد غلوی سے و قرعہ کدے کے معنی درست ہوئے کہ کہ اللہ خود جل کوئی الراجع ہو نہ لکھا۔ اور اس کی تائید اور دلیل احمد دیوبندی نے شیطان و ملک الموت گوید و دست لہس سے ثابت ہوئی و فخر عالم کی و حسب علم کی کوئی ایسی قطع قطعی ہے و براین خاطر صریح کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم

کے کہ بتایا اور اشرکت علی تھا تو ہی نے یہ کہہ کر کہ میں علوم قدیمہ اور میں تو اس میں ضرور کہی کی شخصیتیں ہے۔ ایسا علم مذہب
تو بد و شر و کج و برسی و جہنم و جہنم میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ مصلحتاً ایمان اشرک علی مثلاً، اس سے ان الفاظ
سے ضرور علی اشرع و سلم کی شدید توہین کی اور تمام نا توہی نے عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاتم
جہاں باقی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ ایمان اور تقدم و تاخر زمانی میں کچھ تفصیلات نہیں
اعلیٰ انسانی مسما، اور اگر بالفرض بعد از نبوی بھی کوئی نئی پیدائش ہو تو پھر بھی خاقیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا
تو میرا اس مسئلہ کہ کہہ کر ضرور علی اشرع و سلم کی فخر نبوت کے معنی میں صراحتاً جامع امت کا انکار کیا۔ اور آخر الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے نبی آئے کو جائز اور نعم نبوت میں غیر عقل ٹھہرایا، ان لوگوں کے متعلق جہنم شریفین کے علمائے
کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے اقوال و طعنات کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفریات پر
مطلق ہو کر ان کو مسلمان جانتے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہتے ہیں توقف کرے کہ وہ
بھی کافر و مرتد ہے۔ یہ خادشی حرام اگرچہ حق ہیں یا نہیں، اور تمام مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم و ضروری ہے یا نہیں؟۔
انہیں جواب میں بن احمد مصری معنی سنا اور گوئل کا سنا اور مالدار، پختہ ریاست جہانگیر،

الجواب

بیشک قادی حرام الحرمین علی سائر الکفر والبدعین حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد
ابن شیری اور اشرکت علی تھا تو ہی اور تمام نا توہی اپنے ان کفریات، انہیں کفر و بدعت کا قابل تو جہد و دلیل کی بنا پر حق کا حامل اس
استفتاء، اور مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حرام الحرمین میں ہے۔ فرد کفار و مرتد و ملعونین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلق ہو کر
بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانتے وہ خود کافر و ملعونوں پر احکام حرام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری
اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازمی حق، حادثہ تعالیٰ اعلم و علیہ مل مجاہدہ اتم و اسع۔
کتبہ، الغفر اولاد رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خانقاہ برکاتیہ، ماہرہ

۱۸ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ

تصدیقات علمائے بریلی

الجواب صحیح

الغفر مصطفیٰ رضا القادری النوری، معنی غفر

غفر ساجد علی بن۔ معنی غفر قادی احمد بگاتی

فیروز علی قادری، رضا قادری، ابو علی	رحمہم اللہ، غفرلہم، سید الدین حسین دارالعلوم الحبنت و حاجت
خیر علی، علی حسین رضا قادری، ابو علی	فیروز قادری، محمد عبد العزیز، علی، مدرس دوم
محمد ابراہیم رضا قادری، علی، مدرس دوم، دارالعلوم منظر الاسلام	سر دار علی، ابو علی، علی، حسنہ
محمد تقدس علی قادری، رضوی، غفرلہ، تاجت، منظر الاسلام	فیروز احسان علی، علی، مدرس، منظر الاسلام
محمد نواز الہدی، حیات پوری	محمد عبدالرؤف، علی، مدرس، فیض آبادی
فیروز سید غلام محمد، الدین ابن سید مولانا مولوی	العبد المسکین غلام حسین، الدین، الحنفی
رحمۃ اللہ قادری، رائد پوری، علی، حسنہ	فیروز محمد مسدین، الدین، بناری
محمد نور، رضا اللہ، مدرس، آرومی	ابوالانوار سید محمد شریف الدین، اشرف، اشرفی
فیروز غلام حبیب، علی، انجلی، قادری، برکاتی، غفرلہ	جیلانی، عالمی، غفرلہ
مدرس دارالعلوم منظر الاسلام	
فیروز حسین الدین قادری، رضوی، فرید پوری	
فیروز عبدالعزیز قادری، رضوی، المصلح، غفرلہ	محمد شہاب الدین، علی، مدرس، قادری
فیروز ابو الحسن، محمد ابراہیم، جلیل، علی، الہدی، رضا اللہ، علی، مدرس، فیض آبادی	

عبدالحامد سلطان احمد البریلوی مفتی مہتمم

فیروز پور محمدان وزیر اعلیٰ ہندوستان مفتی سنی قادری ابوالحسن
رمضانی غفرلہ

انفیر ابو العزیز عبدالحامد مفتی سنی قادری احمدی
آغا کولوی غفرلہ

فیروز پور محمدان صاحب الزما محمد محبوب علی قادری رمضانی
مفتی غفرلہ

انفیر حشمت علی مفتی سنی قادری البریلوی غفرلہ

کیچوچہ شریف

کتبہ العبد المسکین محمد المدعو بایضاً فیصل الدین البہاری عقولہ اللہ البہاری
امین الافتاد فی الجاہلیۃ الاشرقیہ نعم الجواب وحید التحقیق وبالقبول
والاتباع حمدی وحقیق وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الحشری
الاشرفی الجیلانی کان لہ الفضل الدیانی۔
لا یموت ان فتاویٰ علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر ہولاد المذکورین
صحیحہ وانا الفقیر ابو المحامد السید محمد الاشرفی الجیلانی عقاقتہ
اللہ الصمد۔

انفیر مصعب الدین احمد غفرلہ لاجلہ صدر المد رسین
فی الجاہلیۃ الاشرقیہ

عبد المسکین ابو المعین الدین الاشرفی الجیلانی
الموطن فی الکچوچہ حجتہ الملتزمۃ۔

الجواب صحیح۔ سید مصعب اشرف

الجواب صحیح۔ فیروز پور محمدان اگر پوری

جیلپور

انفیر عبدالباقی محمد بریلوی قادری قادری الجیلپوری غفرلہ

الجواب صحیح محمد عبد السلام عشاء مدنی جیل پوری غفرلہ۔

دربار عالی علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

حامی الخیرین کے قلم سے حق میں اور اہل اسلام کو اُن کا ماننا اور اُن کے مطالبات کی طرف سے سب سے خوش نصیب اُن کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہِ راست سے دُور ہے۔ الخ۔

الجواب صحیح۔ محمد حسین عفا اللہ عنہ بہتم
ہتم نقشبند یہ علی پور سیدان

الراحمہ چارہ مل عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور
سیدان ضلع سیالکوٹ پنجاب

الجواب حسن، خان محمد بقلم خود مدرسہ اولیٰ مدرسہ
اسلامی ڈولہ ضلع سیالکوٹ

محمد کرم الہی بی اسے، میکشری، لیکن خدام الصوفیہ
علی پور سیدان

الجواب صحیح۔ محمد کرم ان بقلم خود

سرکار اعظم اجمیر شریف

یہ لوگ ان احوال پیشہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ الخ۔

امتیاز احمد انصاری شفیق دارالعلوم معینہ عثمانیہ اجمیر شریف

فیض آبادیہ احمد علی علی، علی عفا اللہ عنہ،

محمد الحی عفا اللہ عنہ مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ اجمیر شریف

محمد عبد الحمید علی عفا اللہ عنہ مدرسہ دارالعلوم معینہ

غلام محی الدین احمد علی عفا اللہ عنہ شادی احمدین نام پوری

فیض غلام علی عفا اللہ عنہ، فیض محمد عادل علی عفا اللہ عنہ،

احمد محمدی العبدی عفا اللہ عنہ مدرسہ تحفۃ العلماء عفا اللہ عنہ

قاضی محمد احسان الحق عفا اللہ عنہ برائے شریف

ابوالحسن عفا اللہ عنہ مدرسہ محمدیہ احمدیہ عفا اللہ عنہ، انوری

ابوالہدی محمد عظیم اللہ علی عفا اللہ عنہ

علمائے اسلام کی فہمید کن آراء

فقیر سید غلام ترین العابدین سہسواخی

خاوم الشقر او طور حمام، ففرد

فقیر محمد حسن عفی عنہ

الفقر محمد عبد الفتاح فادى

فقیر محمد فخر الدین مہاری پورنودی

قمر اسد الخیر مراد آبادی عفی عنہ

الفقيه الحنفى فخر عبد العزيز المرادى شغلته الله والامام

فقیر علامہ حسین الدین بہاری عفی عنہ الباری

علامہ سید الاولیاء محی الدین الجیلانی علیہ الرحمہ

مُرَاد آباد

ما اجاب به سيدى فخرى حق صرح
محمد عمر النعمي

العبد المقتنم بحبله المتين محمد نعيم الدين
عفا عنه المعين

انجوا - یحییٰ محمد عبد الرشید

علمائے لاہور

ابو محمد ویدار علی رضی عنہ۔ فتاویٰ امام الحرمین حق بجانب، الحجۃ۔

قال ينفذه ويمتقه بقلمه العبد السراج رحمة الله القوي الجبار مفتي
سيد احمد حنفى قادري ضوى الوردى مدرس دايه العلوم حنيفه مركزى التبحر حنفى
الاحناف لاهور

نور محمد ستوری شیخوپورہ

سید فضل حسین نقشبندی گجراتی، سید عبدالرزاق مجددی، حبیبہ ربابہ

خاک رحمانی احمد نقشبندی عفی عنہ

مفتی محمد شاہ یوسف پوری، عبدالغنی بنبر اروی، محمد مقصود علی عثمانی

محمد عبدالغنی لاہوری

مدرسہ فیض الغریب آراء صالح شاہ آباد

فقیر محمد ابراہیم مفتی عشرہ مدرس مدرسہ فیض الغریب ، محمد عبدالغفور مفتی عشرہ مدرس اول مدرسہ فیض الغریب ،
محمد اسماعیل مفتی عشرہ مدرس مدرسہ فیض الغریب ، محمد نور العتہ مفتی عشرہ مدرس مدرسہ فیض الغریب ،
فیقر محمد حنیف آروی مفتی عشرہ ، سلطان احمد آروی عشرہ ، محمد نعیم الدین آروی مفتی عشرہ ،
عبدالحمید آروی مفتی عشرہ ، فقیر محمد عبدالحمید فضل الحمید رضوی آروی ، محمد الرحمن درویش گل
محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض الغریب ، محمد نعیم الدین آروی مفتی عشرہ ، محمد فریب اللہ مفتی عشرہ مدرس مدرسہ
فیض الغریب ،

یانگی پور پٹنہ

محمد ظفر الدین قادری مفتی خواجہ ملک الدین فاضل مباری ،

سیتاپور

فیقر سید ارتضائیلین قادری برکاتی

جلال آباد صالح فیروز پور پنجاب

محمد اسماعیل مسعود آبادی ، مفتی ریاست جلال آباد - صالح فیروز پور ،

پلوکھریہ صالح منظر پور

فیقر رشید احمد دھنگی

ابوالولی محمد عبدالرحمن مفتی ناظم نورا الاسلام پلوکھریہ ،
محمد شہدائ الرحمن گانی اللہ مدرس سوم مدرسہ نورا اللہ مدرسہ ، ترف الدین مدرس اول مدرسہ نورا معلوم واقع کرمان

محمد عطاء الرحمن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نور الدین ، محمد ولی الرحمن مفتی نور الدین مدرس اول مدرسہ نور الدین
محمد رفیع کاشانی قادری عفی عنہ ، محمد صییب الرحمن مدرس چہارم نور الدین ، فیض عبدالمکریم صییب ری عفی عنہ
فیض عبدالحق مدرسہ درجہ اولیٰ مفتی ، فیض ابوالحسن منظر پوری

بہاول پور

اشخاص مذکورین فی السؤال اعلیٰ مرزا غلام احمد قادیانی و جاسم نانوتوی و رشید احمد گلگنجی و خلیل احمد بنیہادی
و اشرف علی تھانوی بلاشبہ ایسے اقوال ملعونہ جیسے کہ باحث یقیناً کافر مرتد ہیں۔
عبد المذنب الفقیر ابو محمد محمد بن المدعو بسلام رسول البصا و نقوری عفی عنہ

گڑھی اختیار خان جھبہ پور

عبدالباقی المتعارف محمد یار فریدی محمدی ہشتی قادری بقلم خود از گڑھی اختیار خان

کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

ابو یوسف محمد شریف الحسنی الکوٹوی عفی عنہ ، ابو الیاس امام الدین الحسنی قادری عفی عنہ اگر کوٹلی لوہاراں
ابو صالح سید حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں

کھڑوہ سیداں ضلع سیالکوٹ

الفقیر سید فتح علی شاہ قادری عفی عنہ

چتوڑ راجپوتانہ

بیک قادیانی حامی الحرمین حق ہیں الخ۔

الفقیر عبدالمکریم مفتی مولیٰ الرحیم چتوڑی

فیض قاسم فضل احمد عفا اللہ عنہ رسی صنفی مستقیم لدھیانہ پنجاب۔

لودھیانہ :-

دہلی محمد منظر اللہ، حفیظ لہ۔ امام مسجد فتح پور، دہلی۔

انا الخبء المقتدر الى الله السميع العليم محمد بن عبد العزيز عمى عنه خطيب جامع مسجد منى

نگل محمد امام مسجد مرزا احمد دین

مزنگ لاہور

سہا اور ضلع ایسہ

خاکسار ابوالفضل محمد کرم الدین عفا الله عنه از بحین، ضلع جلپم۔

تحصیل چکوال، احمد دین واعظ الاسلام ازباد

تحصیل چکوال، احمد دین واعظ الاسلام ازباد مستثنائی

محمد فیض الحسن عرفا ائمه مولوی قاضی علی مددس سردار گوریہ منتفہ ۲۱ مسکول چہوال

كتبه: محمد اجمل القادري مدرس المدرس سنة الرسالدية

الحقنة سفيل

سنبھل ضلع مراد آباد

وَأَنَا الْعَقْرُ الْقَادِرُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَمَّالِ قُضِلَ.

فخیر غلام محی الدین قادری جمالی غفرلہ

دادون ضلع علی گڑھ

فَقَصِّرْ سَلَامَتِ اللَّهِ قَادِرِي وَمَعْنَوِي عَمَّنِي

شاہ جہان پور

فیترسید محمد حنیف جیستی مفتی نکلور، ضلع جالندھر۔

نگو در صنایع حال اندر

البر الامام عبد الله بن محمد بن علي بن موسى

سَوَاحِلُ عَظِيمٍ كَثِيرَةٍ

الراجي لطف ربه القوي امجد على غفرله الولى

کھنڈرہ ضلع ہوشیار پور۔

السيد حميد رشاد القادر محي حنفى۔

عسکر ضلع منگلور

ابن یحییٰ محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اہل سنت و جماعت المعروف بمدرسہ

امرو بہ ضلع مراد آباد

عسائے اسلام کی فیصلہ کن اراد

بیمبئی و بدایوں و دہلی

افترالہ کے میرزا احمد القادی کان اللہ لا ناظم سنی کانفرنس مولیٰ بیٹی ، نذیر احمد خٹہ سی دریا غائبی
ابوالحسن محمد سعد اللہ کی ، محمد ابراہیم حقینی خٹہ ، حافظ عبد المجید دہلوی ، محمد جلیل احمد القادی ، محمد صراج الحق
علی خٹہ ، اختر اعظمی محمد ابراہیم الحق القادی ، غلام محمد کھنوی ، محمد عبد السلام البدری متوطن میرٹھ ،
محمد فضل کریم دہلوی ، عبد الحکیم النوری الشاہجہان پوری ، محمد حسن الاسلام خٹہ مولوی عبد الرشید مرحوم
محمد بدر فقیر تھریل ، محمد عبد الحکیم امجد مولوی جویہ تالاسب ، حافظ عبد الحق معنی غنیمتی - مرہہ عبدالکاشم
محمد عبد اللہ حقینی خٹہ ، محمد عبد الحق - خادم الطلیع محمد احمد خٹہ دہلوی ، عبد الرحیم محمد دہلوی ،
محمد عبد القادر دہلوی -

الحقیر الدیوب محمد امین القادری ، فقیر محمد جمیم
صیدیق اللہ شاہ ، محمد یحییٰ مدرس مدرسہ سبک الاسلام ، محمد نور الحق قادری غفرلہ

بیمبڑی صنایع مقامہ

چودھویں اور کامیاب وار

وہو راجی کا مٹھا وارٹ

احقر حاجي نور محمد، خادم العلماء صالح محمد بن احمد سيال، سيد الدين مراد مراد جامع مسجد، بنده حقير

ماربہ شریف

[illegible]

پہلی مجلس

آگرہ | نثار احمد علی اللہ عندہ مفتی جامع مسجد آگرہ

پی صلح پشاور

حقیقہ تمام مومنین فیست کہ در تمام الحرمین مذکور است الخ۔
العبد ابو النصر کمال الدین بن الخلیفۃ الملوکی محمد احمہ۔

بدایوں

عبدالسلام حقانی حضرت مدرس اول شمس العلوم

فرنگی محل

محمد عبدالقادر رضا اللہ حضرت مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل بکھنؤ۔

سراج گنج بنگال

بندہ آثم ابوالاعظم محمد کاظم رحیمی چشتی۔

پارہ ضلع اعظم گڑھ

فیروز محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ۔

کریم ضلع بلیا

فیروز السعد محمد عبدالعظیم قادری۔

فتح پور سیوہ

فیروز محمد عبدالعزیز خان قادری، فیروز محمد یونس سنبھلی، فیروز احمد یار خان قادری حقانی۔
محمد عبداللہ المراد آبادی غفرلہ۔

ریاست ام لور

محمد نورالحیدر الراستوری کان عبدالکریم عبدالعزیز محمد صلیح مدرسہ ارشاد العلوم۔
محمد شجاع الدین علی حقانی، مدرسہ ارشاد العلوم۔ محمد شریح الامین حقانی، مدرسہ

العبد عبداللہ الہامی حقانی، مدرسہ ارشاد العلوم۔ محمد عبدالنشا حقانی، سید یار محمد بلوی، الشیخ محمد رفیع لہ این
حضرت مولانا بدایست الرسول رحمۃ اللہ علیہ۔

کانپور

عبدالحق غفرلہ، مدرسہ خیر کانپور، الشیخ ابو القاسم محمد حبیب الرحمن کان اللہ۔ محمد عبدالکریم حقانی
محمد آصف حقانی، العبد الشیخ عبدالغنی العباسی المدرس دارالعلوم کانپور، عبدالرزاق حقانی مدرسہ

امداد العلوم کانپور، ابوالمظفر شاکر حسین غفرلہ۔

جاو

محمد مصائب علی حقانی

اجیر شریف حاضرین عرس

سید محمود زیدی الوری، سید محمد میر انشا حقانی المدرس مبدعہ نجم الاسلام
جمیڑی افتخار، فیروز شاد احمد ناگوری، فیروز شمس الدین احمد چوہدری

فیروز محمد صاحب علی عہد بہتر مدرسہ اصلاح المسلمین دہلی پوری سہیلی۔ حبیب الرحمن فخر۔ سید رشید الدین فخر۔
محمد عبداللطیف امیری، عبدالحق قادری،
الاکبر لوی محمد زابد قادری دہلی، محمد احمد دہلی
صوفی غلام احمد ساران پوری، محمد عارف حسین قزوینی علی گڑھ، عبدالغنی ابوالحسن المدنی محمد علی حسین الاشرفی البیلائی

بہشتی محرم ۸۸ تصدیقات علمائے اردین

شکل صلح حصار
فیروز ابو الغیس حبشی میلانی عفی اللہ عنہ۔

گوندل کاٹھیاوار
خادم محمد قاسم ہاشمی ساکن دھواڑی نوبل جہانگیر، اختر محمد جہانگیر گیسو دار عفی عنہ۔
جونگڑھ
فیروز فقیر صاحب فاضل سید غلام شاہ قادری جلال پوری عفی عنہ۔

جلال پور جٹاں پنجاب
الغنیہ محمد صدیق البرودی فخر اللہ لہ اساتذہ مفتی نگوں، المراقم سید خالد شامی عطا اللہ عنہ
برودہ ورثان
احقر الزمان محمد عبداللہ برودی فخر اللہ الرحمن۔

علاقہ سندھ پنجاب
الغنیہ صاحب داد اللہ علی السلطان کوئی فخر اللہ، الغنیہ محمد حسن، خادم حسین، غلام
مسندہ آبادی محمد ابراہیم الی سلطی، الغنیہ قر الدین العطارانی دیر سالہ، مسندہ الغنیہ
محمد قاسم التوٹوں فی زمیں سیکرہ، فیروز عبدالستار سند مدرس مدرسہ الدہلی و صلح سہیلی بوچسٹان، الغنیہ عبدالباقی الہادی فی
عفی عنہ، الغنیہ محمد حسن الفادقی المیدوی۔

ڈیرہ غازی خان پنجاب
الجلال علی المدنی محمد بخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ غازی خان۔ الغنیہ فضل الحق
مقاہد مدرس لغانیہ ڈیرہ غازی خان۔ الغنیہ محمد امانت الرسول فخر اللہ ابن
حضرت مولانا بدایت الرسل رحمۃ اللہ علیہ الکنوی۔

بازہ صلح کھیڑو
فیروز شیخ میل فخر اللہ، سجاد نقی حضرت میرواں صاحب قادری دہلی بازہ صلح
کھیڑو۔ ملک گجرات فیروز الدین ابن حضرت سید میاں صاحب فخر اللہ علیہ
لوت، فتوالہ الصوامر السندیہ سے مصدقین علمائے کرام وغنیان عظام کے حوت و تقاضا بطور توفیق کر
دینے لگے ہیں۔ باقی ہر مفتی کے الفاظ بھی قابل دید ہیں۔ ملاحظہ صول الصوامر السندیہ علی مکتوباتین الدیوبندیہ پر۔ یہ تمام

(۳) مکالمات سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوا کہ آپ کا علم ان امور میں مکالمات کے برابر بھی ہو چکا ہو یا نہ ہو۔
(۴) آپ کا علم اور اہل علم سے مواظبت و ملاقات دین سے ہے۔ یہ کچھ ہے

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق اہلی سے وسیع العلم اور اہل علم سے مواظبت و ملاقات دین سے ہے۔ جس کی عبادت میں کہ امت قائم انہیں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمانہ قائم انہیں ماننا یہ جا بلا نہ خیال ہے۔

(۱) حوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم ہونا یا نہیں سنی ہے کہ آپ کا سائن انبیاء کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی میں مگر اہل فہم پر روشنی ہو گا کہ قدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر نظام مرجع میں ولکت رسول اللہ و خاتم النبیین فرما اس صورت میں کہ کرمیج ہو سکتا ہے۔ انہی۔
(۲) اگر بالفرض بعد از نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایت تھی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ انہی۔
(تذکرہ اہل سنت ص ۲۳)

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس آیت کا معنی لاینبی بعدی سے ختم نبوت زمانی ہی ارشاد فرمایا ہے نیز کچھ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ خیالی گدے کے خیال سے بھی کئی درجہ بدتر ہے۔ (تذکرہ اہل سنت ص ۲۳) اب دریافت طلب اس معاملہ ص ۱۲ اور جنور کا بیان شریف کرشن کنبد کے سانگ سے بھی برابر ہے۔ (ابراہیم خاں ص ۱۳) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دیوبندی خیال کے مولوی جو خود اپنے عقائد کہتے ہیں اور اپنے عقائد کہتے ہائے مولویوں کو اپنا پیشوا اور مجدد اور پکا مومن سمجھتے ہیں جس طرح اس زمانے کے اکثر دیوبندی مذکورہ بالا عقائد کہتے والے کا یہ دیوبندی کہ ایک سچے ہیں تو کیا ان دیوبندیوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی حکم سے فتویٰ صادر فرمایا جاوے۔ البتہ توجہ ورا (سائل محمد بن ابیہر لاہور مہتمم مفسر المفسر ص ۱۴۷)

الجواب بجواب وهو الموافق للصواب
والحق یہ تھا کہ دین دیوبندیہ کے ہیں اور نماز اس قسم کے اشخاص کے پیچھے باطل محض ہے۔ ان کو قصد انہماک نہ تھا سخت کبر و فساد و حرام ہے اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی جائے گی اس کا اعادہ فرض ہے۔ ان کے ساتھ سلام و کلام مستحکم نیست و بغایت سب اہرام و نا جائز ہے۔ فقہ و اللہ تعالیٰ اعلم۔
فقیر الدار کات یہ احمد مختار ناظم مفتی دارالعلوم
مکرمی اہل حرم الاحناف پاکستان، لاہور



الجواب :- صورت سولہویں امکان کذب کا مذہب میں کے دیوبندی قابل میں یہ عقیدہ معتزلوں کا ہے۔
قال الامام الرازی ان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يحسن
بذلك عن الايمان اور شریعت موافقت میں ہے کہ اگر رسول جیسے بن سید عالم الحق کا یہی عقیدہ تھا کہ ان اللہ
قادراً علی ان یکذب ویظلم تو دیوبندی بھی معتزلوں کا عقیدہ رکھتے ہیں اور تمام اہلسنت و جماعت
کذب باری تعالیٰ کو ممتنع و محال بالذات سمجھتے ہیں۔

باقی سوال مذکورہ میں دیوبندیوں کی جو تباہ کن تحریروں درج ہیں۔ ایسا لکھنے والا کسی طرح بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، علامہ غفرانی
شرع شفا میں فرماتے ہیں کہ جس کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے وہ مرتد و کافر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دیوبندیوں
کے ائمہ شرف علی و ربہما رحمہ و فیہما رحمہ کا اسم برحق نہ آئے کہ تمام دوسرے ائمہ علمائے عرب و عجم سے صادر ہو چکا ہے
اور آج کل کے دیوبندیوں کا نام مولویوں کو ایسا نام برحق نہ آتا ہے اور ان کے کفریات کی بے جا تاویلیں وہ اس لئے نہایت
میں بند کر رہے ہیں۔ لہذا ان کے پیچھے کسی مسلمان کی بھی غارت نہیں ہونی اور نہ ہی فریضہ ادا ہونا ہے۔ اس کا اعادہ فرض ہے
خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر روز اعتقاد سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم و خیر و اتم و مکمل۔
۱۱ بعد غلام محمد علی حسنی کوثری، ۱۲ منقر المظفر ۱۳۲۵ھ

الجواب :- مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے علیحدہ رہیں اور ان کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور یہی فرضی غازیوں ان کے

پیچھے پڑھیں، ان کا اعادہ کریں۔ الخ۔

فیض بن الفضل محمد سرور احمد مظفر خادم اہلسنت خادم جامعہ رضویہ مظفر الاسلام
جنگ بازار لاہور قدیم جمادی الاول ۱۳۲۵ھ۔

الجواب :- دیوبندیوں کی عبارات ناقابل تاویل ہیں۔ توہین و تنقیص رسالت کا کفر ہونا امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ
ہے۔ اس لئے توہین و تنقیص کرنے والے اور تنقیص نشان رسالت پر عمل سے جو کفر حق ماننے والے یقیناً کافر ہیں۔ ان کے
کوہ میں شک کرنے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ کافر کے پیچھے نماز جائز نہ ہونے کا قول سوائے کافر کے کوئی نہیں کر سکتا
بنابراین ان لوگوں کی امت قطعاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
فیض احمد سعید کاظمی مظفر لاہور مدرسہ دارالعلوم عثمان

الجواب صحیح
ابو انوار محمد عبدالقادر مظفر لاہور جامعہ رضویہ لاہور
الجواب صحیح
نذیر احمد علوی فیضیہ جامع مسجد سلطان علی ضلع پورہ

الجواب صحیح
بریلوی شعیب حافظ آباد ضلع گوجرانوڑ
الجواب صحیح
ابو اسحاق محمد شعیب الدین فیضیہ جامع مسجد بنڈی گھیب

الغیر حافظ نواب الدین خطیب جامع مسجد پرانی غلامی علیہ

عن اجاب فقدا اصاب

فقیر فیض احمد خادم الملک خطیب جامع مسجد قیوم شریف
شلع ننگری

فقیر بخش جام پوری شلع ڈیرہ غازی خان

شاہ محمد عارف اشد قادی خطیب مرکز جامع مسجد

راوالپنڈی

نوٹ: کچھ اختلاف و تقریریں بوجہ اختصار کے ترک کر دی گئی ہیں صرف یہ مختصر نقل کر دیے گئے ہیں۔

تصدیقات حضرات مشائخ کرام و اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم

ارشاد عالی مخزن فیض و برکات، شیخ شریعت و طریقت سلطان العارفین قبلہ عالم ابن قبلہ عالم شیخ المشائخ حضرت
قد خواجہ محمد بخش صاحب مہاروی سجادہ نشین دربار مقدس غریب نواز مرشد عالم

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ دربار عالی حشیشاں شریف

علمائے کرام نے جو اشعار کا جواب دیا ہے، بالکل صحیح ہے۔ یہی ہم عقیدہ شخص کے جیسے بھی مسلمان کو غازی خان
جائز نہیں۔
محمد بخش مہاروی سجادہ نشین بقلم خود۔

ارشاد عالی قبیلہ و مدائن سلطانی العارفین شیخ العلوم العقیدہ و الشیخ الاسلام ڈاکٹر الامین حضرت قبلہ خواجہ عبد الدین
صاحب سیالوی زینب سجادہ دربار مقدس مرشدی و مولائی حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔

دیار عالمی سیال شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لولیہ والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ۔
اما بعد۔ فان الطائفة الطائفة والعلیة والاعیة الباعیة من ائمة الشیعة الوہابیة
یعتقدون ان الکذب للواجب سباحتہ ونعائہ وقدس عما یتقون الظالمون
علو کبراً۔ فقد کفروا بنسبة امکات الکذب الیہ تعالی شانہ ووصافہ واجبة
فی کل الوجہین ولا شئ ان توصیفہ بالامکان المذکورین یمتثلن مکان الموصوف
علی وجه العینیة کما هو معذہب جمہور الحکماء والمتعلمین فضلا عما علینا اهل السنة و

والجماعة كما ان تلك الشككة تكفر بانحمار الوصفة الواجب وهو الصدق ومن اصدق من الله قتيلا ومن اصدق من الله حديثا مع ان قولهم هذا يتجوز الى معاصد اخرى من استكمال الواجب بالغير فيمكن من هذه الهفوات ويمكن ان يتوقف في الخسران خذلهم الله تعالى

وكذا لا شك في تلك الفتنة بانحمار الاوصاف الكاملة لمن به حمد الحمد محمد على الاطلاق صلى الله عليه واله وصحبه وسلم من العلم وعدم رؤيته لتخليه والعلاج والاحضار والناظر والاعانة لمن استمدوا واستعان بداته العليا فلي كافية المسلمين عدم التحيز اليهم والتحرر عنهم فلا تركوا الى الذين ظلموا فاصولوا وخلفهم والصلوة عليهم حرام بالاجماع۔

ترجمہ سطر آخر۔ سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان سے محبت اور ظالموں کی طرف نہ جھکیں۔ پس نماز ان کے پیچھے اور نماز رجاہ ۱۱ ان پر بالاجماع حرام ہے۔

(محمد قزوينی فقہ حنفی سیال شریفیت)

از مسیح شریفیت و ملتفت و بہار مقدس شعلہ بانی معدن صمدانی، سلطان الاولیاء و مرشدنا و مولانا قبلہ عالم حضرت خواجہ پر سید محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوروی

از مفتی اعظم دیوبند عالی گورہ شریف

فوائد مشائخ عظام و فضلاء اہل سنت والجماعت سے ہندو کو کلیتہً الطاق ہے۔

(عبدالعالمی صاحب البیوت من آستانہ عالیہ گورہ شریف ترمذی، تاریخ الثانی ۱۳۴۶ھ)

فہم۔ ہر گورہ شریف کا کوئی نواسے جو دیوبندی اٹھائے پھرتے ہیں وہ گورہ شریف کے کسی منشی کا نہیں اور اگر ہوتا بھی تو چوکی کا میں جس عبادت گاہ پر کہہ کر رہیں اس لئے وہ دیوبندی کو معیہ نہیں لایں فریب کاری کہہ کر اپنی حق کو دھوکہ دینا یہ دیوبندیوں کی صاف دکاوی ہے۔ اہل سنت ہر شیعہ ہوں۔

منیبہ العیض و الجود سلاخ فاندان پشت اہل پشت نور نظر خواجہ خواجگان پشت، حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غلام محمد صاحب تونسوی مدظلہ العالی۔

دیوبند عالی تونسہ شریف

جواب صحیح ہے ایسے اصحاب کی محبت بھائے خواہ کہ قاطع ایمان ہے نماز پڑھتا تو درکنار دیگر اہل سنت

کی مجلس سے بھی بہر لازی ہے۔ خان محمد تونسوی مفتی عہدہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔

حضرت قیدہ خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب تونسوی

انجواب صحیح - بندہ غلام مرتضیٰ قیدہ خواجہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔
مفتی بن شریعت و طریقت عارف باللہ حضرت قیدہ خواجہ صاحب مدظلہ العالی ہمارے

مدار شریف و دربار عالی چشتیاں شریف

انجواب صحیح - خادمہ دگاہی خدا بخش ہمارے۔
فیاض خاص و عام فخر السادات حضرت قیدہ مولانا سید ولبر حسین شاہ صاحب مدظلہ

زیر سجاد و دربار عالی چورہ شریف (ضلع کیمبلپور)

انجواب صحیح - سید ولبر حسین شاہ سجادہ نشین چورہ شریف انعام خود۔

سلطان انارکین امام العابدین بحر العلوم شیخ المشائخ حضرت قیدہ خواجہ مولانا

مولوی حسین بخش صاحب ملتان شریف سجادہ نشین حضرت محمد موسیٰ پاک شہید

انجواب صحیح - حسین بخش مفتی عہدہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔

ارشاد عالی - قیدہ الصالحین فیاض عالم جامع الشریعت و الطریقت حضرت قیدہ پرستہ فیض علی شاہ صاحب
وامت برکاتہم العالیہ زیر سجادہ دربار عالی سادات کرام دگاہ مقدس حضرت قیدہ سخی شوق الہی شاہ صاحب رحمۃ

اللہ علیہ

دربار عالی ماری شریف سید سخی شوق الہی شاہ صاحب (ضلع بہاولنگر)

حضرات علمائے کرام نے جو استثناء کا جواب عطا فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے ایسے یہ عقیدہ اور بہ خیالات
شخص کے پیچھے جتنی مسلمان کو نماز پڑھنا ہرگز بائز نہیں۔ ایسے یہ عقیدہ لوگوں سے میل ملاقات بھی حرام ہے۔ ایسے
لوگوں سے دستہ کرنا بمنزلہ حرام کاری کے ہے۔ چونکہ حضرات علمائے اہل حق ان یہ عقیدہ لوگوں پر غصے کے خورے
لگ چکے ہیں وہاں ان سلسلہ حقیقہ کے تمام مریدان خاندان سلسلہ قادریہ و سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مریدان پر فرض ہے کہ ایسے

لوگوں کو امام نہ بنایا جائے۔ ایسے برقیہہ لوگوں کے در درجات میں جتنی مسلمانوں کو چاہیے کہ چندہ وغیرہ دیں اور نہ
بیشرو و حرام کے ہوگا اور نہ جتنی مسلمانوں کے سچے ان برقیہہ لوگوں کے مدارس میں داخل کئے جائیں در نہ وہ سچے اس نوہر
سے تباہ ہو کر فارغ ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سلطان العارضین حضرت خواجہ محمد کن صاحب سجادہ نشین درگاہ
شریف علیہ حضرت خواجہ نور محمد سادوی قدس سرہ العزیز تمام حیثیت کے پیشوا ہیں۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی نے فرمائے دیا
ہے ایسے برقیہہ لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ تمام خدعان سلسلہ کو پلہ پیچے کہ ان کے میل جول پرستہ وغیرہ
بنکر دیا جائے۔ فقط والسلام۔

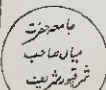


اگر خادم الشکر و مخلص دین سید محمد رفیع علی شاہ نقوی البخاری
الحمدی سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت سید علی شریف الہی صاحب
تحصیل حیدرآباد ریاست بہاول پور
۸ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

از مرکز قیامات دربار مقدس شیرازی معدن محمد افغانی مشیخ الاولیاء قطب ولایت پشاور نقشبند قبلہ میاں
شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

مفتی اعظم دربار مقدس شریف شریف

وہابیہ بخیر مقلد اور دلیہ دیوبندیہ اور وہابیہ بخیر مقلد غلام خاتیر ایسے عقائد مذکورہ بالا کہنے والے
جو کہ باقی تمام اہل اسلام کو شرک کا مرتکب مانتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے عقائد مذکورہ بالا سے اور بہ اعتبار نسبت شرک کہہ کر
کے طرف اہل اسلام کی خود کا فرقہ شرک ہو چکے ہیں، باعتبار مجموعہ امرین اور بہ اعتبار ایک امر کے ایسے عقائد کہنے
والوں سے تمام اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔ میل جول نہ کرنا شادی قرعہ سب میں اجماع از گریں اور مطابق حکم قرآن مجید
لا تفتقد بعد الذکوة من القوم الظالمین کے حامل ہو کر تواب دارین حاصل کریں اور ایسے لوگوں کی اقتدا
کرنا غامضیں ہرگز جائز نہیں اور ان کو مدارس اسلامی میں مقرر کرنا ظلم عظیم ہے اور ایسے لوگوں کے کوثر پر تک کرنا بھی
کفر ہے۔ بنابرین قولے محمدیہ بالا اور جواب مجیب درست ہے اور فاضل مجیب کی سنی شکور



محرر

حرمہ محمد عبدالجبار مفتی محمد المنان مفتی مدر جامعہ حضرت ولی برحق
میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز مجددی نقشبندی شریف شریف

ارشاد عالی مرکز فیض و عرفان زینب سجادہ دار شریف خیر پور مہاراجہ ریاست بہاول پور

دربار عالی خیر پور شریف

الحمد للہ سبحانہ
ابرار و مقدس قطب ربانی معدن صمدانی سلطان الاولیاء رضوی باکر گاہ نبوت شریعہ الہیہ قبلہ عالم حضرت پیر سید
اسماعیل شاہ صاحب متنا اللہ فیہ متنا اللہ علیہ ابد ابد اعدا تعالیٰ آپ کی عمر دوا فرمائے۔ جیوہ فرمائے

حضرت کرمانوالہ

یکم ذی الحجۃ ۱۳۴۱ھ صوبہ المقدس کوہ شہد عالم قبلہ خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ درس شریف پرفخر الاولیاء محترم
جو دو کرم حضرت صاحب کرباؤ اللہ فاضل اللہ تعالیٰ علینا من شایب کردہ ایک کی نگاہی سے تشریف لائے۔ اس
نگاہ فارم و غلام محمد علی، و دیگر اراکین انجمن حزب الرسول کو شرف خدمت نصیب ہوا۔
اس کے بعد مدت بالمش آجادی ما

حضرت والا نے جن روز شہی چشتیہ میں قیام فرمایا سبحان اللہ کہ زمانے کی بارگاہ جنس میں عوام و خواص کا ایک
مجموعہ نظر آتا تھا اور حضور کی زیارت سے مجنا چکر کوئی تین روز ظاہری و باطنی یہی حاصل ہوتی رہی خصوصاً کے محفوظات
شرعیہ سے اتباع شریعت و مشق و عطلہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گراں سما ہوتی رہتے تھے۔ فرمایا کہ مستحب شریعت قیام
میں صدیقین کی جماعت سے آٹھ گنا۔ اور فرمایا کہ ہندوگان خدا کی عداوت کے سامنے ڈوبتی پھر لوں گے تو اپنی کوئی
بڑی بات نہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور خدا اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی باعظم و القدورۃ
حاضر و ناظر ہیں۔ اور فرمایا کہ سب ادبوں کا رد کرنے والے کچھ سخت آدمی بھی ہوتے ہیں۔

دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

سورۃ الاحقاف کی شب سو فی نور محمد صاحب مدظلہ حضرت صاحب برج شدت گری کے کھجا بلا ہے تھے اور تو
صوفی صاحب نے عرض کی کہ حضور والا علمائے اہلسنت کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت میں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب ادبوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ صاحب کے لیے دوبارہ عرض کیا کہ حضرت کہ اگر کوئی دیوبندی وہابی یا بغاوت سے ادبی نہ کرنا ہو
تو پھر اس کے پیچھے نماز چھ لیا کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہندوگان دین کے معمولات کو بغوت و تنکر کہہ دینا

کوئی تھوڑی سی بے ادبی ہے۔ تو آج کل کونا دیوبندی بے ادبی نہیں کرتا یعنی نماز کے معاملے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

نوٹ :- مولوی نذیر محمد صاحب پک فیر، سہ نمرہ او تحصیل چشتیاں شریف، ضلع سیالکوٹ میں رہتے ہیں۔ نیز واضح باد کہ دیوبندیوں نے جو عبارات اپنے موافق حضرت والا کی طرف منسوب کر کے نامائز قائمہ امٹھاسنے کی کوشش کی ہے، اس کے متعلق گزارش ہے کہ حضرت والا سے ہرگز ان دیوبندیوں کے متعلق کفر و عیارت ذکر کے استسار نہیں کیا گیا جن کی عبارات کفر پر جو ہیں، اویا وہ جی کو کافر کہنا ہل جن کا شیوہ نہیں، اگر دیوبندی بھیجے ہیں تو وہ فقہ سیئہ الامیان، جملۃ الامان، براہین قاطعہ، تحفۃ الناس کی وہ عبارات جن میں حضور سید عالمؐ تائید اربعہ علی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مزید توہین کی گئی ہے، حضرت والا کی خدمت میں پیش کر کے ان عبارات کی تائید میں حضرت اقدس کی کوئی ایسی تحریر حاصل کریں جس سے ان کا مقصد علی ہو جائے، لیکن میں دھولے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی دیوبندی اپنے مولیوں کی عبارات کفر پر کی تائید میں حضرت والا کی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گا۔

از دربار مقدس حضرت داماد گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایداً ایداً
بوشک گت خان بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبند پر وہاں امام بنانے کے لائق نہیں۔ نہ ان کی نماز
نہ ان کی آقا و جانشین کے حرام جان بوجھ کر نماز ادا کی تو کبیر کا مرتکب محنت گنہگار والا علمہ الحقیق عتد
الملک الخفا و اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔
فیروز آبادی محمد امجد زلی خان منیر الرحمن بارگاہ حضرت مجدد و داماد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
تمام حضرت مشائخ کرام کے ارشادات کی اصل کاتبی قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے۔

دیوبندی مذہب کے رو میں لکھی گئی کتاب صمصام قادری کا خلاصہ
مع نمونہ دستخط

علمائے کرام احناف و مشائخ عظام کے مقدس عقائد کا نمونہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۲۷۵ھ میں جب مولوی محمد رفیع کے قریب مولوی علی صاحب دہلوی نے شریعت کی اور اعتقاد علمائے احناف و صوفیائے عظام پر طعن و تشنیع شروع کیا اور شاہین رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم پر گت خیال نہ رکھیں۔ تو حضرت مولانا محمد حسینی دہلوی قادری دہلوی نے دہلی کے دہلیہ کے درمیان کتاب مصفاۃ قادری لکھ کر اس میں عقائد اہلسنت و جماعت کے روز کر کے ربوہ سالانہ موسیٰ خواجہ خواجہ گل خان سلطان آبادی حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیائے کرام و علمائے عظام کے سامنے پیش کی تو تمام شریک و اس شریعت نے ان عقائد کی تصدیق کی اور اس کتاب پر دستخط فرمائے ان عقائد کا مؤید تصدیقات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وجود باسود و محمود و احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط صورت بشری ہی نہیں جیسے کہ بعض متفائل نیک راستے جیکشن کا عاقبت اندیش اپنے حبیب بشر تصور کرتے ہیں بلکہ فی الاصل وہ گوہر نورانی ذرا صلی خدا کے تعالیٰ عزوجل کے ہیں۔ اس پر خبر و قیاس حدیث انا لمن نور و الله و الخلق کلہم فوری۔

(مصفاۃ قادری ص ۱)

(۲) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف مناننا اور قیام کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھنا ضروری واجب و امر الہی ہے۔

(مصفاۃ قادری ص ۱)

(۳) جو شخص کہ اپنے حبیب بشر کہے وہ شیطان ہے اور اس پر کفر عائد ہوتا ہے۔ (مصفاۃ قادری ص ۱)

(مصفاۃ ص ۲)

(۴) اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر آگے گئے چوم کر انھوں پر لگانا اور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد رسولی اللہ

پڑھنا امر مستحب ہے اور اس کا التزام افضل ہے۔ (مصفاۃ ص ۲)

(۵) علم غیب اضافی اولیائے کرام و انبیائے عظام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے شارب نے دیا

ہے اور حضور کو علوم خمسہ وقت قیامت وغیرہ کا بھی علم ہے۔ (ص ۵)

(۶) حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کو تو ان الہی کا نظم جان کر ان سے غائبانہ امداد مانگنا حرام و

معات ہر طرح جائز ہے۔ (ص ۶)

(۷) ولیفہد یا رسول اللہ یا علی یا حسین یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ کا ہر طرح جائز ہے۔

(ص ۷)

و مستحق مبارک تصدیق کنندگان اولیائے کرام و مرغان اللہ علیہم اجمعین،

خواجہ) اللہ بخیر تونسوی سجادہ نشین شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (مولوی) نور اللہ کتبہ مبارک شریعت

خواجہ) غلام رسول نوکری۔ (مولوی) نور بخش سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد ہمدانی۔ (مولوی) غلام فخر الدین

ہمدانی۔ مولوی عبداللہ احمد وقت آباد بخش پاک پٹنی۔ مولوی گل بخش ہمدانی۔ مولوی نصیر بخش سکندر علی۔ مولوی

غلام فرید ہمدانی، عبدالوہاب فریدی، عبدالکودیر آبادی۔ مولوی محمد ہمدانی۔ امام الدین اپوری۔ عبدالرحمن فریدی

باب

شعر و سخن

شعرو سخن

فانہل جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی نے یہاں دلائل و براہین کی طعنے کے تار و پود
نثر سے بچھیرے ہیں، وہاں وہ شعر و سخن کے ہم ٹھیک ٹھیک فشاںوں پر گرائے نظر آ رہے ہیں۔ ایک
زمانہ تھا، حبیب الہیہ خان مرحوم کی کاتبین میں عبدالقادر رائے پوری صاحب کے ایک مرید مرکزی
دور تھے۔ اس کی پورے پر جناب آغاز شورش کا شعری نے اہل سنت کے خلاف نظر و نثر کا ایک مرکب
رچایا تھا۔ وہ ایک خطرناک دشمن کی طرح اپنے مخالفت پر جھپٹے اور کال غلوچ کا باندار گرم کرتے تھے
اور اپنے قلم پر مجید نازاں تھے۔ اسی وجہ سے کسی بھی مغربیت کی گچڑی اٹھانے کے لئے کوئی مسئلہ نہ
تھا۔ تقریباً ہر مشہور آدمی آغا صاحب کے لوگ نام پر رہنا تھا وہ جابجہ مولانا ظفر علی خان یوں یا مولانا سید
ابوالبرکات۔ آغا صاحب نے ہر ایک سے دھڑک چایا۔ اور نظم و نثر کے انبار لگائے۔ ان کے جٹان کا شائبہ
کار اور اسی صافست میں مضمر تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی ان سے واسن کیا یا معیار شرافت سمجھتا تھا۔ لیکن ہر فرد کو
موسیقی کے مطابق آغا صاحب کے مقابلے میں بھی کئی مردان صافست و ادب آج بھی۔ اور آغا صاحب کو
عدائے نگہداشتنا پڑی۔ ان مردان خرمی ظہور الحسن ڈار مرحوم، شوکت حسین شوکت اور ریاض شاہد مرحوم بھی ہیں
جنہوں نے حضرت شورش کا کلمی محاسبہ کیا۔ وہ ان کی زبان میں ہی جواب سے نوازا۔ عبدالحمید قدم کو کون نہیں
جاتا تھا۔ وہ ظہور الحسن ڈار کے ساتھی، شورش کا شعری کے مخالف اور نثر گو شاعر تھے۔ حبیب ڈار اور شورش
کا مرکب عروج پر تھا، اُس وقت عبدالحمید قدم ڈار کے پرچے میں شورش کی ہر نظم کا جواب لکھتے تھے۔ ایک
مرتبہ انہوں نے یہ دلچسپ قلم لکھا۔

ابو احمد صافست کی گھوڑی کے پیچھے وہیں بھی دو تھے وہمکار رہا ہے !

اوجڑا تجھے ریشمی گھاس ڈالوں تو کیوں ٹوٹی عبودیت میں نہیں کہا رہا ہے !

اسی طرح اور بھی بہت سے مرکبوں میں شورش صاحب کو ان کے مزاج کے مطابق جواب ملتا رہا
لیکن ۱۹۶۲ء میں شورش نے جو علامتیں بریل کو مخاطب کیا۔ اور اپنی کسان زبان میں سب دشمن کی
اس پر پوری ہی قوم اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ہمارے شعرا نے شورش کو وہ رنگ و روپ دیا کہ شورش کے
پچھلے جیسے ہوئے صاحبان دانش اور علم و ادب ان احسان بھی انگشت پر نہ آ رہے گئے۔ اُس زمانہ میں سے ایک

پرچہ طوفانی نامی نکل جس کے رئیس اختر مرید شاہ امیر الہیان سہروردی تھے۔ ان کا تخلص حسنان الحمیدی بھی
 تھا۔ ان کا نظم شمسہ رقم شورش سب دشتم پر بدیق الہی کی کرکڑ اور بڑے بڑے طو اہمیت علم و ادب کو پرند
 خاک کر دیا ملاوہ ازین رضوان "سواد اعظم" بریل شریف سے "نوری کران" وغیرہ جرائد و رسائل کے خوب مضمون سر کیا۔
 تعجب یہ ہے کہ اس جنگ بین دیوبندی قوم شورش کی دشتم بناوٹی۔ بڑے بڑے ساجیان مجید و برستار اور
 دارن نامعلوم دیوبند شورش کے ساتھ جوڑتے اسے امام احمد بن حنبل قرار دیتے اور اس کے دروازے کے پیر
 لگاتے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قادی طیب بھی شورش کی حمایت میں تن کھرتے ہوئے تھے
 امیر الہیان نے ایسا علمی و ادبی کاروبار دیوبند میں شعر کی تخلیق کیا ہے

طوفان اڑا دے گا چٹانوں کا یہ غلغلہ !

حسنان سے شورش کے خدا کا منب رستہ میں

حضرت مولانا غلام مہر علی نے یہ قہری منظومات مکتولہ رکھیں۔ اور اس کتاب کا باب ۱۱، انہی منظومات
 پر مشتمل ہے۔ میں نے اسے حرمت ترتیب دیا ہے۔ اس کا ذکر بھی اور اس حضرت مصنف مولانا غلام
 مہر علی کی کتاب میں۔ لیکن یہ دلچسپ باب حاضر ہے اس میں زیادہ تر نظمیں تو حضرت امیر الہیان ہی کی ہیں۔
 ان کے علاوہ جناب افضل کوٹلیوی، جناب صابر براری، جناب حامد حبیبی وغیرہ شعرا کی شامل ہیں۔
 (شعبہ احمد شاہ باغی)

مولوی گلشیر خان

حضرت امیر الہیان سہروردی نے مندرجہ ذیل نظم اسی وقت ارشاد فرمائی جب دیوبندی علماء نے
 سواد اعظم اہل سنت کے نام سے ایک تنظیر قائم کی اور اس کے سربراہ مولوی غلام خان ریشتری ہوئے۔
 ضیاء القاسمی، نقان علی پوری وغیرہ دیوبندی مغزین نے ایک اور حم چا دیا۔ انہوں نے یہ پہلا احتجاج کیا جسے ہم
 ہفت روزہ "الفتح" ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کو شائع کیا، تا ۲۴ محرم ۱۳۸۹ھ کے شکریر سے یہاں درج کر رہے ہیں۔
 (لاشع)

مٹکر سندت بننے میں سینوں کے ترجمان
ظلمتوں کے پس نقیب اور بدعتوں کے پاسان
ریت کے تودوں کو یاروں نے بنا ڈالا چٹان
سودۃ اللہ ونبیہا۔ مٹ جاوے بے نام و نشان
خارہ زاد افرنگ اور ہندو کے، ان کے خاندان
روح جن کی کانگریس ہے ریس و امریکی زبان
سید رسول اللہ کو کہتے ہیں اپنا بھائی حسان
بے صلوة و بے وضو جن کی نمازیں اور آذان
جو کرنا سب ولی کو مانتے ہیں داستان
جن کے عقیدوں کو جائز ہے سبھی کچھ بے گمان
جن کے قرطاس و فہم کی زد میں ہیں کون و مکان
کر بلا کر جنگ شخص اور علی بن کو پہنچوان
ایسے ٹولے کو برادر افتخار دجال حسان
عاشقان اہل بیت اور مصطفیٰ کے مدد خوان
جن کا قرآن، سیرت اقدس کا بے کامل ایمان
اور ففاق و کفر ہے ہیں پاک جو اہل توہمان
پاک ہے چہاں سیاست، زندگی جن کی نشان
کا پختہ ہیں جن کی آواز اور قلم سے حکمران
نے خیال میش و کم نے خطرہ سود و زیان
خیر سے مفتی بنے پھرتے ہیں مجبور و پستوان
نام نامی بندہ زکرا ملام اللہ حسان !

میں بیزید وقت میں اب یازید اسے آسمان
اہل سنت کے نئے یہ رہنمائی ان کرام
ہے سواد اعظم اب دو چار ملاؤں کا نام
مگر سواد اعظم اس کا نام ہے اسے اہل دل
چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ
ارض پاکستان ان کو راس اسکتی نہیں
اہل سنت ان کو کہلانے کا کوئی حق نہیں
جو نمازوں میں خیالی بار کو کہتے ہیں شرک
حبیب اہل بیت جن کے دین میں تشابہ نہیں
جن کے ملاؤں کی پیغمبر سے طاقت کم نہیں
جن کا ہے اللہ محبوبا۔ اور نبی مٹی کا ڈھیر
جو صحابہ کو کہیں خائن، نبی کو بے خبر
مگر یہی کچھ ہے سواد اعظم اس کا مزیاہ
اہل سنت کون ہیں اسے کم سواد و بے خبر
جن کا دین، دین صحابہ۔ جن کا ایمان مصطفیٰ
شرک و بدعت پر کبھی جو جمع ہو سکتے نہیں
جن کے قول و فعل میں برگر نہیں کوئی تضاد
جن کی مٹھ کر میں سدا رہا ہے دور کج نہاد
مجمع نور ایمان بڑھتا ہی جاسکے سدا
پڑھتا ہے نام اب چوبے کا بھی اسقدر یاد
ظلمت شب کی ہے پیداوار قاسم کی ضیاء

قیل بدرست ابرہہ کا بن گیا باصمت سانڈ
نہ خدا کا عروت دل میں نے خیال سیلیاں



شیر ملت بن گیا جسے مولوی گل شیر خان
اور زندہ باد پسندی کا غلام بد زبان !
دیو کے بندوں نے اس کے ہاتھ میں دیسی کلان
پہلا فخری ٹھیک متا یا اب لیا ہے اسکو مان
ورنہ مردہ ہونے کو کیوں نہ میرے فتادیان
الامان! اے امپ و جمال! تجھ سے الامان
رعب جرنیلوں کا شرسنہ کی۔ شہیدوں کی نیکان
روٹی بستر کی نیکان زیب و استنان !
قاسمی جی آگئے ہیں کھدائے متی سبان
کعبہ جی کا تانپارہ اور دیں پارہ نان
آہ یاران سرپل! حیف اے وہ زمان
وہ بھی بالوکو طرح پڑھنے کا شہید اور نگین
عقل کا دشمن، شر اور ابن ملجس کی زبان
المدد اے رب حافظ اے غلیظ! کچھ و حیان
بن گئے ہیں وہ بھی بخت کے نسب و تربان
پھر سے میدان صافیت یہ انداز چٹان
لیکے شورشی کے قلم قتلے اور انداز بیان
مہربان سارے کے سارے ہو گئے نامہ بیان
تو نے بخشی ہے عبادوں کو بھی سنا ہی کمان
استادی ساز کو باندھا۔ بنا ڈالی حبان
جی گدھوں کا آہ اہی کارڈ ہو کو چران !
خوب کبہ جوڑ کر میٹھی ہے مان متی حبان

سب طیفیل اب تو آئے ولی نعمت بنے
مرگئے مردود کیسی ناختم کیا ورو !
ہونجی کو مانتا ہے مرد و بے اختیار
قاری طیب ہستم دیوبند کے شاموش ہیں
کیا رہا تھا یہ سارا ڈھونگ ہر سیم دور
پڑھ کر تھیل و قاسم کو بسا مرزا نی !
بن کے معمولی آگیا بخت حمید راستا سی
شمر ہاں گانا چرے ہے کہو بے ملکا تا پیرے
ساز اور آواز دے اب دکان اپنی بڑھائی
زادہ مردان اور ابن سببا کی یا دگار
وہ بھی اب لگا رہا پھرتا ہے ہسکو کو یہ کو
نسبت گیلان ہے بدنام جن کے نام سے
قاسمی ہمدان ملی پور کا ہے لقمان لیسم
دین پور کے دوستوں کے مسخ کر ڈالا ہے دین
والدہ کو جن کی شوہر کے سوا سب کچھ لا !
آگئے شورشی کے سارے لطف لائے منوی
مختلف ناموں سے پھر ساز و دھماکے لگے
کر دیا انکار کچی لڑکی سے ہم نے جب
واہ رے جنرل ضیا! اور آہ نقشبدر وطن
خوب کیلہ جا رہا ہے اب شکار ملک و قوم
کس طرح نہیں گئے کہہ کو وہ اسلامی لکھ
اینٹ روڑے مختلف جگہوں کیجا کر دینے

پھر ضرورت سے کسی طوفان کی اس قوم کو
پھر نکل میدان! اے حضرت میر بیان

عقیدت بحضوریں المجاہدانہ شام احمد اللہ شاہ صاندرا سی علیہ

پیکر عشق و محبت تازہ بین قوم و وطن
شکر احرار کا وہ رہسنا ہے اولین
خوب دی داد نجات کا تو یہ عشق میں
گو نہ تھا تھا اسی طرح میدانِ حرب و حربین
برقی دہش سیلاب طبع، شعلہ سوار لو
جس نے سب کچھ راہ آزادی میں قربان کر دیا
جس کی نغموں نے پیدا کر دیا توڑش جہاد
جس نے گردن کی سیلابی کو نمایاں کر دیا
جس سے باطل کے بہادر سرور نا ڈرتے رہے
سید قربان و خراب قلندر کے طغیسل
جس نے قہر دی سے لیا خاکام مہوج نیل کا

غالد و طارق کا ثانی مظہر سید و نقاد

ہند میں توجہ جہاد و زہد کا پیکر عباد

و ترجمان اہل سنت

امیر الیاب ہرودی

تہذیبِ حریت حضرت مولانا مفتی نعمت احمد صاحب اکوڑی علیہ

اللہ اللہ اس روح کے ساز کا پہلے
وہ نشانِ عظمت اسلام، بطلِ شریعت
جو رہا باطل کے ہر ظلم و ستم پر شہدہ زن
جس کی شوگر میں رہا تاجِ سلاطین میں

آسمان اہل صنعت کا درخشاں آفتاب
جس کی درخشش پہ داراد سکندر بہوں شاد
شیریں دل سے باک، ہر اُمت آزمائے جنگ آشنا
موت کا رسیا، طلبگار شہادتِ مروج
پا بھولاں جرمِ آزادی میں گھس کر گھوڑ کر
جس کے نعشوں نے پریشان کر دیا حیات و گویا
جس نے بنیادیں ہلا دیں نصیرِ استعمار کی
کہہ اہل صفاء و قیاس اے اسبابِ دین
نادم آخر غنائت میں ہے احسب کی رہی

ہند کے خلعت کدوں پر چرواہے پر تو لگی !
تاہی شاہی سے ہے برص کرکشی کی تابیریں
مرد میدانِ قوت بازوئے حق، باطل شکن
زندگی سے کیٹنے والا شہید ہے کفن
قبر و تار یک سمجھ میں رہا جو غمخیز دل
مردوں رومیں گئے جس کو کم حنیفرا نے جیسے
کاٹ ڈالے جس نے حکموں کے بوجھ پر
ماتِ کفر و ذلالت و سائلِ دین حسن !
اب بھی میں کی قبر پر ہے سایہ رنگ

جس سے تاریخِ جاہلیہ حریت تابد ہے
نام میں کا زندہ ہے جس کا مل پائندہ ہے

(۱)

محفوظ خیر امام الہی بدین کلم لا اسلام حتر مولانا فضل حق خیر بادی نور

وہ امام فلسفہ و تائیدیں عبادِ سخن
موت کی آنکھوں میں انگلیں ڈال کر بکتا !
زندگی اس کی سراپا سوزہ ساز عشقِ حق
دلیا شہداد اس سے لڑہ برادر امِ عشق !
سارے جی طاقوں کا توڑ کر زورِ جنوں !
اس نے سمجھا یا " منہیں مکیں تکریمِ عقل
کامپ انطا اس کے نعشوں سے فرنگِ راج
وہ خطیبِ حریت شہداءِ اوجش افسری
اس کا وہ فرزند فاضل اس کی پسلی یادگار
ہند میں روشنی کیا جس نے چھپا کر فلسفہ
غائب تیرا وہ ہے ہم پاؤں خلسہ پریر !

جس نے زندہ کر دیا تھا نصیر دار و رس
اللہ اللہ جنگِ آزادی کے ترکا پانچین !
دانش و حکمت میں حاصلِ عقائے مروج
اس کی شیش رنگ سے کا پتا تھا اہر من
اس نے پیدا کی فنی آزادی کی ہرول میں لگی
گرجنا ہے آج تک یہ نعرہ باطل شکن
جس کے نعشوں سے ہٹے بیدار شیرانِ وطن
جاتی ہیں گماتا رہا سب کا سخن
فاشقی میر عرب میں بندائے ذوالِ لہن
چکر علیہ ہر خلعت میں شہیدِ انجمن
جس کا ہر کچھ ہے علم و شکستہ سپن

مردِ حجازی، جامِ بقیہ پرست و فضل حق
مٹا کر سب حریت کا یہ گمان پہلا درق

بنگال کا جادوگر



نت یا شنبہ سے روز نیا چکر ہے
اب سیاست کے پٹے مہر دل کا یہ لڑکے ہے
اس سے بیزار نظر تھا تو خفا جو مہر ہے
یہ تو ملاح سلاطین ہے لایہ گر ہے
پہنچ ہے "بازار زنا" کی بھی فضا ابتر ہے
بالا خالوں کی تجارت سے بھی یہ بدتر ہے
حشر ہر پاس ہے کہ "منہ زنی" دفنا ابتر ہے
ان کو آبا کی سیاست کا سینہ انداز ہے
مسٹر دھڑپہ مرغوب بدن کھڑ ہے
حاکم وقت کی پیشی ہو تو یہ منتر ہے
ایلی خاں بھی بگٹ بکے کہ زرد دل پر ہے
دشمن حق کا سبہ دل: یہ نہ کوئی بھڑ ہے
کفر پھرا ہوا ہے ظلم کا ادنیٰ امر ہے
اس کا ہر فرد مسلمان کشم کا فر ہے
اک ہری چہرے کے کہ لکھا جو ہر پاش ہے
شورش عشق ہے یہ حکم ہری بیکہ ہے
سمیہ گہ جس کی ہمیشہ سے ہی اتر ہے
اور تو دہم و دینار کا ایک چاکر ہے
تیری رگ رگ میں برہمن کا لہو صفر ہے
اور تو صورت دارائی میں گدا - گر ہے
اور مسلمان کو یہ لوگ کہیں کا فر ہے

یہ کوئی نشت ہے کہ بنگال کا جادوگر ہے
پہلے انگریز کا کھاتا رہا پھر ہندو کا
نہ یہ اقبال کا ملاح فضلے قائد کا
قصہ مہر و دفا اس کی زبان پر کیوں ہو
جب سے بے ہنر و محراب کو زینت بخش
دیں فردی کا یہ دھندا جو کیا ہے قائم
میں سے "دیوبند" کے پٹرت کاٹوں تو لبے
ان کا "ڈپٹی" بھی تو فزوں کو تڑا دیتا تھا
گھر میں ہے اٹلس و کھواب کے انبار مگر
خاکسارانِ جہاں راہِ حقارت منگر
کیوں ہوا نولہ فرنگ آج اڑے پھرتے ہیں
دو نوا ایشہ فریاد سے کیا کام سنے
ساتھ اٹھو! کفن باندھ کے سر سے نکلو
میں صحنہ دیوبند کا کب حال بکھول
"شیخ دیوبند" نے چیلوں کو یہ کھ بجا ہے
اس کی تائید کرو اس پہ کٹاؤ گردن
اس کو دوبارہ بدبتہ کے بھی خواب آنے گئے
میں ہوں سلطان مدنیہ کا ازل سے بندہ
چھہ میں اسلاف کا خون اور محبت ان کی
میں تو رویش بھی ہو کر مہل سکند کا حریف
ہائے کیا ظلم ہے ہند تو ہمیں پیغمبر اسن

شود نہ پا ہے نہ لہے میں مرے شوق کا
میرا ہر لفظ ہے نشتر تو زبان خنجر ہے
بندہ شیر خدا دارث شیر ہوں میں
میری زد میں کوئی عترت ہے کوئی خیر ہے
ہاں پلا بادۂ توحید کا جام اے ساقی
روح بے چین ہے اور تلمب میرا مضطر ہے

امیر البیان سہروردی مدظلہ
ماہوزار طوفان ۲۳ دسمبر ۱۹۹۲ء



حسان سے شورش کے خدا کا نپ رہے ہیں

شودن میں نہیں روشنیوں کو ڈھانپ رہے ہیں
دیوبند کے پنڈت بھلا کانسپ رہے ہیں
محفوظ نہیں ان سے کوئی اپنا برا یا
یہ اگلے جہم میں بھی کہیں سانپ رہے ہیں
اخلاص کے پردوں میں یہ چھپ گئے ہیں کنگ
ارباب زمانہ تو انہیں بھانپ رہے ہیں
دوڑے ہیں یہ محراب سے ناقص صدارت
ٹائٹل ہزارہ جو بہت ہنس رہے ہیں !

طوفان نے دیوبند کی ہنسا دہلا دی
حسان سے شورش کے خدا کا نپ رہے ہیں

طوفان ۲۳ دسمبر ۱۹۹۲ء

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا



دریش کو نیکی پہ بھروسہ نہیں ہوتا
جس دل میں بھی حق ان کی محبت ہو لگن جو
کہتے ہیں سرور بھی حق ”باست“ ”مجاہد“
ابنوں کو بھی جو سب دشت سے کھینچے
گر ہم ہیں خطا دار تو ہم کون خدا ہو
کہہ دار ہے بے سوز تو گفتار ہے دہائی
ہر اہل نظر تیرے قتل سے ہوا زخمی
اجھوں کو بروں سے کوئی شکوہ نہیں ہوتا
مخلوق سے وہ دل سمیٹے میلا نہیں ہوتا
اندازِ بیاں ان کا پر ایسا نہیں ہوتا
وہ امن کا شیدائی ذوالہ نہیں ہوتا
انسان ہے انسان، زشتہ نہیں ہوتا
اقبال کا ”مومن“ کبھی اس نہیں ہوتا
”جو تیرا نہیں ہے وہ خدا کا نہیں ہوتا“

اقبال ہو یا مائد و ماہر سا ہنر و ہوا
چوسے نہ صحیفوں کو تیرے جب تلک اسے دست
ہو نہ ارشاد سے تیرے ہی نہ چلا ہو
در پوزہ گری جس کا سدا پیشہ رہا ہو
جس شخص کو "مجرد" سے نہ فرصت ہو میسر
جس شخص کی رایتیں ہوں "مستخرج" کے گھر میں
مانا کہ نہیں زور قلم پہ ہے بہت ناز
بازار سیاست کے ارے تا جزیہ تک
تیرے کبھی "عشق" دیکھیں وہاں سے بازی
اسے صادق کا ذب تو بدلتا رہا کبھی
جو مٹ نہ سکے دہریں زندہ ہو ہمیشہ !
ہم عرض کریں تو نہیں غدار و گنہگار
ہم صلح کا ذکر کریں "مک" کے دشمن
ہم عشق پیچیدہ کا کریں ذکر تو مفید
ہم شافعی ائمہ کا کریں قہر سے جو شکوہ
اسے کو چپہ دلدار کے گتوں کا گندلائی
جو علم نہی کا ہے وہ مجنوں کو نہ ہے حاصل
"آجائے خیال ان کا نم ازوں میں تو ناسد"
جو لوگ کہ اسلام کو پھیلاتے ہیں جہاں میں
جو لوگ نبوت کے زمانے سے قریں ہوں
گفتار کو جو لوگ کر داریں ڈھالیں
پھر کیوں ہو جلیلا و حسن البدری کے دشمن
کسا قلب و ولی غوث سچے اسلام کے دکن
پھر کیوں ہیں کہتے ہو بدعت کے ہیں دارش
ہم لوگ کتاب اور خبر کے ہیں فہدائی

کوئی تیرے معیار پہ لپڑا نہیں ہوتا
کوئی تیرے نثر یک بالوائی نہیں ہوتا
وہ کتنا ہی حق کیوں نہ ہو "فوقی" نہیں ہوتا
ہے بندہ زر۔ بندہ مولائیں ہوتا
وہ محفل دندان کا شہنا نہیں ہوتا
وہ صحبت مرشد کا تجویا نہیں ہوتا
"دپر دہر ابلق خیر ابلہ نہیں ہوتا
ایمان کی دولت کا توسدا نہیں ہوتا
"بازی" کے سوا تیرا گندہ نہیں ہوتا
کیا دل میں تیرے نقشہ عقیقہ نہیں ہوتا
وہ نام کبھی "شور" سے پیدا نہیں ہوتا
تم گالیاں دو ملک کو خطہ نہیں ہوتا
تم جنگ کی باتیں کرو جھگڑا نہیں ہوتا
تم اپنا سان کو کہو دنگا نہیں ہوتا
تم ہیں کوئی جنبش کوئی لرزہ نہیں ہوتا
کیا امتی ان سے کہیں اچھ نہیں ہوتا
مجنوں تو ملو "دشمن" یسلی انہیں ہوتا
ٹاسے ایسا مسلمان تو "شہد" انہیں ہوتا
کیا ان میں کوئی دین کا شہد انہیں ہوتا
ان میں کوئی توحید کا دانا نہیں ہوتا
ان میں کوئی مست آن کا شہا نہیں ہوتا
کیا ان کا عقیدہ کوئی اچھ نہیں ہوتا
کیا ان کا عمل کوئی نور نہیں ہوتا !
اس کہنے سے دل میں کوئی کھٹکا نہیں ہوتا
جو ان کا ہے دشمن وہ ہمارا نہیں ہوتا

ہم اسوہ حسنہ کے طلب گار ازل سے
 ہم حسن ازل کے ہیں پرستار حقیقی
 ہر سیدہ امانت ہے اسی یار ازل کے
 ہم لوگ تو بدکار ہیں اسے شبلی دوراں
 پہچان مقام اپنا یا ز اپنی نظر سے
 امانت میں یہ باتیں صدا ہوتی رہی ہیں
 جب گامیں بکتے ہو بہت ام اسلام
 دنیا کو تو دے سکتے ہو دھوکہ گراسے دوست
 ہے ڈھیل بہت بارگاہِ مطہر دعا میں
 نادان بھی یہ بات سمجھتے ہیں مری جاں
 دشنام طرازی کو سرشار اپنا بنائیں
 انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے
 ”ہم آہ بھی کر بیٹھیں تو ہو جاتے ہیں بدنام“
 وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چہر چاہئیں ہوتا

امیر البیان سہروردی ملتان

طوقان - نومبر ۱۹۴۲ء

احرار کے دفتر میں تھا ایک شاہد بازار

احرار کے دفتر میں جو تھا شاہد بازار
پھر اس نے صفاقت میں بھری ہے غلاقت
قسم سے پہلے صحت اعدا سے نکلی کر
جو رنگ کی تنظیم پر کرنا رہا جسے
بندو کا ہوا خواہ مسلمانوں کا دشمن
پھر پئی دور دھاسے کوئی تار ہلا ہے
منہ آتا ہے ارباب و فسا کے اسے توہا
رفضان جو رہا گاندھ و بہرور کی دھتور پر
احمد کے غلاموں کا اڑانا ہے قفس
انگریز کا ایجنٹ انہیں کہتا ہے صفت
سوئے ہوئے خیروں کو جگانا ہے حماقت
نکلی کا اسے نافع نہادیں نہ کہیں پیر
عشق کی ٹولی سے الجھنا نہیں اچھا
جہد بات سے کیلے نہ غلامان ہی کے
اس بندہ طاغوت سے پرچے ذرا کوئی !
اختیار کے ناموس سے کیوں گھیل رہا ہے
کیوں کر جینا آتی ہے اسے اہل صفا سے
چرتا ہے مہلا کس لئے وہ ذکر نبی سے

مذہبِ حق کو جو برا کہتا ہے رنوتی

شیطان ہے شیطان ہے اللہ کا پیٹکار !

(ماہِ آزادِ غولان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء)

الاستفتاء

(کیا فرماتے ہیں اس بازار کے تماش بین بیچے ان سائل کے)

علم کے تاکتخاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 یوتوں کے گنگ اٹاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 خوب نمبر پر سچاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 وعظ کی قیمت بڑھاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ہمیں مشرک بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ذکرت سے ہٹاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 یہ تصنع یہ بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 کفر سے اتنا لگاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 راز دل لب پر نہ لادو کیا ہیں اسلام ہے ؟
 پند تو لے کے گیت گاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 شرک کے خورے لگاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 انت خنے لٹنے چکاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 یہ دھیت میں کھاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ماں کو بھی بیگم بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 علم شیطانی سے گھٹاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ان کو مٹی میں ملاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 گالیوں ان کو سناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 اذ کو ملاؤ بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 اسے پس کا رو بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 منبروں پر لوٹھڑاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 مسجدیں بھی بیچ کھناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟

جہل کے فرمانرواؤ کیا ہیں اسلام ہے
 ہندو جوں میں تہاں بیتن اندر بفسل
 ڈوم ڈاؤھی کو بنا کر تم سفیر اسلام کا !
 کو لے شکاک سوا میں ترلہ ابراہیم کی بھی !
 آکے عسوں میں بلاؤ قرآن بھی چٹ کر د
 یا رسول اللہ سے برق تپان تم پر گرے
 عقیدانہ روپ ہیں اعتبار کی جاسوسیاں
 سرزمین پاک میں رہ کر بھی مٹھرا کی نگین
 دل میں تہ تیغ میریت لیکن زبان پر نام حق
 جاں نثاران رسالت پر تیرے بازایاں
 اہل دل اہل نظر اہل صفا وصدق پیر
 لہرت کام وہن آسائش تن کے لئے
 میرے مرنے پر میری بیوہ کو نہ راتے ملیں
 خواہ صدیقی بیوی سے کر د قہبر تم
 راز دان علم الاسما کے مسئلہ پاک کو
 زندگ جن کی ضمانت سے لٹائے دین کی
 دشمنوں کے دھڑے جن کی دعا میں دفع ہیں
 جن کی بلا طاریوں سے سحیریں دیرلان ہیں
 حصہ ملک اور ملذذ بھی ہیں جزو علم دین
 کیف صعبا اور رنجہ کے نشے میں جھوم کر
 ہے شہید رنج کو احرار سے اب تک گھلے

گر تمہیں غلطی پہ لڑکا حاسے از راہ خلوص
گالیاں دوتہ لڑکے کیا یہی اسلام ہے؟

طوفان ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء

(امیر ایلیان سروردی ملتان)

سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاں ہے

فکر ہے پرواز میں اور غرض یہ احساس ہے؛
شورشِ احرار کے فتنے سے یہ عرصہ کھسکا
ایک عامی اور رسول پاک ہیں ہم مرتبہ
ٹاپتا پھرتا ہے اس بازار کا ہر فردش
کیوں نہ دے منہ رو کو داروین کی دھکیاں
ہو گئی کھک تار و مصروف تفرات بیزید
ایک اک گالی پہ تھوہم اٹھی سے اولاد رشید
چینچ چنچ اٹھے ہیں پیر ناول کی ضرب سے
یہ جو ہیں عورت ہزارہ اور پنڈی کے منظام
قصہ عشق رسیج ہے کھک قرآن پیرا
اس طرح تدرول پر طوفان حق حلت ارمیا
ذہن میں نقش جلال سورۃ والناس ہے
تذکرہ برآمدی تو یہ بھی اک خناس ہے
شرر شیطان سے دلی محن ہیں یہ سراس ہے
بھائی گوہر کوہی تروئے بہن جالماں ہے
ہاتھ میں خدار کے خاتمہ ہے اور قسطاں ہے
قابل شیر ہے اور دشمن عباس ہے
ان کے حق میں ہے دعا شوق کی چوکاس ہے
دردہ ناردق ہے یا صفیہ مقیاس ہے
اک غمناک نظیرا دوسرا بیاس ہے
گر ضروری بر ثروت اس کا تو میرے پاس ہے
امت لکھو بیہ کا پھر توستیاس ہے

ہم حجاب آں غزل نکھیں گے مبروضہ سے
سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاں ہے

(طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء)

(امیر ایلیان سروردی ملتان)

کہہ رہی تھی ایک فنکارہ "یہ اس بازار کی"

جلوہ گر "اقبال کا مومن" ہے اس بازار میں
 بختہ و دستار سیدہ نہ ہو جائیں کہیں
 تانہ ناری رہی "کئی" فضا میں "مرشد لار خان"
 زاہدہ پروین۔ ترسیدہ اور مڑیا پر غزل!
 جو فتنہ بیل کی جباگو نوچتا بھرتا ہے آج
 جنگ آزادی کا یہ مارکا سپاہی "مردِ محرو"
 ایک مولانا مجاہد مختب کی کاشنات؟
 میں بڑی چہرہ بہت تو بے شکن زبرد زبرد
 کئی نیاں عالیہ سو۔۔۔ خزانِ معصیت!
 کہہ رہی تھی ایک فنکارہ یہ اس بازار کی

امیر الیاس میر و مرزا کا تغزل و آتش کی پیاری زبان
 دیکھ لے شورش! میر سے اشعار میں انداز میں (ماخوذ از طوقان)

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

شاعر ڈو ایو الکلام سے معذرت کے ساتھ



وہ بھی ابوالکلام خفایہ بن ابوالکلام
 کہتا گیا تھا خیرے اس کا تو اب لال
 تاملت بات ہند کا وہ قمر نا اسیر
 اس کے قلم سے سینہ مسلم ہوا فگار
 نسبت ہے اس کو خواجہ عالی مقام سے
 اس کا نشان قبر بھی مسٹ جالے گا مگر!
 اس کے لیے تھے حاصل کوئین ماہر و!
 وہ علم و فضل میں تھا بیگانہ بجا مگر
 اندر سچا کی پریاں رہیں اس کی پہلو
 وہ تھا بلال ہند یہ بدر حجاز سے
 وہ خیر دین کا پوست، جالندھر کا چوبدری
 اسلامیان ہند کو اس نے کیے نیکوں
 ہر فردہ وطن کی حفاظت ہے اس کا دین
 یہ مصطرب ہے قیمت جنگال پر سیا آج
 اس کے سخن میں اہل نظر کو کلام ہے
 محبوب اس کی صبح مدینہ کا چاندنی
 مشرک غری کے زور پر وہ بظلم حریت

وہ مقتدی کفر تھا، یہ دین کا امام
 یہ بن چکا ہے فضل خدا سے ہر تمام
 نکلا ہزار دام سے لیکن یہ خوش خرام
 اس کی زبان عدو کے لیے تیغ بے نیام
 مٹھارے کے گولوں میں مگر اس کا مقام
 جاری رہے گا تا بہ آبداس کاغذیں عام
 اس کے لیے مبارک و د عالم نبی کا نام
 اس کا ہے عیش و فقر میں اعلیٰ ترین مقام
 داندوسن کے شوق میں اس کا ہر ایک دم
 ٹوٹا ہوا وہ تار تھا اور یہ مدت عام
 یہ زادہ رسول خدا صاحب تمام
 یہ پاسیان ملت یہ صدارت مدام
 اس نے بنایا ہند کا کشمیر کو غلام
 کرتا رہا "ستوطر و کن" کا وہ ستظام
 اس کی ہر ایک بات پتے کہے لاکلام
 معشوق اس کا شام اودھ کا ایشام
 کا فربہ بھی اس کی "مجلس عرفان" سے شاد کام

موضوع بحث نقص نبوت بر علم خویش مقصود پس منظرہ مسلم نامہ
 بانا کہ خوبیوں کا مرقع تفسیر بالکلام
 نقص کمال ہے گر داغ مرصع

اس نے تمام عمر گزاری کچھ اس طرح
 کرتا رہا تفتاحی مسیوں کا افتتاح
 ثناء امین بنیہ، و بطل حریت
 تفسیر فتح سے ہوئی جس کی ابتداء
 اس کے تمام فلسفہ و فن کی انتہا
 پتار بنا، پلاتا رہا تا دم حیات
 اثبات لحد کے معارف کا نکتہ وال
 نوعہ تھا جس کا ایک حکومت خدا کی ہو
 کئے تباہ تو یہ دشمن اس سے بہرہ ور
 جادوئے چشم دریش مقطع سے زور پر
 نفرت تھی اس کو، قائد اعظم کے نام سے
 شبلی کا بیچہ تھا سیمان کا ریزہ نہیں
 کیا خوب کہہ رہے ہیں مستعد علی خان
 قامت کے اعتبار سے ہے خارج از کوثر
 کیا کیا بناؤں دوست تجھے ان کا امتیاز
 اس کے لیے وسیع رحمت ہیں اولیاء
 وہ اپنی نبوت مرغا اس سے، ہمنوا
 احمد قاسمی اس کو عقیدت ہے سچ کہا
 جس کی زبان ہو شوکت باطل کی درجہ نیچے
 منظور ہے گذارش احوال واقعی
 اس پر بھی آپ چپن بجیں پھو تو و السلام

۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء
 رام راہبان سہروردی ملتان،

صاحبزادہ فیض الحسن کے حضور

وہ خطابت کے شہنشاہ اور طریقت کے امیر
آپ کی تقریر کا انداز ہر موضوع پر
نسبت عالی ہے تم کو اس شہ کوئین سے
تم تختان محمد کے شکستہ پھول ہو!!
ان سنا انداز تکلم ان سنا انداز ہبیاں
فاطمہ کے لال پر الزام نا حجاب کر تے
جس کینے کا ہے دامن معصیت سے تازار
کس قدر گستاخ ہے یہ لفظ گنہگار بھی
دلیر کا سببہ بننا ہے اور نہر کا سفیر

(طوناف) ۳۳ نومبر ۱۱۸۲

خطیب ملت صاحبزادہ سید فیض الحسن کے نام!

اے خطیب ملک ملت شاہ اعلیٰ سخن
آپ کے دم سے شکستہ علم و عرفان کا چین
وقت کہتا ہے بنام سنت خیر البشر!
بد عقیدہ دل کے عقائد کو تہ دیلا کریں!

شہر کفر آباد میں ایمان کا چچا کریں
کس لیے حبیب مخالفت کا تہ منہ کاں کریں
است نا توئی سے اس طرح بنا کریں
آپ کے زعمین کا مار وہ کھانا کریں
تو نے دلے ترا زو میں اسے تو لا کریں
منحرف ٹاپا کریں اچھا کریں، کسو دا کریں
شورشوں کی گرم بازاری کو ہم ٹھنڈا کریں
صورت ظاہر کا باطن کیوں نہ ٹھنڈا کریں
دین ان کے دین لوگوں کا چہل پروا کریں
اشتبائے بغض کی شدت ساقی ہے خندیں
آپ کا طرز تکلم غیر مسباری نہیں
عرب حق سے آپ باطل کو داتے جاتے

لوٹ جائے سب ظلم سحر اسے کا آن میں
ایک فتنہ کار کو زور قتل پر نازت
زیب دیتے ہیں انہیں یہ ”منیر و خراب“ کہ
بادہ خانوں میں ”بتان غالبہ“ مودر بغل
مشغل ملت کے باغی کرگسوں کا سب سے پہلی
جن کی چشم کم نظر میں زندگی بھی موت ہے
واعیان کفر کو نیچا دکھانے کے لیے
خود کہیں یا خواجہ بٹھا تو جائز ہے انہیں
ہم رسول اللہ کو مولا کہیں مشرک نہیں
ان سے ”بازاری سلمان“ اس لیے پیدا کیے
اخترا ابندی کسی حدیق کا شیوہ نہیں
ہم وہی کہتے ہیں جو کہنے کے لائق ہو عزیز
کیوں کسی کے حق میں کوئی بات نازیبا کریں
طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

حزب الرسول کے نام !

اللہ سبحانہ عشق نبی ذوقِ فنا سے
تو لوں اے ادا سے نہ لنگھو گے مٹا دے
اُٹھ خواب سے بیدار ہو اسے شیر پر بی
اب وقت ہے اسے فاتح جبر کے ندائی
پتھر کے عوف چھوٹ بکیر اسے میرے ہدم
دیوبند کے ماتھوں ترا سلا م ہے سدا

ناموس رسالت پہ تو کو نہیں لٹا دے
ٹان قوسِ ایمان سے ہر سر کو جھکا دے
بتِ خاتمہ دیوبند کی بنسب یاد دلا دے
اس عہد کے مرجب کو ذرا آنکھ دکھا دے
گالی سے تراش کر سے کوئی تو دعا دے
پیغام یہ سرکار کو اسے یاد دلا دے

کاشی ہو کر دیوبند وہ عجزی ہو کر گاندھی
 پیاسا ہے زمین آج بھی خون ہشدار کی
 ہر خطب اسلام کا ہلکے گئے ہندو
 اسلام کے غدار وہ ملی ہوں کہ مدفن سے
 لائے ہیں نیا جالی یہ مذہب کے شکاری
 طوفان کی مانند تو کوئین پہ چھپا جا
 میں بادہ تو حید سے سرمست ہلاکتی

یہ عشق مجسم کا سر لیں اڑی ہے !
 حسان کو بلند نہ دادر سے شفا دے !

امیر الیاب حسان الیحدی



طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء

صدائے گنبد

غلمان الاررار شورش کشمیری کے نام !

گردہ کہ ہے یہ شکوہ آسمان گستاخ ہے
 شاتم ملت ہے استایل کی امت تمام
 جس بری چہرہ کی شونی ہر بخاری مرٹے
 جیف اس باز کا تو ان سنا میں گیا
 چیر کر کشمیر کے "آلو" برہمن زاد کو !
 کہ گیا احمد رضا کو ایک "پنڈت" ہندو بان
 وہ مسلمان کو کہیں مشرک تو یہ توحید سے
 شاہ بازار اب محذوم ملت ہو گیا
 مرست کر دیتی ہے یہ تھام بھون کی غایا ساز
 مقفی بے ریش ہے لڑائیوں سے شکوہ بخی

میں کو ہے گلہ ہر مغاں گستاخ ہے
 دلو کے بدن کا ہر پیر و خواں گستاخ ہے
 لوگ کہتے ہیں وہ شاہ مگر مغاں گستاخ ہے
 دائے طوطی کا بھی انداز بیان گستاخ ہے
 شاہ اقلیم صفاقت کی زبان گستاخ ہے
 اور پکار اٹھا ہے ہر بھکشو کہاں گستاخ ہے
 ہیں زبان کھولوں تو کہتے ہیں زبان گستاخ ہے
 قائد احرار امت زبان گستاخ ہے
 اس لئے تھانے کا ہر شان مغاں گستاخ ہے
 ریش کو شکوہ ہے یہ رخن تباہ گستاخ ہے

کہہ رہا تھا کہ یہ تار اسٹیک کا ہم زلف ایک
 باعثِ رسوائی دینِ حنیف ہے وہی !
 فیض سے جس کے پیر میں خوشہ چیں اہل ہنر
 جو چلائے اس پر تیرا لہی کا گستاخ ہے
 شرم سے آنکھ اور دل غیرت سے خالی ہو گیا
 شوخِ حرار اک آوارہ گالی ہو گیا

طوفان ۲۳۔ لوسیدو ۱۹۹۲ء

(ایئر الیون سپر وڈک ملتان)

گردشِ ایام کے آگے نہ جھک

دستِ نازدستِ نام کے آگے نہ جھک
 گنبدِ خضرا سے ہی وابستہ رہ !
 عاشقِ احمد ہیں غبارِ وطن !
 لغوہ باطل سے حق دیتا نہیں
 دشمنِ اسلام صالح بن گئے !
 وہ تو ابنِ الوقت ہیں بدیں گے بوں
 مردِ حق ہیں اسوہ شہید دیکھو
 جنگ کے اعلان سے گھبرا نہیں
 یہ تو ناموسِ بنی کا ہے حریم
 ہنکے ہو جو کئے گئی باطل کی چٹان
 ہاں پرستِ طوائف سے نہ ڈر !
 وہ تو گستاخِ درخوب ہے
 جس کا لغوہ ہے کہ " بندے اتریں
 چھوڑ کر مردانِ حق کا راستہ
 دینِ قہم کی صداقت کے امین !

تیشہ الزام کے آگے نہ جھک
 شوکتِ اہرام کے آگے نہ جھک
 اس خیالِ خام کے آگے نہ جھک
 شورِ شرس و کبرام کے آگے نہ جھک
 اس نئے الہام کے آگے نہ جھک
 پر تو صبحِ دستِ نام کے آگے نہ جھک
 خطرہٴ انہام کے آگے نہ جھک
 صلح کے پیغام کے آگے نہ جھک
 مفتیِ اسلام کے آگے نہ جھک
 دفترِ اہام کے آگے نہ جھک
 لطفِ گمنام کے آگے نہ جھک
 مردِ نافرِ جام کے آگے نہ جھک
 اس موادِ خام کے آگے نہ جھک
 طفلِ خاص و عام کے آگے نہ جھک
 ناروا احکام کے آگے نہ جھک

جرات شیر سے کچھ کام لے ! بندہ حکام کے آگے نہ جھک
حق پرستوں کا بھی دور آجائے گا
گردشِ ایام کے آگے نہ جھک

الذخائر ۲۳ نومبر ۱۹۶۱

امیر الہیاء سہیل دیکھ لکات

ہفت رنگ

لب پر بس نازِ سنگر کا سن ہے ساقی
وقت کے ماتھے پر اک بل جے شکن ہے ساقی
اور سر اٹائے بُتِ سیہیں زرقن ہے ساقی
تیرے اسلام کی تفسیر یہ فن ہے ساقی
اس زمانے کے اجڑوں کا چیلن ہے ساقی
حق پرستوں کے لئے وار و رسم ہے ساقی
اور شاہین کی جگہ زارع و زغن ہے ساقی
ہائے کیا فیصلہ اہل فتن ہے ساقی
جن کی تقدیریں ہی گنگ و مہن ہے ساقی
اشکِ خونیں سے پیلا جس کے چین ہے ساقی
بندہ لات و جہنم عبد و دشمن ہے ساقی
تیرے دیوانوں کے کاندھوں پر کھن ہے ساقی
میرے دل میں تو بسی شیبِ وطن ہے ساقی
نہ ہی کچھ دیدارِ دار و رسن ہے ساقی
ان سے ہی خطرہ میں اب نظمِ چین ہے ساقی
اُن کی زد میں میری قسمتِ بد و من ہے ساقی
ہائے کیا ظلم ہے کیا خسرو سن ہے ساقی
تیری پیشانی کہ شورش کی کرن ہے ساقی

نہ وفا ہے نہ محبت کا چلن ہے ساقی
کیا کوئی فتنہ تاتا رہیں سے اُٹھائے
مردِ موسیٰ کی نر بال پر ہے ربیعہ کی صفت
اس کے ابو موسیٰ بوخوٹوں پر لکھا کرتا ہے
اہلِ دنیا کے قصائد شیکرِ بندوں کا لکھ
دینِ فردشوں کو ہے توحید کی مسندِ سامبل
بند گاہیں ہوں "ارشاد" کے متر پر کہیں
ہم کو "گاندھی" کے پرستار صغیر کہیں
اہلِ زمزم کو یہ توحید سے ماری جاتیں
اس کو "صیاد" نے قدار کی گالی دی ہے
یہ جو ہے "مفتی" ہے ریش میں بک کہتا ہوں
بڑے ناموس پر مرے کی قسم کھاتا ہے
مہر کو اہل کی قسم ارضِ حدم کی سوسگند
میں وطن دوست ہوں تخریب سے کیا کام مجھے
وہ ہیں خداداد جو شورش کو بہت چاہتے ہیں
ان سے کہہ دو کہ رہیں امن سے یا جائیں نکل
میرے گھر میں میرے آباد پر کریں "سب و شتم"
تیرے عارض کی یہ مرسئی ہے کہ جس تابی

میری ہر بات شگفتہ میرا انداز بنا
بترسے درویش کا استعارہ کرتی ہے ساقی

(ظرفان ۷ نومبر ۱۹۶۲ء)

امیر البیان ہمدردی انسان

ہر لفظ سر دارِ رقم ہو کے رہے گا !

اللہ کا بریلی پہ کرم ہو کے رہے گا
سبب غائب دیونید حرم ہو کے رہے گا

دیونید کا پال علم ہو کے رہے گا
ابرار بریلی کی دھماکوں کے اثر سے

جو ہاتھ بھی اٹھے گا قلم ہو کے رہے گا
شیرازِ اسلام ہو کے رہے گا !
جو سر بھی ذرا اٹھے گا خم ہو کے رہے گا

تا موس رسالت پہ دیوں کے کفن تک
اٹھیں گے بہت شور مٹاؤں سے یگین
ہاں نیچا دکھانے کے لئے رین حسن کو

سر ہندہ حق عید صنف ہو کے رہے
دنیا پہ یہ الزام علم ہو کے رہے گا
ہر لفظ سر دارِ رقم ہو کے رہے گا
پتہ نام زمانہ پہ دھرم ہو کے رہے گا
تعداد میں ہر بیش ہے کم ہو کے رہے گا

گاندھی سے تیرے شارخ نے عید کیا تھا
ابرار بریلی کو چودہ کہتے ہیں حلالی
ہم خون سے نکھیں کے اکابر کی کہانی
طوفان نے اگر کھول دیئے لازہ بفتہ
طوفان اڑا دے گا پتلاؤں کا یہ قلعہ

اللہ سنے تاثیریاں مجھ کو عطا کی
دنیا پہ عیاں ہو رہا قلم ہو کے رہے گا

(ظرفان ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

اعلانِ حق

ہم پیرویِ حبیبؐ و نفعانِ لاکھیں گے
اس جانِ دو عالم پہ خدا جان کوہیں گے
ہم دلدادہِ عشق کا اعلان کریں گے
غدار و دغا دار میں پہچان کریں گے

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
یوں عشق کی تکمیل کا سامان کریں گے
ہم عزتِ دنا موس محمدؐ کے پرستار
دہ دن بھی کبھی آئے گا اربابِ حکومت

ہم اہل جہنم اور جہنم کے آگے
نہ لائیں گے مبت خانوں پر اسلام کے پرچم
بھارت کے دفا دار نمک خوار دھانی
کب تک وہ یہاں شوخ و مہیاں کریں گے

واللہ وہ دن آئے گا دیوبند کے ملاں
خود اپنے صنم خانوں کو دیران کریں گے

(از سواد اعظم ۱۴ - دسمبر ۱۹۶۲ء)

ابلیس کی اولاد کا پھر چڑھ گیا پارا

رد باہ نے اللہ کے شیروں کو انہارا
چاہوں تو ابھی مرڈوں گنگا کی یہ تیریا
سے تھکے گرداب میں دیوبند کی تینیا
تھک مار کے بیٹھے ہیں بڑے گھاگ و بابا
معلوم ہے! شور و شش کو نہ بچتے ہیں مداری
جاسے میں سنا تہیں کیوں؟ باست کا فرعون
انٹا نہ اچھل خبند کی خبیر کے کیلے
ہم نے اگر ایک تیرسی ترکش سے نکالا
نڈی سے ٹکل جائیں گی طسار زبانیں
وُحلتے نہیں باتوں سے کبھی جیکے وجہ
ہیں سمت کو ملاں نے اب موڑ دی کشتی
ناریخ پر خود اپنی ذرا ایک نظر ڈال
تھا کون ہر انگریز کو کہتا رہا رحمت
انگریز کے جاسوس تھے سارے ترے کہا

ابلیس کی اولاد کا پھر چڑھ گیا پارا
چڑتوں سے عبور ان کا میں کر سکتا ہوں دھارا
بل سکتا نہیں اس کو سلامت کا کنار
جب ہی تو ہے بے ریش سپوتوں کو انہارا
کھٹ پٹن کو مٹا ہے پس پردہ اشار
ڈالوں گا مہبت کچھ اسے اشار کا چہارا
موجود تیرے سر پر دلائل کا ہے آرا
میدان میں رہنے کا نہیں لشکر دارا
جب ہم نے سر عام صداقت کو بکا
کس نے ہے سیاہ رنگ کو پوڑ سے بھارا
اس سمت کا مدت جو نہ ڈر باہے کنار
تھا کون جو انگریز کا ڈھوتا رہا گھارا
کس نے کیا گوروں کے و خلیفے پر گھارا
دیتا ہے جنہیں زور تسلیم کا تو سہارا

کہا عیہ الاسلام وہی ہے ترا رہبر؟
مرزا کے لئے لکھوں دیا باب نبوت
کی تجد کو بھلا عشق پیغمبر سے سروکار
دنیا کو کسی بات میں الہانے کی خاطر
تو زور خطابت میں پڑھا آگے وہاں تک
انگریز کے جیسا سرس نکل جائیں وطن سے

صادم انہیں کہہ دو کہ نہ ہوں حسن پہ نازان
بے پردہ ہوا رُخ تو عرازل قہار

ماخوذ از طوفان ۷ نومبر ۱۹۹۲ء

صادم ملانی

اے قہر دیوبند

مغزور رہا اپنے سپوتوں پر تو میرے اس قہر دیوبند
ماں تیرے کرتے رہے جھگڑا کو خود نہ اسے قہر دیوبند
تو یہیں محمد کا تجھے ٹھیکر ملا ہے، کیوں تجھ کو رہا ہے؟
مٹا کئے، مدینہ کے مغالی ولی تجھ پر کسی کو ہوا وجہ
مانا کہ تجھے راس نہیں آنا میرا بیٹے میں ہے کیمنہ
تو یہیں تھی اکذب خدا، مگر کابھتان یہ ہیں تیرے کمان
امداد نہیں لیتے تمکا اور دل سے۔ چلتے ہیں انہیں سے
اللہ کے بندوں سے تو رکھتے ہیں نفرت پر ہے حقیقت
یہ تھا تری تعلیم، ترے فضل کا دفتر صادم نے کیا سر
ہے کوئی ترے حلقہ گوشوں میں خود نہ اسے قہر دیوبند

(ماخوذ از طوفان ۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

صادم ملانی

جواب آل غزل

ہم کو سنارہا ہے وہ "باتیں" کھری کھری
 دینے لگا ہے ہم کو وہی درس آگہی
 کرنے لگا ہے اب وہ بیجاں سیرت نچا
 کرنے لگا ہے دہر پہ ظاہر سشناری
 آئی نظر نہ اس کو کبھی اپنی کافری
 کب سے ملی ہے تجھ کو سند علم دین کی
 سن لے تو پہلے غور سے اک میری بات یہی
 ہندو کی مہر کیس کی جیس پر بتا لگی
 خود سوچ کس نے بیچی ہے مشرع پمیری
 غنی کانکر س کے ساتھ بتا کس کی دوستی
 روندی تھی کس نے سوچ رسالت کی برتری
 کیونکر یہ مان لیں کہ مسلمان ہیں تنہا نوی
 کی قادیانیوں کی بتا کس نے رہبسی
 کس نے بنی پر اس کی دکھائی ہے برتری
 گھاڑی ہے کس نے توب بتا شرک و کفر کی
 کیجئے ہیں تو نے کس سے یہ آداب کا فری
 کس نے جہاں میں عام کی ہے دوس کا فری
 کن کے دلوں سے سوچ کر شرم خدا لگی
 تعریف اہل سن کی کہیں کیوں بریلوی !
 اچھی طرح کہے اہل حقیقت کو آگہی !

گذری ہے اس بازار میں جس کی زندگی
 عقل دشمن سے جو سرا سر ہے خود تہی
 چہرے پر جس کے سن فسنگی کی ہے جھلک
 ہاتھوں میں لے کے پرچم غستاخی دشمنوں
 جھانکا نہ اس نے اپنے گریباں میں کبھی
 میں پوچھتا ہوں اس سے کہ اسے باقی نساد
 دوں گا ضرور تیرے سوالوں کا میں جواب
 پر شاہ مسندوں کا بتا کون کھ گیا
 صدارت کی ہے کسے غھرے لگا تار سے کون
 آزادی وطن کا مخالف بتا کون
 نہرو کو یا رسواں بتا کس نے حق کہا
 نالوثوی بہ کفر کا فتوے لگے نہ کیوں
 کس نے کہا ہے "باب نبوت نہیں ہے بند
 دینے میں امر سن کے زمانے میں کس نے گیت
 کرتا ہے کون ذکر حبیب خدا کو بند
 کس نے سکھائی ہے تجھے تو ہیں مصطفیٰ
 کس نے بتا ہے گنبد خضریٰ کو بیت کہا
 غنا کون جو گرانے لگا تھا مراد پاک
 دشنام ہے ہمارے لئے نام دیو کا
 میں کیا کہوں غصے کون شہیدان بالا کوٹ

گستاخی رسول پر مارا گیا تھا کون
 احمد علی کی ہسری ہو کیوں تجھے پسند
 بیشک نہیں ہے الفرد دھمکود کا جواب
 گراہیوں میں کب ہے کوئی ان کے ہم خیال
 ہم وارث ہجوم دشمنان ہی ہیں مگر !
 ہم فقر و فساد کے خوگر سہی مگر !
 انسانیت کے نام پر دیتے ہو گالیوں؟
 ننگے ہوئے ہو خود ہی مشرانفت کے نام پر
 پھیلانے فتنے خستہ نبوت کی آڑ میں
 پسند سے جوڑتے ہو نبوت کے نام پر
 کتب دکھائے بازی گری کے سیٹی پر
 نفوس سے ہے امیر شریعت کوئی بنا
 تیرا جود ننگ صاف ہے سر بسر
 رہ سبیل حق بریلوی کہتے ہو تم ہے !

افغانی کا کوئی شعر بھی نشر سے کم نہیں
 وہ جانتا ہے کیا ہیں ادا ہائے شاعری

رافضی کوٹلوی

فنی شورش کی کتاب چرچند راہ گفتیم کے ص ۲۴ کی نظم کے جواب میں -

کھری کھری یا ہری ہری

یہ اشعار کتاب چرچند راہ گفتیم کی نظم فی سبیل اللہ شاد کا جواب ہیں جو ولید خوران لارڈ مشنگ کی عبرت یکے لگان ہیں۔

ایسا نہیں ہے شیوہ تلکدیر و دشمنی
 چیرا ہے تو نے خود ہی تو دشمن سے کھری کھری

شہ اگر علمائے دیوبند انگریز کا ساتھ دیتے تو تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں کا عظیم جانی و مالی نقصان نہ ہوتا۔

ہم کوستانہ پاک داناں کی داستان
گاندھی جی سبے خدا تیرا اردو ساطوات گاہ
سنگدوں سے باقریج دی مسجد شہید گنج
احرار پہ بھی تونے کئے خوب ہاتھ صاف
میں پڑھتا ہوں مجھے فردوسیم کے غلام
آئی عطا کا معنی ہے دل میں تیرے کہاں
اسلام سے مشتاقا ہے کب تیرا خدا ن
کس منہ ظلم ایستا ہے، شیر خدا کا تو
مانگی ہیں ڈر سے جیل میں تو نے معافیاں
ہے سستی پر جسم فداں کس طرح
ہے ناز تجھ کو اپنے ادب پر نہایت مگر
لازم ہے برہی میں بھی تیرا حواس پر
الفاظ سوتیلا، ہے بود تیرا بیاں !
تو کلافت کا گھر کس سے بھی تو تھا کئے جوت
کھا کر تک ہمارا۔ ہمیں سے مقابلہ !
ڈرتے نہیں ہیں شور میں باطل سے (ہل حق
ہم جانتے ہیں قلعے جو تو نے کئے ہیں ہر
بے لب پہ ذکر حسینؑ و فسادوں گزریا
الزام اور حضرتؑ شیخ الحدیثؒ پر
نا تو نوی دھماکی دھت توئی کا پاس
احمد علی سے پیار ہے احمد رضاؒ سے ہر
کے حرف گیری قسمی کے شہر پر مذکور
لائق پردہ ستار مرکز نشر و نسا د کتب
ضروں سے تو نے اپنے اٹھ لائے خوب نگد
کرنا اگر تو دونوں مندوں کو انتہا

پتہاں نہیں ہے قوم سے کچھ تیسری سہری
نہرو سے ساز باز ہیشہ تری رہی !
خون حرام سے ہوئی جہے پردہ شش تیسری
دوبندوں کو تو نے کی اب ہے شان ل
یہ نظم کہتے دام میں تیسرا کی گئی !
کی تو نے بندوں کی لڑکھ سے چا کر ی
تیلین دین تیرے مندر میں کب ہوئی
ادبے حیا ہے پیش ہی جب تیرا آذری
مہدی نہیں ہے قوم کو تیسری تہوری !
ہے داغدار چادر عصمت ابھی تری
رکھ دوں تھا ساز بھونکے میں تیری شامی
پرچم سے کیا تعلق دربط شتادری !
سیک ہے کس نقال سے فن مخوری !
آئی نہ کام کچھ تیرے، تری سپہ گری
عجس کشی کی رسم ہے درشت میں کبھی ملی
ڈنٹ پھیر دیتے ہیں یہ تپسیڑوں کا گنج بھی
ہم پر عیاں ہے خوب تری "لابت چنبلی"
وضع دیبا س سے تو بچتی ہے "کافری"
دکھائی تو نے خوب ہے اپنی کیمنگی
لیکن ہے عورت پاک کی آفت سے دل تہی
یہ رسم دین پروری ہے یا کر دین گھسی !
صبر یق کے بیان پر تنقید کہوں نہ کی !
پھیلا تو نے آکے یہاں پر ہے ابستری
عاری ہو جو ادب سے وہ ہڈیاں ہے شامی
ہم بھی بکھتے پھر تو اسے عدل گسری

تھی اس رات صادق اس وقت احتیاج
 سوچا نہ یہ کہ اصل فساد ہے ان میں کون
 فرسے نہ دیکھے شرک کے دیوبندوں کے کون
 مذہب سے کام لیتے تھے! تو اپنا کام کر
 لے عیش، قوت، قوم گرد جیہوں میں دام بھر
 (حادثہ الہوائی)

منظور ہے گذارش احوال واقعی
 کیا خوب کی ہیں حضرت شورش نے یہ قلب
 تھے پاس ہی امیر جماعت جناب کے
 کھولے گئے ہیں ان کی قیادت کیج و خم
 شعلی پہ اور عجب درخشاں ہی بدوں
 کس دست کفر باز کے یہ سب تھیں
 سب ان کو جانتے ہیں یہ بندے تھے دیکھ
 وہ دیکھئے جماعت علانے باو تار
 تھلے خوشی میں نورۃ مشا زلیہ
 عمر سے کہ با حدیث و بقرآن گذشت رفت
 یہ سن رہا ہوں حلقہ بگوشان بجزاب
 نازاں ہیں کفر و شرک کی رسموں پر جبکہ رب
 اور کجی وہ دوکان ہے جو دیوبند میں
 ہے پانچ لاکھ جس کا بیوٹ ایک سال کا
 سجادہ مانے رشتہ و ہایت کی آڑ میں
 اقبال نے کہا ہے جنہیں دین سے بے خبر
 یہ کھارہے ہیں دین فردوسی کو روٹیاں
 تھے کون لوگ لاڈ ڈکھایا کے خسار ناز
 معلوم یہ ہوا ہے ہمیں راز دار سے

کہتے ہیں لوگ مجھ کو کیے از بریلوی
 اچانک جگے اپنی ہی باتیں ذری ذری
 ان سے ہی پوچھ لیتے تھے حالاً سری
 ماری تھی ہے ان کو میں تکفیر کی جھری
 کس کس نے آزمائے ہیں نین سیرگی
 کس ابر کفر بار کی بجائے کیا تیری
 رہتی تھی ان کے ہونٹوں پر تکیہ کی تری
 اک رہنما کی راگھ پہ رلوڑی جڑھا گئی
 اللہ ہے بانڈ جبینوں کی خود سری
 اکوڑن نادر جلوہ تہلے آذر عرصے
 جہارت ہیں اسب تو کر لے لگے ہیں جاوڑی
 ان عالموں کے دین کا شیوہ ہے رست گری
 ہنست ہے جس کی رفت باطل پر مشتری
 کر لے لگے ہیں جس کے گدا بھی سندی
 مرے اٹا رہے ہیں کلا غوں کے لالچی
 اتری تھی جن پر جیل میں آیت نئی نئی
 کہتی ہے اس دوکان پر شرٹ یہ جھری
 کچھ اپنے دل میں خود ہی کر رہا اس کی منفی
 تھے ایک جھڑپے بھائی قلعی سی آئی تری

اشراف علی سے تھا اسے زعم برادری
 دیتی تھی بھائی جان کو بھی مانا اشراف
 تھی اس "نیکم قوم" کی حکمت ہی تھی
 جاری رہی ہے کہنے دونوں نیکم نوکری
 یوں کر رہے تھے شمشاد پیغمبر کی باری
 کس کو بھلا ہوا ان سے بحال سخن دری
 حائل ہوئی تھی کس کو عمل میں برابری
 کلمہ تھا جن کے نام کا ذکر سحر بھی
 تھے جیتے ہی ولے انشت پیغمبر
 کس طرح سے جلتے گا ایوں پر زری
 کو شد قلیل غنچ و دلال رخ پر سی
 ان کو سکھا سکھ تو سکھا دو شاوری
 اور ہو سکے تو لے کے ٹھونچ حیدری
 لے لے کے کہہ گئے تھے حکم کی تقدیری
 ہے جس کے دم سے کفر کا گھبراہٹ بھی
 بیدل کے ولے یہ لوانے شاعری
 چھینیں گے آپ دین کے پھر یہ نکری
 شوہر شہنشاہ بار اٹھی خودی مسکری
 بخشی ہے جس سے ہیں تو لے آہی
 نکلیں گے ارغی بخت سے شیطانوں کے پیچھے

ہیٹے ہیں چند لوگ کہ اکبر تھا اس کا نام
 شاید اس کے نبیوں سے سرکار باوقار
 یہ دست غیبی لطیف خدا کا بہانہ تھا
 شاید یہاں تک اسے تھا نہ جھون کے مگر
 یوں کا دیا دینک فوشی پہ نور تھا
 ان نادیان قوم یہ جو ہر تھے بے مثال
 تھا کوئی چھٹا بھائی رسالت کاب کا
 پڑھے تھے جن کے نام یہ اہل - یو
 آپس میں صحت ایک ایکشن کی دیر تھی
 کیا لاسکے گا دھرمین ان کا کوئی جواب
 "غالب شاہ دیویشور شس گنا شتیم"
 ان پر اڈا ڈرچم فاروق ذی وقار
 ایوں کے سامنے تو شرافت کا نام نہ
 میں جانتا ہوں تم سے نہ خیر اٹھے نہ تیغ
 شور کش سے سیکھے شیوہ الحادیت کو
 یہ عزم یہ ارادہ یہ آہنگ دست خیر
 اہل سول کے آئینہ خانے میں بھٹکر
 دنیا میں اہل دین کو رچ حق سے روکنے
 اسے تاجدار گنبد حضرت تیسرے شہار
 نکلیں گے ارغی بخت سے شیطانوں کے پیچھے
 اٹھے گا اس زبیر سے فتنہ کبھی کبھی

رئیس احمد بستوی مبارک پور غلام گڑھ

نومبر ۱۹۶۲ء چٹان



نگارشات صابری

تیری تو ساری کھنڈیں اب سن کھری کھری
فصل بہار جن کے ہے دم سے ہری بھری
تندہا جس کی خلق میں (اسی) ہے فی صدی
حقاکہ صفیوں کی جماعت ہے یہ دہا!
لاریب اہل سنت و اہل راہ تھے سہی
آئینہ میں حقیقت حالات واقعی!
تیری چٹان کی تو ہے بنیاد ٹھس ٹھس
برسکام پر لگا میں گئے ہم حشر بے حسدی
رکھ دیں گے دھجیاں وہ اڑا کر تیرسی اسی
تیری چٹان ہی میں ہے آئینہ بست گری
خیر سے بڑھ کے نجد کا نقشہ ہے گشتی
خدا کی نافرمانی و گستاخی اور ستازی!
روندی گئی ہے جن کے عمالوں کی برزی
خفا کون مجڑ کھاؤ بساں کا ایلچی
کس نے بناؤ جنگ مسلمانوں سے لڑی
تیرقصانے کس کی رگ بسم کھول دی
پاتے تھے ماہوار یہ رقیں بڑی بڑی
ہے یہ حدیث پاک رسالت مآب کی
ہے نجدی ذرتِ اصل میں اولادِ خارجی
سرمونڈے عورتوں کے دم جنگ زرگری
روندہ کو بت کدہ ہے لکھا کس نے اسے شتی
کہتا تھا اہل حق کو وہ مشرک و بدعتی
ٹاں گراہی میں دونوں کے ہمسر نہیں کوئی

اسے شریک شریکشن و منفرد و منفرد
بدعت پسند کہتا ہے ان کو زبان دراز
سنتی سواد اعظم اسلام اب بھی ہے
فرمایا مصطفیٰؐ نے جسے جنتی گروہ
اصحاب و اہل بیت و ائمہ ادلیہ
تاریخ میں ہیں سنتی بزرگوں کے تذکرے
ٹکراتا ہے پہاڑے کیوں بدتصیب تو
ہر شمر پہ دیں گے ہم تجھے دندان شکن جواب
کو دیں گے ننگے خود ہی عقائد تجھے تیرے
کافر گری کی دم تیرے بن دھرم میں ہے
گستاخ شاہن مصطفویٰ مشعل الہیہ
تھے خانہ زاد لارڈ کلائیو کے سپاریار
انگریز کے غلام تہارے امام تھے
ایگریز کا حسابہ تقنی بنا عطا کون
ریکھوں سے مار کھائے گیا بالاکوٹ کون
گھٹنے کی موت مارا گیا کون جنگ میں
ارباب دیوبند تھے بڑے کسے فضلہ خواہ
شیطان کا سنگ نکلے گا نجد و حبار سے
علامہ شامی لکھتے ہیں اپنی کتاب میں
پہلانی شیخ نجد نے ہے کیا کیا شیفت
ڈھانے میں کس نے دیکھ مزار است اسنیاء
تعلیق کو مسترد دیا اسس نے ناروا
کہتے ہو لاؤ الزم و محمود کا جواب

گستاخی رسول مگر تجھ کو صبا لگی !
کس نے کتاب مرجع یزیدی میں بے لکھی
مختاری نہیں وہ محمد بن علی
کس نے لکھا حضرت کو گاؤں کا چودھری
بڑھ جاتے ہیں عمل میں نبی سے امتی !

امد ملی کی ذات پر تنقید نامہند
کس نے حق حسین کو باقی کہا ہے دیکھ
لکھا ہے ایک کھڑے نے اپنی کتاب میں
کس نے لکھا ہے مرگے وہ مٹی میں مل گئے
کس نے لکھا یہ دیکھ لے تذکرہ الناس میں

عہ نالوتی ونگوہی انگریز کی ایکٹیوٹی میں مجاہدین ۱۸۵۷ء سے لڑتے رہے (تذکرہ المستفیدین) اور تھانوی کو چھو
روپے ماہوار انگریز جاسوسی کا مہلتا۔ ر. کافہ الصدوق ص ۷۔

صدقے میں دیوبند رکے اردو بھی آگے
کرتا ہے کون دعوتے شان پیہری
جائز ہے ترے دین میں ملی عکاسہ جنتی
زاغ سیاہ کھائے میں بھیجے ہے بہتری
جائز ہیں گیلیں پوریاں لیسکن ہنود کی
خارج ہے دین حق سے وہ بے شک جہنی
دکھلاتے ہیں عوام کو یہ رعب گیسٹری
فتنوں سے ہی کے دین میں پھیل ہے ابتری
عبدی دہرم کی بولی سہاں جہرمیں کھل گئی
کیا اب بھی منہ دکھانے کی صورت تیرنی ملی
جو تلوں کی جھوٹ باتوں سے مانے بھی ہیں کمی
حقیقت خشت گداو

کس نے کہا یشان رسالت تاب میں
ہے کون مٹی کو پڑے جھان میں حضرت
میلاد مسطفیٰ تو کھٹیا کا ہے جسم
جائز و پاک نعمت ربانی جیوڑ کر
ہے شریعت و میل محرم نتیجہ حرام
علم میں کو جس نے بہائم سے دی مثال
حکام و بیسٹروں سے مراسم کی آڑ میں
علمائے سٹو ہیں کون؟ ہیں علمائے دیوبند
نکو دغریب ہو چکے سب ان کے اشکار
رسوا تو خودی اپنے عقائد سے ہو چکا
دی گئے یقیناً ایرٹ کا پتھر سے ہم جواب
صابر نے کی ہے نظم

مطلق نہیں مراد نواح سے شاعری !

سوار اعظم ۸ نومبر ۱۹۶۵ء



ضربِ یدِ الہی

اب اس نے ہم سے بھی ذرا باتیں کھری کھری
 گاندھی کے ساتھ جو رہے کرتے بری بری
 نفس میں ہے اول سے نئی شیطنت بھی
 تو وہ ہے جس کو ماننا اب تک ہے دوسری
 پنہاں مہنی ہے قوم سے تری سپہ گری
 تو وہ ہے جس نے ملک میں پھیلائی ابتری
 تو نے ہمیشہ گاندھی کی چچر گسری ہے کا
 صورت ہی جب کہ ہے تری اہل ہندو سی
 دیکھا نہ اپنے آپ کو اللہ سے بے بسی
 تو خود ہی تنگ دیں ہے اور مقہور و لغتی
 رنگ رنگ میں تری ہے جبری پس قتلہ برہمی
 تفریح و مہم پر بھی نہ تیسری نظر گری
 دکائی قریب و دہل کی ہے تیسری شامی
 میں نے ہی پیسے دئے اُس نے خرید کی
 جیہوں پر ڈاکہ ڈالنا تو ہی تیسری سی
 ناموس دیں خود ہندو دیں کو تو نے چنگ دی
 کافی ہے جس کو ایک ہی ضربِ یدِ الہی
 اگر ہے غداروں سے تیسری زندگی
 ادبے حیا کیلئے و کذا اب و مفسد تری
 زندہ ہے جس کے فیض سے دم تلسد تری
 شاید کہ تیرا آگیا ہے وقتِ آخری
 کرتی ہے سینہ پا تجھے ملا کی ہسری !

ادھر رشتیں بد بخت ادھندہ ہر تری
 تو بھی دہی ہے اور میں ماضی تیسرے دہی
 تیری زبان و لہجہ میں نفسیت کا ہے زہر
 تو وہ ہے جس نے سیکڑوں بچے کئے یتیم
 گون کا تو نشانہ ابھی تک نہ ہی سکا
 دامن ہے تیرا مشرقِ شہیدوں کے خون
 تو وہ ہے جو غلات مٹا اس ارض پاک کے
 نسبت ہے تجھ کو کیا حیلانِ خیر الام سے
 تو عالمیاب دن پر کرتا ہے اعتراض
 رنگ بھلا تو کیا کرے گا ہم کو بے حیا
 تری حیا د شرم کا دامن ہے تار تار !
 تو قوم کو ہے کر رہا آمادہ فساد !
 تو وہ ہے جس نے قوم کو لوٹا ہے بادبار
 تو جس سے وہ ہر سر بازار جو چکے !
 گزتا رہا تمہارا تو مذہب کی آڑ میں !
 کس شمس سے دوسروں کو کہتا ہے دی فروش
 ہے شور و شر و شور و شہیں پیہم تیسرا جہد
 ملت کے مانتے پر ہے تو بیکہ لکھ کا
 پستان باندھتا ہے تو شیخ الحدیث پر
 تو اُن کو کافر ساز کا فتوے سے دے رہا
 ہیں گشتِ برہمی کہتا ہے بے حیا !
 ہسرتی کا ہے کوئی بتا تو تو ہے خوش

مانا کہ تو بہنے سرکش و چالاک دقت نہ کش
بیٹھا تھا یا کھڑا تھا تو شیشے کے سامنے
اب بھی نہ دی زبان کو تو نے اگر لگام

اب بھی نہ آیا باز تو بے باکیوں سے گر

صائم کسر نکال دے گا سپر رہی سہی

(محمد ابراہیم صائم لاٹھوری)

موج سیلاب

ادب ہے شرط نہ کھولائے رباں مجھ سے
مگر کسی کی حقیقت نہیں نباں مجھ سے
گھبرا چلا آنا ہے شہنشاہ مجھ سے
یہ جانتا ہے زمانہ ہے بدگماں مجھ سے
کہ دین ہیں ہر چہرہ اتنا سبیل مجھ سے
منافقین ازل سے ہیں مگر وہاں مجھ سے
اندیشی کفر و ضلالت کی دجیمیاں مجھ سے
مگر خفا نہ ہوں آٹاٹے وہ جاں مجھ سے
وہ لوگ یوں نہ کریں بدگلیاں مجھ سے
یہ چاہتا ہے طے جھک کے کہاں مجھ سے
نظر ملائیں وہ گمراہ ہستیاں مجھ سے !
قریب تر ہے بریلی کا آستان مجھ سے
پھپی ہرٹی نہیں انجی لمبندیاں مجھ سے

نہ کیجئے اسخدا چھٹھا سیاں مجھ سے
نہ تھا تو ہی بول نہ بوندی ہرٹی
بہت دلوں سے شاہین کا ایک گروہ تسلیم
ہر اک منافق دقت پسند و فتنہ ساز !
مگر یہ سوچ رہا ہے ہر اک ضمیر فروش
میں ان کے مکر و فریب دریا سے واقف ہوں
غلام سرور کو مین ہوں خدا کی قسم !
چھ کسی کے ہر ماننے کی فکر نہیں !
حضور سے بھی جوگتا جوئے کے دای ہوں
ہر ایک انہیں سے زہر زمین پڑا ہے گر
بزم خود چو شریعت کے پاساں ہیں آج
مجھ سے شانِ رضا ہے بریلی سلوم
انہیں کے دم سے ہر قائم و قدر دین مین

میں اک غلام غلامان مصطفیٰ ہوں موج

گمیں گی حرمینِ باطل پر کھلیاں مجھ سے

عزم بالجزم

قسم خدا کی مسلمان بنا کے چھوڑوں گا
 تیرے قلم نے لکائی ہے آگ ملت میں
 مذاق توسلہ اڑا یا ہے البسنت کا
 تیرے سزور کی بادشاہی کو یکہ کے چلے پیر
 نفاذی راجس کا بیچ برد یا ہے تو نے
 وہ بادشاہ جس میں سرشار جام آتا ہے
 تیرے مقام سے نافذ ہیں خوب ان نگر
 چلائے تبرجائوں کی آڑ سے تو نے
 تجھے خبر ہی نہیں کیا سے فائقہ برلیں
 زمانہ جان گیا تیری قلم انگبندی
 جو آگ تو نے لگائی ہے کثرت میں
 تمام عمر گذری ہے تو نے چندوں پر
 تیری زبان قلم ہے کلمہ بھارت کی
 تیرا دماغ ملک پر چڑھا دیا کس نے
 تیری نظر میں خودی کا کوئی حراز نہیں
 ابھی تو صرخت ہے پہلا جواب تاسر کا
 لا ہے حکم تجھے بارگاہ رحمت سے

در رسول پہ تجھ کو جھکا کے چھوڑوں گا
 میں تیرے کفر کی شورش دبا کے چھوڑوں گا
 تجھے بھی ایک تماشا بنا کے چھوڑوں گا
 میں تیری دل کو بالکل جلا کے چھوڑوں گا
 یہ تیرا فرض منستی جلا کے چھوڑوں گا
 اسی پتیلی پہ سروں جاکے چھوڑوں گا
 غلط مقام سے تجھ کو مٹا کے چھوڑوں گا
 تیری پٹان یہ راکٹ جلا کے چھوڑوں گا
 خدا نے چاہا تو اک دن تیرا کے چھوڑوں گا
 یہ میرا عزم سے فتنہ دبا کے چھوڑوں گا
 اسے میں اپنے قلم سے بجھا کے چھوڑوں گا
 تیرا افسانہ میں سب کو مٹا کے چھوڑوں گا
 یہ راز قوم کو اپنی مہنت کے چھوڑوں گا
 تیرے دماغ کا کیرا بھڑا کے چھوڑوں گا
 تیری نگاہ سے پردہ ہٹا کے چھوڑوں گا
 تجھے تو خون کے آئینہ رلا کے چھوڑوں گا
 سرسبز در کو تیرے جھکا کے چھوڑوں گا

انشار اللہ تعالیٰ

مداد اعظم ۱۴۳۲ ہجری ۱۹۱۲ء

عیش شاہجہان چندی بہادر نگر

صورِ قیامت

”منافقین ملت کے نام“

ہوئی ہیں دین میں پیدا تباہیاں تم سے
 بڑے عروج پر ہیں بدکلامیاں تم سے
 زمانہ جاننا ہے شائع رسول ہو تم !
 ہے ایسی کونسی گال جو تم کو یاد نہ ہو
 رہو گے نجد کی وادی میں یوں ہی آلودہ
 خدا گواہ کہ تخریب کی سبب تم ہو
 دروغ، فتنہ، فریب و فساد، مکروہ دعا
 کسی جو غیر متقلد کہی و سبائی ہو !
 زمانے بھر کے مکمل بنا دیے مشرک
 یقین ہے کہ تباہی ہے اس کی قسمت میں
 میں یہ ہوں وہ ہوں میں الیہا ہوں اور دلیا ہوں
 مگر زمانے کا یہ فیصلہ مستم ہے !
 اگر یقین نہ ہو لہجہ لو یہ عشق مرے !
 ہیں دلہ بند میں کچھ اور بدزبان تم سے

(قادی کرلی بریلی جنوری ۱۹۶۳ء)

(رامید رضوی)



لے واقعی مولانا مدنی نے اپنی کتاب ”شہاب ثاقبہ“ میں مہذب گالیاں دی ہیں۔ (دعایہ عثمان)

پس نقاب

یہ قوم کے معمار یہ اس دور کے مولا
 عادات و خصائل میں ہیں اہلس کے پیر
 تھی نانہ جویں ہی پہ گزرتا وہ اُمم کی
 تھی ایک رو پر شیش سرکار مدینہ
 کھاتے ہیں غریبوں کے پیسے کی کماٹی
 ہیں ان کے لئے عید نسا دات کے ایام
 مینوں پر کوئی تو یہ آسیب بست کر
 کہتے تھے متا بر کی زیارت کو جو بدعت
 در پردہ بزرگوں کی نیادوں پہ گز رہے
 خود آج ہیں وہ کذب میں اور مکرمین نکستا
 اسلام گو یوں بیچ رہے ہیں سیر بانار
 پہنچے ہوئے انسان ہیں یہ ان چرباں ہیں
 کہتے ہیں کہ ہم سب ملے عشق ہیں ایک
 غموت میں تکریمیں رعونت میں ہے ثانی
 مذہب بھی نیا ان کی شریعت بھی نئی ہے
 ہے قوم فردش پہ گزراں کی شب و روز
 یہ عکسیت دین سنبھلا رہے ہیں
 اس قسم کے ملاؤں سے اللہ بچاٹے
 مذہب کا جہنم علم نہ توفیق نہ اوداک

رسالہ فردی کرن بریلی نومبر ۱۹۷۲ء

اندر جناب مرتج بدایونی

صتم خانہ دیوبند

بیوہ خانے میں مریدوں کو بچانے والے
مرستے دم بوی کو سمجھانے بچانے والے
تم کو کافی ہیں ابھی عیشیں کرانے والے
جو بھی لایا گئے وہ ہیں مرستے ٹھرانے والے
کون تھے اپنے مریدوں کو سمجھانے والے
و حبیان جیب دگر بیاں کے اڑانے والے
وہ تو ہیں مکر سما طوفان امٹانے والے
آگئے غوان سے مسلم کو نہانے والے
خواہش نفس کا منتر ہیں پڑھانے والے
سرخ چیلڈیں سے دو کا تو کھجما نے والے
کس خود بولیں گے انگریز کے ٹھرانے والے
کون آزاد ہیں نہرو کو مسانے والے
ہم ہیں یہ سنتی اسلام بتانے والے
سراٹھانے بھی نہیں اپنا بھکانے والے
تم ہو محبوب سے شیطانی کو بڑھانے والے
سر کو ہم روضہ خراپہ بھکانے والے
ڈھول کا پول نصیب و کھول مذوم بھر کے لئے
خود ہی جلی حایلیں گے سب آگ لگانے والے

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۴۲ء

باب غیرت کو ہونے کون گرانے والے
کون سے شیخ تھے شیخی کے بتانے والے
مرستے کو کوئی رنج نہ لانا دلی ہیں
جمع کر کے روپے خود میری بیوہ کے حضور
عالم نزع میں کس نے یہ نصیحت کی تھی
محل شیخ کی چیلن کو امٹا بی تو سہی
دھوکا اڑو کے نہیں ہی میں اس عصمت
آج پھر ادش مقدس پہ یزیدی ظالم
بے جھجک دیو کے بندوں نے کہا ہے دشنام
بلبلانا ہے جہاں نفرو ہیں ہیں غضب دی
دیکھ لو اپنے ہی آئینوں میں اپنی صورت
راکھ گاندھی کی امٹائی تو سرو پانے لگے
ہر گھڑی اس کی طاعت میں جھکانا گردن
تم تہیں جانتے طاعت میں نبی کی رہنا
اس کے محبوب کی طاعت اس کی طاعت
تم موحود ہو رسولوں سے تمہیں کیا نسبت

ضیاء المتین مستان -

نعرہ رسالت

لگائیں اہل ایمان جب کبھی نعرہ رسالت کا
تڑپتے ہیں وہ اس دم باری ہے آب کی مانند
نبی کے عاشقوں کو مشرک دے دیں کہتے ہیں
جو پہنچے لامکان تک اس کو بھی غالی ہو کرینا
بڑھا تو داڑھیاں ملی کرو دن رات تم مجھے
پڑھا یا میں نے بہ کلمہ اسی کے ہے ادب کی کر
انہیں نور عمرہ اللہ الین قسم ان کہتے ہیں
اٹھو شجرم کو دیکھو ذرا نام محمد پر
درو پاک پڑھنے سے تڑپتے شجر کیسے ہیں
بڑیں گے بھان کے لائے بہت رنور گے عشرین
ترے کہنے سے ان کی شان تو کچھ کم نہیں ہوتی
میرے دل کو گناہوں کا بھلا کیوں خوف برتا ہیں

مرد رہے جے عشر میں جیسے ان کی شفا عمت کا

سوا و اعظم ۷۸ نومبر ۱۹۶۲ء

محمد یازد صفر شاہین لکھنؤ

بازار کی شورش

دھندھنکوں سے نگاہ پاک بین دھندھانیں سکتی
اذان تکبہ ہے کھوکھلی توحید کا فہرہ
کئی پوچھل اسٹے خیمہ کذب و ریالے کر
وہ شورش قذحہ انگریز نے کی پرورش جس کی
یہ میرا فیصلہ جا کر سنادو گور باطن سے کو
کبھی فنون کی شورشیں ہم پر غالب آئیں سکتی
یہ گراہی مرے ایمان کو بہکا نہیں سکتی
مگر روح رسالت پر کبھی ضرب آئیں سکتی
غلامان محمد سے کبھی ٹکرا نہیں سکتی
بصیرت شب کی تاریکی میں ٹھوکر کھائیں سکتی

یہ کہہ دامن کے بازار میں خورد کی شور و شمس
جہالت کے ہیں جن کی آنکھ پر پورے ان اندھوں کو
نئے نئے عقوں کی شور و شمس کو مقید کرنے لے جیتک
فضائے امن میں ماں زلف شورش کو لٹکنے دعا
چٹان اس کو زمانہ کہہ رہا ہے کسی لیے آخر
تڑپ کر کٹا سر سے ہم لوگ ناموس رسالت پر
ہم اہل حق حسین ابن علیؑ کے دست بیعت ہیں
خدا کا فیصلہ ہے سونست کھنڈہ کی شور و شمس

براہمی صداقت کو کبھی جھٹلا نہیں سکتی
خدا کی معرفت بھی آئینہ دکھلا نہیں سکتی
میری دلیر سے اٹھ کر قیامت جا نہیں سکتی
بلندی پر یہ سہلی دریا تک ہمارا نہیں سکتی
میرے نشیے کا دیواروں سے جو گہرا نہیں سکتی
ہماری زندگی کو موت بھی ٹھکرا نہیں سکتی
کبھی لوگ کسان پر بھی نہیں نیند آ نہیں سکتی
کبھی عمود کے مدد سے بل آ نہیں سکتی

زمین کیا آسمانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں
ہم اہل حق چٹانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں

”طوفان“ ملتان ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء

مولانا محمود الرحمن

اختیار کے گستاخ

مقبور ہوئے واحد قہار کے گستاخ
صدیق کے فاروقی وفادار کے گستاخ
مرحب کا گھنڈا ان کو کسی کام نہ آیا
دراغ یزید اب بھی ہیں شبیر کے باقی
اللہ کے مقبول ہی ہوں کہ دل سے ہوں
برگشتہ رہے گنبد خضریٰ سے ہمیشہ
احرار تو ہیں تو ہیں حلقہ گومستان چمڈ
رکتے ہیں جو سینوں میں عدوت کے جلاہم
ماری گئی مست ان کی کہ اچھے ہیں رہا سے

ملعون بنے احمد مختار کے گستاخ
رسوا ہوئے عثمان براؤار کے گستاخ
مغلوب ہوئے حیدر گلار کے گستاخ
مشہور ہیں عباس عطار کے گستاخ
گستاخ یہ سبکے ہیں زود کار کے گستاخ
کعبے سے پھرے سید ابراہیم کے گستاخ
احرار ہوئے پھر کیسے احرار کے گستاخ
بن جائیں دلا کیسے وہ اختیار کے گستاخ
مفسد نہ ہوں کیوں ایسے نیکو کار کے گستاخ

ہے عرض رضا عرض محمد کا وقت یہ
 اعلان رضا میں شہر ابراہیم کے گستاخ
 صادق یہ ہوا سرور گستاخ کا انجام
 بلے ریش کی امت بنے اختیار کے گستاخ
 صادق متانی

احوال واقعی

میں نہیں کہنا خاں میں فساد گستاخ ہے
 شام اسلاٹ میں غلہ بوندی لاکھام
 شور و شہریدہ سر کی شوخی گفتار پر
 حیف بد انجام بازار میں بیخ
 جھیر کر گل رخسان مجلس اعجاز کو
 نشہ آور ہے تو شب کی شراب غار ساز
 وہ جہاں چاہیں جیسے چاہیں اسے کافر کہیں
 کچھ منقطع جہانوں کو مفتاح روپ میں !
 یاسٹ رسوائی دین خیف ہو گیا
 شیخ لاہوری بھی آوارہ لطیف ہو گیا

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

سماں، سنو تم گرچہ ہوں کی مختلف آراء
 جہاں دیکھا ہی ہے اطمینان ہی نظر آئی
 اگر اطمینان ہوتا شاہی میں تو ان کے ہاں ہوتا
 موقوفہ بننے ہی میں گر سکوں مگر اسے یارو
 یہ اطمینان اگر ملتا فقط شریک و تہذیب سے
 یہ اطمینان اگر ملتا فقط سبب و شتم ہی سے
 مگر یہ تو غلامان محمد ہی کی دولت ہے
 مگر پاؤں گئے اطمینان ہوں کی خستہ آراء
 سر پر تعمیر کمری در پر ویز اور دارا
 مگر ہے ہاں بھی وہ ہے اطمینان مسرکہ آراء
 وہ شیطانی لعین کہیں ایسے پھرتا جھانکا مارا
 تو اسماعیل اور گنگوہی پستہ میں مٹا سارا
 تو بولہ بولہ اور شورش اس کو پستہ میں مٹا سارا
 کوئی غیر اس کو کیا پاسٹے چھڑے مارا وہ بے چارہ

غلامان محمد کی غلامی حبس کو حاصل ہے
 سنا میں نے کہ شورشش کے ہیں مرشد گورادہ والے
 اگر شورش بزم خود مہذب اور موسیٰ فنا
 صد! آئی یہ میرے تیرے عالم کی قسمت سے
 چہ سود از دہر کا لہی و ستان قسمت را
 سمجھ میں آگئیں اس بندہ صاحب کی سچائیں
 سمجھ لیتے ہیں سستی اشکر الاصوات سے انکو
 مرنی تو بلا شک آدمی نیستا ہے گر گئے کسا
 سنبھل لو وقت ہے اچھا رہ گئے در نہ چھپاتے
 نہ مانے جیب تو پھر مذنب کا کافی ہوگا اک ارا

اسرار اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

اجتاب محمد حسین صاحب مذنب

مسک احمد رضا کوئی مٹا سکتا نہیں

میں کبھی تبلیغ دین سے باز آ سکتا نہیں
 کوئی شورش کوئی ایکسٹ کوئی ہندو کا غلام
 ایک شورش کیا ہزاروں شورشیں مگر ہوں مگر
 میں سنہ دیکھے ہیں ہزاروں دیوبندی مولوی
 متفق اپنی نظر میں ان کے استدلال پر
 اولیاء کا یہ فقرت ہے دہائی دیکھ لے
 لاکھ چاہیں لاکھ چھپیں لاکھ ہم جیسا کہ ہیں
 حرف وحدت ہی نہیں کافی رسالت کے بغیر
 حق پرست ہوں حق پرستوں کی حمایت میرا کام

کوئی باطنی رعب نامحن سے ڈرا سکتا نہیں
 سنیوں کے نام کو بے رعب لگا سکتا نہیں
 مسک احمد رضا کوئی مٹا سکتا نہیں
 اعلیٰ مرتبہ کے مقابل کوئی آ سکتا نہیں
 ہاں مگر شورش سے جا بل کو یہ جاسکتا نہیں
 ان کے در پر ہے ادب گستاخ جاسکتا نہیں
 مصطفیٰ کا مرتبہ کوئی گھٹ سکتا نہیں
 پیسے ویسے مصطفیٰ کے رب کو پاسکتا نہیں
 طالب در کو کہیں خاطر میں لا سکتا نہیں

ہر عقیدت پر صاحبِ گولڑے ہنس کر
رات دن پھانسی دیتی تھی وہاں سے انہیں
اہلِ سنت کا رہے گا بول بالا ستر تک
کھوٹے تھے ہیں یہ ستارے دین احمد مصطفیٰ
صدر پاکستان پر کھل جیسے گراؤ دروں
مظہر اعظم آجے بہر خدا امداد کو!

دین پر حملوں کی احمدیہ تاب لا سکتا نہیں

جناب غلام قطب الدین صاحب احمدی شری برکاتی -
(ماخوذ از رسالہ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء)

سرور اعلیٰ ”ابلیہان دیانہ کے نام“

اگرچہ رہی ہیں کھڑکیوں فرا دیاں مجھ سے
نہ کہہ سکا میں عہد سے رسول کو مسلم
ہر ایک خطرہ شیطان سے بچایا ہے
اس عہد نو میں سکھایا دعا دیں میں نے
مذکورہ کبھی تو نہیں مصطفیٰ برداشت
میں جانتا ہوں تہساری حقیقت کیا ہیں
مذہبوں کے بولے ابھی تم کو یاد تو ہوں گی
یہ دیوبندی ادب اس تہیں مبارک ہو
اگر فروغ ہے ہیں مددِ باریاں تم سے
خزانِ نصیب جو تم اور ہے خزانِ تم سے

فقیہ عظمیٰ سرکارِ دو جہاں ہوں میں!
عیاں ہے عظمت سرکارِ دو جہاں مجھ سے

(رسالہ قادی کریم بریلی دسمبر ۱۹۶۲ء)

سرکوب کے سرنگن عظم سے،

تہیز حق و باطل مصطفیٰ کی مدح خوانی سے

بسلام اس وقت جس سے دلوں میں ناز ہے پیدا
ہی کی شان کا انکار دلتست کی نشانی ہے
نہ جوئے گی کبھی تار یخ جن کی کچھ ادائی کو
جنہیں محبوب ہے سوجان سے تنگیم راجندہ
سے گرہیں آں اب تلک چشم حرم جن بے دناؤں پر
سے جن کی بے رخی پر نود خواں کشمیر کی دای
بتاں ہند سے جن کی رہ دوسم حسبت سے
رسول اللہ اور اللہ کی الفت سے مر مرزا
تمہاری پار مالی کی شہادت ہونے والی ہے

جو ہندو کے پکاری ہیں میں مشرک بناتے ہیں

خدا کی شان ہے ارشاد جھوٹے نہ کو آتے ہیں

ماہنامہ سداغلم ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۳ء

دہلداد نام پر جس سے احد کا راز ہے پیدا
تہیز حق و باطل مصطفیٰ کی مدح خوانی ہے
نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے وہ شان مصطفائی کو
لب نہ گئے انہیں کیونکہ بھلا تعلیم پیغمبر!
مسلمان کا خون ہے آج بھی جن کی قبائلی پر
سے غلامی کا جن کی مشرقی پنجاب نہ دیا
قیام ملک پاکستان سے جن کو عداوت ہے
جنہوں نے یہ دتہا سداغلم کو جھوٹا!
سمجھ جاؤ سمجھ جاؤ قیامت ہونے والی ہے

مولانا سید ارشد علی ارشاد کوثر نگر

جہاں میں کوئی نہیں بڑھ کے یزبان تم سے
پیاچہن میں ہے بنگا مڈ فضاں تم سے
بچھڑو ہے ہیں اخوت کے کارواں تم سے
بڑے عروج پہ ہے دم کا فضاں تم سے
اسی خطا پہ ہے سرکار بد لکان تم سے
دیار پاک میں ہے شوش بتان تم سے
اسی لئے تو ہیں احباب سرگراں تم سے
لکھی گئی ہے جہالت کی داستان تم سے
فقط یہ چاہتے ہیں قوم کے جوں تم سے
بپاس امن وطن چپ ہے اب تک افضل
منش لے گا بریلی کا یہ جواں تم سے

سداغلم ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۳ء

لگا رہے ہو جو دشنام تو جوئے دھیرہ
دیار لالہ دگی میں لکائی تم نے آگ
بکھار ہے ہو وطن کی محبتوں کے چراغ
غبار سلب پہ ہمیشہ ہے وکرات و فحاشات
سے ساز باز تمہاری جنود سے جاری
خدا کا خوف ہے تم کو نہ ڈر قیامت کا
دفا کے نام پہ لڑنا ہے تم نے باروں کو
نوت ہے نہ کوئی ہے دلیل دعوے کی
وطن کے امن و ایمان کو کر نہ تم برباد

افضل کوٹلیوی

عطا ئے او بہ تقائے او

اجلڑ جانے بہاروں کا گلستان تم سے
اسے شاعر الحاد نہ ہوتیری زبان بند
تو بین رسالت پہ گزرا ہے تمہارا
کیا تیرا لگاڑیں گے بریلی کے سلمان
کی تجھ کو غرض جامِ مئے عشقِ نبی سے
سرخم نہ ہو تیرا در محبوبِ خدا پر
فطرت کے تقاضوں کی عیش نہ کرے بھوک
ہر وقت اٹھا ایک نیا نقشہ دُسن میں
کہ پاری ہے فردِ آج پھر خزانِ تم سے
الحاد کا پیغام زمانے کو دینے جا
تو بین رسالت کو یو بھی عام کئے جا
کہنا ہے تجھے کامِ حریفِ خوف کئے جا
تو بادۂ اغیار شبِ دروز پہنے جا
دیوبند کی دلیں یہ تو سمجھے کئے جا
اسلام کے سینے میں کی پاک کیے جا
جینا ہی جینا ہے اسی طور جیتے جا
دیوبند سے ملتی ہے جہاد لے جا

شورشِ تیری مٹی پہ بڑا نا زہے ہم کو
اسلام میں قتلوں کو یوں ہی سلام کئے جا

سرورِ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۸۲ء

جنابِ افتخار کوئی

دیوبند کے مصرعوں پر بریلی کی گمرہ

(سرورِ اعظم ۲۰ نومبر ۱۹۸۳ء)

(جنابِ امتی کوئی)

بعض شورشِ اسلام ہے فتنہ گر ہے
قہرِ دیوبند کی بنیاد نہ ملتی کیوں کر :
اب تو مانگے سے بھی چندہ نہیں دیتا کوئی
سیرتِ پاک پہ آجے کو نے تقریر
چندہ ختمِ نبوت پہ آتا ہے مزے
یوں نہ دکھلائیں ہمیں آپ پر یوں کا غرور
کشتہ تیغ مسلمان کئے بے حق کیوں !
رات کو خواب میں بھی آکے ڈرانا ہے مجھے
وہ جو کا فخر کو مسلمان کہے کافر ہے
حضرتِ حیدر گرامیہ را جو ہے
شور بر پاکہ جہڑوں کی فضا را بتر ہے
دینِ اسلام کی چھکار کر نہ پر ہے
ہاں اسے مال اڑانے کا سبق از مر ہے
ہم فقیروں پہ عیاں آپ کا پس منظر ہے
پشتِ بالشت سے سرکار کا لاپ گمر ہے
یہ ہے رضوان کا ایڈیٹر کہ ہدی کی پر ہے

کیا تباؤں میں تمہیں حال حکیم است
شہ رگ دین منیفہ کے لئے خنجر ہے
منگھل میں یہ بڑے کرتے ہیں تو دین بن
کفر باد گئے ہر فرد کا دل پتھر ہے
میں جو مہر طبع شورش پہ لگائی ہے کمرہ
بدن بازل کی رگ حال کے لئے خنجر ہے

قطعات

تو دین رسالت ہی جس کا شہوہ ہے
جس کے ضمیر و مدلیس کا پر وہ ہے
ہاں اپنی منافق کی ادلا ہے

کفن کھسوت

اے فصل بہار! میں چین بھیجے والے
اے اپنا ضمیر اپنا چلن بھیجے والے
اے دن کے احوال میں جنازوں کے غازی
اے شب کی سیاہی میں کفن بھیجے والے

منافق

اے تن کے بڑے اچلے مگر قلب کے کالے
اے دشمن اسلام اے انگریز کے پالے
قدرت تجھے بوجہی سے کافر کی جگہ دے
تو دین رسالت پر کماندھنے والے !

غدار

اے شاطر و عیار اے مکار اے بخر
اے کلاب و غدار اے کم ظرف اے بد
اللہ رہے حق بات پر ایک نکتہ خورشیدی
شیطان کی آواز پہ لیک کبھی تو !